UNIVERSAL LIBRARY
OU_224323
UNIVERSAL LIBRARY

جلد - ۹

نظارہ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول ودوم) باپ کا قاتل - خونی تلوار وغیرہ

مترجم	مصنف
تیرتھ رام فیروزپوری	جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو پیشگی سالانہ ادا کرکے اب بن جائیے اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

لال برادرس

مقام اشاعت - ڈیرہ دون

صدر دفتر :- ۷ - پارسنز روڈ نولکھا لاہور

تیج پریس دہلی میں باہتمام سوامی رامانند سنیاسی چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول قیمت عہ ر

حقوق محفوظ

رینالڈس کا بلند ترین ناول

1951

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت خیز ہے قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں۔ اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پر شور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جا بجا آسائش فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہی مگر سیر نہیں ہوتا

۱۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۸۴۳۲ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵۰ محصول ڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت ۴ر اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک کے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۱۱۲۶۶ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵/۱۲ محصول ڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں ہر حصہ کی قیمت ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

لال برادرس ۶۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو ۸/ کا منی آرڈر بھیج کر اب بن جائیے

۸/ فی سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہے گی

نویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کا زبردست ناول

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۴ء

لال برادرس

ڈیرہ دون

صدر دفتر:- ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت اول | قیمت عہ/ | حقوق محفوظ

دو دو باتیں

ناظرین دیکھیں گے کہ یہ جلد ۱۲ کا پیوں یعنی ۳۰۰ صفحوں پر ختم کی گئی ہے۔ اگلی جلد اور زیادہ بڑی ہوگی۔ اور یقین ہے کہ یہ رفتار ترقی اسی طرح قائم رہے گی۔

ماہ اکتوبر میں اصحاب ذیل نے نئے خریدار عطا کیے (۱) جناب نواب تلاوت علی مرزا خاں صاحب حیدرآباد دکن۔ ایک۔ (۲) جناب ایم محمد حسین صاحب بمبئی۔ ایک (۳) جناب منشی شمیم الدین صاحب بلہوری کانپور۔ تین۔ اس عنایت کے لیئے ہم ان ہر سہ اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ہمیں یہ سوچکر اپنی خوش قسمتی پر ناز ہوتا ہے کہ اس خالص کاروباری زمانہ میں بھی جب کچھ عنایت فرما ہماری توسیع اشاعت کی بہت پہنت برگشتہ خاطر ہوکر یہ لکھ سکتے ہیں کہ ہم کچھ آپکے ایجنٹ تو نہیں کہ ترقی اشاعت کے لیئے سرمغزن کیا کریں ایسے بے غرض محسن ان سے بہت زیادہ موجود ہیں۔ جو اپنا قیمتی وقت صرف کرکے اور اپنے مبارک اثر سے کام لیکر جہاں تک ان کے امکان میں ہے ہماری ہمت افزائی کر رہے ہیں۔ الفاظ اس احساس ممنونیت کو جو ہمارے دلوں میں ان کیلئے ہے ظاہر نہیں کر سکتے۔ حقیقت میں یہ انہی کی ہمدردی اور حوصلہ افزائی ہے جو ہمیں اس کار عظیم کی تکمیل کے لیئے قدم اُٹھائے جانے پر اُکسا رہی ہے جسے شاید بصورت دیگر اس قسم کے طعن وطنز پر قربان کر دینا پڑتا جس کی ایک دل خوش کن نظیر اوپر پیش کی گئی ہے۔

ماہ گذشتہ کی جلد نسبتاً دیر سے روانہ ہوئی تھی جس کا باعث ہر قسم کے انتظامات کی اس برہمی کو سمجھنا چاہیئے جو شمالی ہند کے سیلاب عظیم سے پیدا ہوئی۔ جب روزانہ اخبار اپنی متعدد اشاعتیں ناغہ کرنے پر مجبور ہوں۔ تو ایک ماہوار کتاب کی اشاعت کا چند دن کے لیئے ملتوی ہو جانا یقیناً ایسا نہیں ہے جس کے لیئے منتظمین کو معتوب کیا جائے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ایسے نقص پیش نہ آئیں۔ مگر علیٰی حالات سے چارہ کار نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اگر ناظرین ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کرکے شکایتی خط لکھا کریں۔ تو ان کا اور ہمارا بہت سا قیمتی وقت بچ سکتا ہے۔

جلد نمبر ۹ میں صفحات ۱۶۳ تا ۱۶۴ کا پتھر مشین پر ٹوٹ گیا تھا کارپردازان مطبع نے نئی کاپی لکھا خود ہی چھاپ لی جس سے بہت سی غلطیاں رہ گئیں۔ اس مرتبہ ناظرین مہربانی سے ان کی اصلاح خود ہی کرلیں۔ آئندہ امید ہے ایسی خرابی ظہور میں نہ آسکے گی۔

نظارہ پرستان

نویں جلد

باب - ۷۴ (ب)

جیل خانہ

ماہ جون کے دن تھے - اور یوریول میں مسٹر بالرڈ کے قتل کو تین مہینہ کا عرصہ گذر چکا تھا - ایام بہار میں عدالت سشن کے اجلاس ہوئے - مگر لیٹس راڈنے کا مقدمہ پیش نہ ہو سکا - بہرحال امید کی جاتی تھی کہ آئندہ گرمائی اجلاس میں ضرور اس کا فیصلہ ہو جائے گا - اب تک مقدمہ کے التوا کی وجہ یہ تھی - کہ ملزمہ حوالات میں سخت بیمار ہو گئی - مشہور تھا - کہ وہ بے وسیلہ نہیں ہے - اور مقدمہ کی سماعت پر اس کی طرف سے بعض نامی وکلا پیروی کرینگے - یہ بھی سُننے میں آتا تھا - کہ ایک مالدار بیرونٹ سر ولیم سٹانلے جو پاس ہی دیہات میں رہتے تھے - اور جنہیں آنریری مجسٹریٹ کا رتبہ حاصل تھا - لیٹس کی امداد کے لئے غیر معمولی کوشش کر رہے ہیں - عام خیال یہ تھا - کہ ملزمہ حقیقتاً قصور وار ہے - کیونکہ قرائنی شہادت اس کے خلاف تھی - مگر عام رائے کچھ بھی ہو سر ولیم سٹانلے اس کو بے قصور سمجھتے تھے - چنانچہ مختلف اوقات میں انہوں نے حلقہ احباب میں جو چند الفاظ کہے - نیز ان کے عام انداز سے ظاہر ہوتا تھا - کہ وہ شہادت استغاثہ کو نامکمل اور ناقابل یقین سمجھتے ہیں - اور ان کے نزدیک ملزمہ اگر بالکل بے خطا نہیں - تو بھی خوفناک الزام قتل سے بہرطور بے قصور ہے -

لیٹس راڈنے حوالات میں جاتے ہی سخت بیمار ہوگئی تھی ۔ اس کے خلاف جو خوفناک الزام عائد کیا گیا ۔ نیز اس زبردست شہادت کا جو عدالت ماتحت میں اس کے خلاف پیش ہوئی ۔ یہ اثر ہوا کہ وہ جیل میں جاتے ہی مغلوب ہوگئی ۔ اگر وہ حقیقتاً مجرم ہوتی ۔ تو شاید ان مصیبتوں کو زیادہ استقلال سے برداشت کرتی ۔ مگر بے گناہ ہوتے ہوئے ایک سنگین الزام کے سلسلہ میں حوالات کی سکونت نے اس کے دل و دماغ پر یہ اثر پیدا کیا کہ عدالت ماتحت کی کارروائی ختم ہونے کے چند ہی ہفتے بعد اس کی حالت پاگلوں کی سی ہوگئی ۔ کبھی ہذیان کرتی تھی ۔ اور کبھی اس کی زبان اس طرح بند ہو جاتی ۔ کہ دیکھنے والے سمجھتے تھے ۔ اب کسی دن کی مہمان ہے ۔ زمانہ عدالت میں اسکو جیل کے ہسپتال میں زیر علاج رکھا گیا ۔ اور اس جگہ کے افسروں اور ڈاکٹروں نے پوری توجہ سے اس کی نگہداشت کی ۔ ایک حسین عورت سے اس قسم کا ہمدردانہ سلوک خارجی اثرات کے بغیر عام حالات میں ہی کیا جاتا ۔ تو باعث حیرت نہ تھا ۔ کیونکہ جنس لطیف کے افراد پر کتنا بھی سنگین الزام عائد ہو ۔ ان کی مشکلات و مصائب انہیں ہمدردی انسانی سے محروم نہیں کرتے ۔ لیکن موجودہ صورت میں حکام کی خاص توجہ کا باعث وہ کوششیں تھیں جو سر ولیم سٹانے کی طرف سے ہو رہی تھیں ۔ اس خیال سے کہ یار لوگوں کو دھول اڑانے کا موقعہ نہ ملے ۔ سر ولیم نے مشہور کر رکھا تھا ۔ کہ لیٹس راڈنے سے میری سابقہ واقفیت نہیں ہے ۔ اور ساری کوشش محض ہمدردی انسانی کے خیال سے کی جا رہی ہے ۔ چونکہ یہ شخص عزت دار اور اپنی راست بیانی کے لئے مشہور تھا ۔ اس لئے کسی کو اس کی بات پر شک کرنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ اس جگہ ضمناً یہ لکھ دینا بھی مناسب ہوگا ۔ کہ سر ولیم کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی ۔ اور اس کی زندگی کا ابتدائی حصہ ہندوستان میں بسر ہوا تھا ۔ جہاں اس نے سرکاری خدمات کے صلہ میں بیرونٹ کا رتبہ حاصل کرنے کے علاوہ بہت سی دولت بھی جمع کی تھی ۔ اس کی بی بی کا انتقال ہو چکا تھا ۔ اور اس کا اکلوتا لڑکا جس کی عمر قریباً چوبیس سال تھی ۔ رسالہ میں کپتان کے عہدہ پر مامور تھا ۔ بعض ضروریات سے سر ولیم سٹانے کو اس وقت سے جس کا حال لکھا جا رہا ہے ۔ قریباً تین سال پیشتر ہندوستان جانا پڑا ۔ مگر اب اسے واپس آئے قریباً ایک سال کا عرصہ گذر چکا تھا ۔

جون کے پہلے ہفتہ میں لیٹس راڈنے لوریول جیل کے زنانہ ہسپتال کے ایک حجرہ میں بیٹھی ہوئی تھی ۔ مگر وہ رونق شباب ۔ وہ تازگی حسن جو کبھی اس کی ذات سے مخصوص تھی

اب قطعاً غائب ہو چکی تھی۔ الزام قتل عائد ہونے کے بعد اس کی شکل وصورت میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا تھا۔ فکر و علالت نے جو دنیا کی دو سب سے زبردست بلائیں ہیں۔ اس کی صورت بالکل بدل دی تھی۔ اور بدنصیب لیڈی راڈنے ان صعوبات کے اثر سے جو اس نے ذہنی اور بدنی طریق پر برداشت کیں۔ اتنی نحیف و نزار ہو چکی تھی۔ کہ پہچانی نہ جاتی تھی۔ اب نہ وہ جانستان ادائیں باقی تھیں۔ نہ شوخیاں اور چونچلے۔ پھولوں کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ رخسار جن کی سرخی گلاب کو شرماتی تھی۔ زرفام ہو کر پچک گئے۔ سحر انگیز آنکھوں کی چمک جاتی رہی۔ اور ان کے گرد حلقے پڑ گئے۔ اور ہونٹوں کی یاقوتی رنگت سپید ہو جانے سے۔ دانتوں کی سپیدی نے ان کو زیادہ ہیبتناک بنادیا۔ اس کی صورت پر ایسی حسرت برستی تھی۔ کہ کتنا بھی سنگ دل انسان دیکھے۔ رحم محسوس کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ وہ برق پاش چہرہ جو اپنے دلفریب تبسم اور چھپے تمسخر سے زاہدان عابد کے دلوں کو لبھاتا تھا۔ اور جس کی ضیا ریز گلگونی عاشق تن رسیا جوانوں کے سینہ میں تلاطم برپا کرتی تھی۔ اب دل مردہ کی قبر تھا جس کے لوح مزار پر خفیہ تحریر میں یہ الفاظ منقوش تھے۔ "راحت اس سے ہمیشہ کو رخصت ہو گئی۔ اور کبھی واپس نہ آئے گی۔"

دوپہر کا وقت تھا۔ اور بدنصیب لیڈی راڈنے ایک سادہ لباس پہنے جسے وہ نہ معلوم کن امیدوں کے ساتھ لندن سے لے کر چلی تھی۔ ہسپتال کے تنگ حجرہ میں ملول ومحزون بیٹھی تھی۔ اب نہ اس میں وہ اگلا بانکپن تھا۔ نہ بناوٹ۔ نہ آرائش۔ حالت بالکل بدلی ہوئی تھی۔ کیونکہ اب وہ ایک ناز پرور۔ ناز آفرین حسینہ نہیں بلکہ ان مظلوم ومقہور انسانوں میں سے ایک تھی جنہیں قادر مطلق اپنی حکمت کاملہ سے نہایت سخت امتحانات سے گذارتا اور ان کے دلوں کو تیز آتشی بھٹیوں میں ڈال کر صاف کرتا ہے۔ سامنے میز پر چند کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ مگر یہ ایسی کتابیں تھیں۔ جن کے مطالعہ کی رغبت قید خانہ کی تاریک ہولناک فضا میں ہی ہو سکتی تھی۔ ورنہ چند ماہ پیشتر انہیں میڈم اینجلیک کے شاندار کوٹھی خانہ میں اس نازنین کے آگے رکھا جاتا تو وہ یقیناً نفرت کا قہقہہ لگا کر ان کو پرے پھینک دیتی۔

کہتے ہیں انسان کو مصیبت میں ہی خدا یاد آتا ہے۔ واقعی اس وقت بار مصائب سے دبی ہوئی لیڈی راڈنے عہد ماضی کے جملہ افعال قبیحہ پر بدل پشیمان ومتاسف تھی۔ بیٹھے بیٹھے اسے ڈچس آف مارچ مونٹ کا واقعہ یاد آیا۔ جسے تباہ اور برباد کرنے کے لئے اس نے قصداً

یا بے خبری میں انعام کے لالچ سے ڈیوک کا ساتھ دینا منظور کیا تھا۔ اور یہ خیال رہ رہ کر اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگا۔ کہ مجھے اس وقت جو سزا مل رہی ہے وہ درحقیقت اسی ناپاک امداد کا خمیازہ ہے۔ جو میں نے معصوم و پاکباز مارچ مونٹ بیگم کے خلاف دی تھی۔ مگر ایک اس واقعہ پر کیا موقوف تھا۔ اپنی گناہ آلود زندگی میں اس نے صدہا ایسی خطائیں اور جرم کیے تھے۔ وکیل پالرڈ سے ناجائز روپیہ وصول کرنے کو مسز رینر کا بھیس اس نے بدلا۔ اور ایولین اور ایرائن کو جو دور معصیت ترک کر کے اصلاح کی زندگی بسر کرنے اپنے والدین کے پاس چلی گئی تھی واپس لانے کا بیڑہ بھی اس نے اٹھایا۔ ایسی ہی بیسیوں اور خطائیں اس نے اپنی زندگی میں کی تھیں جن میں سے بعض قصداً اور بعض بے اختیاری کی حالت میں ہوئیں۔ بہرحال اس وقت ایک ناکردہ جرم کے بارے پھانسی کے سایہ میں بیٹھے ہوئے پشیمانی کی حالت میں بیٹس راڈنے یہ کہہ کر دل کو تسلی دے رہی تھی۔ کہ یہ میرے اپنے ہی افعال کا ثمرہ ہے۔ جو مجھے اس دنیا میں مل رہا ہے۔

ان مایوسیوں میں کبھی کبھی یہ خیال اس کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوتا تھا۔ کہ ممکن ہے میری بے گناہی ثابت ہو جائے۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھ کر دیکھا جائے۔ تو اس کا پشتیا تاپ قابل تعریف بھی تھا۔ کیونکہ خوف کی حالت میں تو ہر سیاہ باطن توبہ و استغفار کو آمادہ ہو جاتا ہے۔ مگر سوال پیدا ہوگا۔ کہ بریت کی امید کن حالات سے اس کے دل میں پیدا ہوتی تھی؟ اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب بیٹس راڈنے اپنی خطرناک علالت سے بحال ہونے لگی۔ اور کئی روز تک ہذیان کرنے اور بے حرکت پڑے رہنے کے بعد جب آخرکار اُسے ہوش آیا۔ تو مسٹر رڈ کلف نے جیل خانہ میں اس سے ملاقات کی۔ اس نے وکیل پالرڈ کے مکان پر جو واقعات پیش آئے تھے۔ ان کی مفصل کیفیت پوچھی۔ اور چند ضروری ہدایات کے بعد کہا۔ کہ آخری بھروسہ تمہیں قادر مطلق کے انصاف ہی پر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر انسان اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ کہ بے گناہ کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ بہرحال نتیجہ کا مالک وہ خدا ہے پاک ہے جس کی مصلحت فہم انسانی سے بالاتر سمجھی گئی ہے۔ اس موقعہ پر اس نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس سے ایک رات تمہاری تالاب کے کنارہ ملاقات ہوئی تھی۔ اور میں نے ہی تم سے ڈچس آف مارچ مونٹ کے خلاف تمہاری کوششوں کا حال معلوم کیا تھا۔ پھر اس نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے ہی

میڈم انجلیک کے کوٹھی خانہ میں تم چاروں سے ملاقات کی تھی۔ گو اس وقت میرے وہاں جانے کا مقصد طلب راحت نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔ میری ہی کوششوں سے ایولین اوبرائن دوبارہ اپنے والدین کے پاس پہنچی۔ اور میری ہی سفارش پر اس کے رشتہ داروں نے اس کی سب خطائیں معاف کر دیں۔ مسٹر ریڈ کلف کی اس ملاقات کا ہی یہ نتیجہ تھا۔ کہ لیٹس سمجھنے لگی تھی۔ شاید ان کوششوں سے جو اس شخص کی طرف سے ہو رہی ہیں میری بے گناہی جلد یا بدیر ثابت ہو جائے۔

خیر جیسا ہم بیان کر رہے تھے۔ لیٹس راڈ نے دوپہر کے قریب قید خانہ میں بیٹھی ہوئی ان کتابوں کا مطالعہ کر رہی تھی۔ جو حاکم جیل خانہ اور اس جگہ کے پادری نے اس کو دی تھیں کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔ اور جب لیٹس نے غم زدہ نظروں سے آہستہ آہستہ اس طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا جسے وہ جیل ہسپتال کی مہتمم عورت سمجھتی تھی۔ حقیقت میں مسٹر ریڈ کلف ہے۔ آخر اندر کر دروازہ بند کر کے آگے بڑھا۔ اور میز کے دوسری جانب لیٹس کے سامنے بیٹھ گیا۔

لیٹس اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ مگر ریڈ کلف نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اس کا حال پوچھا۔ سوالات سے معلوم ہوا۔ کہ اس وقت لیٹس کی ذہنی حالت سابق کی نسبت بہت اصلاح پا چکی تھی۔

دوران گفتگو میں وہ نہایت دردناک آواز سے کہنے لگی "مسٹر ریڈ کلف میں سچے دل سے اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر میری بے گناہی ثابت ہو گئی۔ اور میں پھر ایک بار دنیا میں قدم رکھنے کے قابل ہوئی۔ تو گو اس صدمہ عظیم سے جو اس وقت مجھے پہنچا ہے بحال ہونا غیر ممکن ہے۔ تاہم میری پشیمانی اور توبہ مکمل ہو گی۔ اور میں دوبارہ کبھی گناہ کی راہ میں قدم نہ رکھوں گی۔"

"میں جب آخری بار تم سے ملا۔ تو تم اپنی خوفناک بیماری سے صحتیاب ہونے لگی تھیں" مسٹر ریڈ کلف نے کہا۔ "اس واقعہ کو ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس وقت کے بعد چونکہ تمہاری ذہنی حالت پر اس قسم کے اثرات طاری رہے ہیں۔ جن سے تمہارے سکون میں خلل آنا قدرتی تھا۔ اس لئے میں پوچھتا ہوں میرے اس وقت کے الفاظ تمہیں یاد ہیں یا بھول گئے؟"

"مجھے آپ کا ایک ایک لفظ یاد ہے۔" لیٹس نے جواب دیا۔

"اور تم اس کا اعادہ کرتی ہو۔ کہ جو کچھ اس وقت تم نے کہا تھا۔ وہ صحیح ہے؟" مسٹر ریڈ کلف نے پوچھا۔

لیٹس تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر بولی "میں تسلیم کرتی ہوں کہ اپنی گذشتہ زندگی میں میں نے کئی گناہ اور جرم کیے ہیں۔ مگر ایسا خوفناک جرم جو اب مجھ سے منسوب کیا جاتا ہے اس کا ارتکاب نہ میں نے کیا ہے اور نہ کر سکتی ہوں۔"

"میں مانتا ہوں تم سچ کہتی ہو" مسٹر ریڈ کلف نے جواب دیا۔ "اس لیے کہ بعض اور واقعات بھی اس قسم کے معلوم ہوئے ہیں جن سے تمہارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ پس میں چاہتا ہوں تم ان دو شخصوں کا جنہیں تم نے واردات کی رات کو مسٹر ویبر کے پاس دیکھا تھا۔ پوری تفصیل کے ساتھ حلیہ بیان کرو۔"

لیٹس نے دونو کا حلیہ بیان کیا۔ اور مسٹر ریڈ کلف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "بے شک وہی ہیں۔"

"تو کیا آپ کے نزدیک میری بے گناہی ثابت ہونے کی کوئی صورت ممکن ہے؟" لیٹس نے ذہنی اذیت کی حالت میں پُرشوق انداز سے پوچھا۔

"میں اس کی امید کامل رکھتا ہوں۔" ریڈ کلف نے جواب دیا۔ "مگر اس کے باوجود یہ نہیں کہتا۔ کہ تم اپنے دل کو فرضی امیدوں کا سہارا دو۔ وہ کارساز حقیقی جو مسبب الاسباب ہے۔ وہی خوب جانتا ہے۔ میری کوششوں کا انجام کیا ہوگا۔ سردست میں اپنی تجاویز کی تفصیل بھی ظاہر نہیں کرتا۔ بہرحال یقین رکھو کہ میں اس معاملہ میں خاموش یا کاہل نہیں ہوں۔"

"مسٹر ریڈ کلف میں تہ دل سے آپ کی شکر گذار ہوں۔ الفاظ میرے جذبہ ممنونیت کو پوری طرح ظاہر نہیں کر سکتے۔۔۔"

"تم بے شک میری شکر گذار ہو۔" مسٹر ریڈ کلف نے کہا۔ "اور ایسے موقعوں پر کون ہے جو اپنے معاون کا احسان مند نہیں ہوتا۔ لیکن مجھے اظہار ممنونیت سے زیادہ اس اقرار کی ضرورت ہے کہ تم نے اپنی زندگی میں جتنے برے کام کیے تھے۔ آئندہ کے لیے ان سے دلی توبہ کرتی ہو۔ گورنر جیل خانہ سے جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ سابقہ ملاقات پر میں نے جو ہدایات دی تھیں۔ تم ان پر بخوبی عمل کر رہی ہو۔"

"یقین فرمائیے میں کسی حال میں ان کے خلاف نہ کر سکتی تھی۔" نیٹس نے جواب دیا۔ "وہ بدکار عورت میڈم اینجلیک میری حراست کی خبر سن کر ان سے مجھے ملنے یہاں آئی تھی۔ مگر میں نے اس کے سامنے آنے سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے لورپول کے ایک وکیل کو میرے پاس بھیجا۔ مگر میں نے اس سے بھی کہا۔ کہ اب تو خوش قسمتی سے بعض عنائت فرما میری بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ تو میڈم اینجلیک کی امداد میں کسی حال میں منظور نہ کرتی۔"

"یہ سب حالات مجھے گورنر جیل خانہ کی زبانی معلوم ہو چکے ہیں۔" مسٹر ریڈ کلف نے کہا "اور میں خوش ہوں کہ تم نے میری ہدایات پر لفظ بہ لفظ عمل کیا ہے۔ عنقریب تمہارے مقدمہ کی سماعت شروع ہو جائے گی۔ صفائی کے لئے قابل ترین وکلا کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور جیسا میں نے بیان کیا ہے خود میں بھی بیکار نہیں ہوں۔ لورپول کا ایک نامی وکیل آج سہ پہر کو اس بیان کی تصدیق کے لئے جو میں نے تمہاری طرف سے اس کو لکھوایا تھا۔ یہاں آئے گا اس سے تم سب حال بے کم و کاست کہہ دینا۔ میں چند دن اور انہی نواحات میں ٹھیرونگا اور تم سے ملنے بھی آؤں گا۔ مگر رخصت ہونے سے پہلے ایک بار پھر خبردار کرتا ہوں کہ تمہیں غیر معمولی امیدوں کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیئے۔ سب سے بڑھ کر اس قادر مطلق کے رحم پر بھروسہ کرنا لازم ہے۔ جو گنہگار انسان کے سچی توبہ کرنے پر اسکی خطائیں بخشنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔"

اس کے بعد جب ریڈ کلف جانے لگا۔ تو نیٹس نے پوچھا "کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ میڈم اینجلیک کو ان کوششوں میں جو وہ ایولین کو واپس لانے کے لئے کر رہی تھی۔ کامیابی ہوئی یا نہیں؟"

"نہیں" مسٹر ریڈ کلف نے جواب دیا۔ "ایولین اب اپنے والدین کے پاس ہے۔ اور اس بدقماش عورت کے دام فریب سے بچنے کے لئے ہر وقت محتاط رہتی ہے۔ اب مجھے اس کی طرف سے فکر نہیں۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ وہ دوبارہ اس کے قابو میں آئے۔"

اتنا کہہ کر مسٹر ریڈ کلف رخصت ہوا۔ اور چلتے وقت نیٹس راڈلے نے پھر ایک بار اس کا شکریہ ادا کیا۔

یہ واقعات تو لورپول جیل میں ہو رہے تھے۔ اور دوسری جانب شہر سے قریبًا چار میل فاصلہ پر سر ولیم سٹانلے کی شاندار کوٹھی میں ایک اور گفتگو جاری تھی۔ سر ولیم کا بیٹا کپتان

سٹانلے اسی روز مکان پر آیا تھا۔ اور چونکہ اس نے فوج سے رخصت لے رکھی تھی۔ اس لئے چند ہفتے آبائی مکان میں بسر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

جیسا پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ اس نوجوان کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ اور وہ ایک متوسط القامت شریف صورت شکیل جوان تھا۔ اس کی خصلت پسندیدہ طبیعت فیاض اور ذہنی اوصاف قابل تعریف تھے۔ اس میں شک نہیں باپ کو اس سے گہری محبت تھی۔ مگر وہ بجائے خود ایسا نوجوان تھا جس پر جملہ والدین کو بجا طور سے فخر ہو سکتا ہے۔ باپ کے ساتھ باغ کی سیر کرتے ہوئے دوران گفتگو میں اس نے پوچھا "کیوں مگر یہ صاحب مسٹر ریڈکلف جن کا آپ کو انتظار ہے۔ کون ہیں ؟"

"عزیز ابرٹ تمہیں یاد ہو گا جن دنوں میں ہندوستان کے جنگلوں میں سفر کر رہا تھا تو ایک بار میری جان ایک بہادر انگریز کی شجاعانہ امداد سے بچی تھی . . . "

"جی ہاں وہ واقعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں اسے کیونکر بھول سکتا ہوں۔ اس کی خبر سن کر پہلے آپ کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ مگر بعد میں آپ کے بچ جانے کی خبر سے بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے اپنے خط میں خونخوار ٹھگوں کے ہاتھوں پڑ جانے کا حال تو لکھا تھا۔ مگر اس غیبی محسن کا نام نہیں لکھا جس نے آپ کی جان بچائی ۔ اور نہ آپ کے انگلستان آنے کے بعد ہی کبھی اس کا ذکر ہوا . . . "

"خیر تو وہ محسن یہی مسٹر ریڈکلف تھے ۔ جو عنقریب یہاں آ رہے ہیں" سر ولیم نے جواب دیا "میں ہمیشہ انہیں اپنے خاندان کا مربی تصور کروں گا۔" کپتان سٹانلے نے دلی جوش سے کہا "کاش انہیں چند دن سٹانلے ہال میں ہمارے پاس رہنے کی فرصت ہو۔ میں ان سے دوستی پیدا کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرے خیال میں تمہاری یہ آرزو بر آئیگی" سر ولیم سٹانلے نے جواب دیا "کیونکہ آج صبح ان کی طرف سے جو خط موصول ہوا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ ضرور چند دن ہمارے پاس ٹھہرینگے۔ اور چونکہ انہیں اس مقدمہ سے خاص دلچسپی ہے۔ جس نے ان نواحات میں بہت سنسنی پیدا کر رکھی ہے۔ اور جس کی سماعت آئندہ اجلاس سشن میں شروع ہو جائے گی یعنی لیٹس راڈنے کے مقدمہ سے۔ اس لئے اگر وہ واپس بھی گئے ۔ تو عارضی طور پر چند دن باہر رہ کر واپس آ جائیں گے۔"

"آہ! اس مقدمہ کی نسبت مجھے یاد آ گیا۔" کپتان سٹانلے نے چونک کر کہا "کچھ عرصہ پیشتر آپ نے ایک خط میں اس کا حال لکھا۔ تو اطلاع دی تھی کہ گو اور لوگ ملزمہ کو قصوروار سمجھتے ہیں۔ تاہم آپ کی یہ رائے نہیں۔"

"بے شک میں نے ایسا لکھا تھا۔" بیرونٹ نے جواب دیا۔ "اور میرے دل میں اب تک اس کے قصوروار ہونے کا گمان نہیں ہے جس کی وجہ میں تم سے بھی بیان کرتا ہوں یہ جرم جیسا تمہیں یاد ہوگا۔ قریباً تین ماہ پیشتر ہوا تھا۔ اور اس واقعہ کے چند دن بعد لورپول کے ایک بازار سے گذرتے ہوئے اتفاقاً مسٹر ریڈکلف سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو فوراً پہچان لیا اور ہم دونوں میں باتیں ہونے لگیں۔ انہوں نے لورپول آنے کا مدعا بیان کیا۔ اور کہا میں نے اخبارات میں اس واردات کا سب حال پڑھا تھا۔ اور عدالت ماتحت میں لیٹس راوڈن نے اپنی صفائی میں جو بیان دیا۔ وہ بھی میری نظر سے گذرا تھا۔ معلوم ہوتا ہے مسٹر ریڈکلف کی اس عورت سے پہلے کی جان پہچان تھی۔ اور گو ان کے نزدیک بھی اس عورت کا چلن قابل تعریف نہ تھا تاہم انہوں نے بیان کیا۔ کہ اگر فطرت انسانی کے متعلق میرا اندازہ بالکل ہی غلط نہیں ہے۔ تو کہہ سکتا ہوں کہ ایسے خوفناک جرم کا ارتکاب یقیناً اس کی طرف سے نہیں ہوا۔ پھر تفصیلات میں داخل ہونے کے بغیر انہوں نے یہ بھی بتایا۔ کہ پچھلے دنوں اس عورت سے ان کی ایک ایسے مقام پر اندھیرے میں ملاقات ہوئی تھی۔ جہاں چند سال پیشتر قتل کی واردات ہو چکی تھی۔ اس وقت وہ بعض اتفاقات سے اتنی خوف زدہ ہوئی۔ کہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ وہ کتنی سیاہ باطن ہو۔ بہرحال ایسے جرم کی ہرگز مرتکب نہیں ہو سکتی۔ جو اس سے منسوب کیا گیا ہے۔ پھر جو بیان اس نے عدالت میں دیا۔ وہ بھی اتنا عجیب اور حیرت خیز تھا۔ کہ اُسے دماغ انسانی کی اختراع نہیں سمجھا جا سکتا۔ مسٹر ریڈکلف نے کہا کہ ایسے حالات میں محض قرائنی شہادت کی بنا پر کسی کو قتل کا مجرم سمجھ کر قابل تعزیر قرار دینا خلاف انصاف ہے۔ یہ سب باتیں مسٹر ریڈکلف سے اس موقعہ پر ہوئی تھیں۔ جب قریباً تین ماہ پیشتر وہ مجھے لورپول میں ملے۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے بتایا۔ کہ میں لیٹس راوڈن سے ملنے جیل خانہ گیا تھا۔ وہ بخار کی شدت سے ہذیان کر رہی تھی۔ اور اسے واقعات ... بعد کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ میں نے مسٹر ریڈکلف کو یہاں ہال میں مدعو کیا۔ اور وہ چند دن میرے مہمان رہے چنانچہ یہاں رہتے ہوئے انہوں نے مسز ویبر یعنی اس عورت کی نسبت جو مقتول کے ہاں ملازم تھی۔ بہت سی تحقیقات

بھی کی..."

"پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟" کپتان سٹانلے نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات تو دریافت نہیں ہوئی۔" بیرونٹ نے جواب دیا۔ "بہرحال اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ یہ عورت یورپ میں بالکل اجنبی تھی۔ اور مسٹر ہارڈ کے قتل ہونے سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر ان کے ہاں ملازم ہوئی تھی۔ مسٹر ریڈ کلف نے بیٹس راڈنے کے لیے میری خدمات مجسٹریٹی طلب کیں۔ اور لندن کو روانہ ہونے سے پہلے درخواست کی کہ جب بیٹس ہوش میں آئے اور اس قابل ہو کہ آپ اس سے مل سکیں۔ تو مجھے ضرور اس کی اطلاع دیجئے۔ اس کے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد میں نے انہیں خط لکھا۔ مگر اس اثنا میں خود مسٹر ریڈ کلف کی طرف سے میرے نام دو تین خط موصول ہو چکے تھے۔ جن میں بعض جدید واقعات کا کچھ حال درج تھا۔ جو ان کو معلوم ہوئے تھے۔ اور جن سے ان کی رائے میں بیٹس راڈنے کے اس بیان کی تصدیق ہوتی تھی جو اس نے ماتحت عدالت میں دیا تھا۔ میرا خط پا کر مسٹر ریڈ کلف یہاں آئے۔ اور انہوں نے جیل میں بیٹس راڈنے سے پھر ملاقات کی۔ اس ملاقات سے ان کو اور بھی یقین ہو گیا۔ کہ بیٹس حقیقت میں بے قصور ہے۔ مگر انہوں نے دوراندیشی کی راہ سے اس کو امید نہیں دی کہ ایسا نہ ہو۔ بعد میں اس کو مایوس ہونا پڑے۔ اس موقعہ پر وہ چند دن میرے ہاں ٹھیرے اور اب پھر اس غرض سے آ رہے ہیں۔ کہ انہوں نے جس وکیل کی خدمات حاصل کی تھیں۔ اس سے مل کر معلوم کریں۔ کہ اس نے مقدمہ کے حالات کو اچھی طرح سمجھ لیا یا نہیں۔"

"سارا قصہ عجیب اور پراسرار ہے۔ اور بالکل افسانہ معلوم ہوتا ہے۔" کپتان سٹانلے نے آہستہ سے کہا۔

"اس کے باوجود مسٹر ریڈ کلف نے تحریر و تقریر سے مجھے اپنا ہم خیال بنا لیا ہے۔" سر ولیم نے کہا۔ "ایک مجسٹریٹ کی حیثیت میں مجھے چونکہ قیدیوں سے ملنے کی اجازت ہے۔ اس لیے میں چند بار اس عورت سے ملا اور اس سے گفتگو بھی کی۔ میں نے اس سے کئی طرح کے سوالات پوچھے۔ مگر اس کے جواب میں کبھی اختلاف نہیں پایا۔ اس کا بھی مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جس قدر خطا ہو چکی۔ اس کے لیے وہ دل سے تائب اور پشیمان ہے۔ پس میری دلی آرزو ہے کہ مسٹر ریڈ کلف کو اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل ہو۔ اور غریب ناکردہ گناہ عورت عزت کے ساتھ بری ہو جائے۔"

"میری اپنی بھی دعا ہے۔" کپتان سٹانلے نے پر جوش لہجہ میں کہا۔ "اور اگر اس معاملہ میں میری طرف سے مسٹر ریڈکلف کی کوئی خدمت ممکن ہو۔ تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں۔"

"یہ شخص مسٹر ریڈکلف واقعی کوئی نہایت عجیب آدمی ہے۔" بیرونٹ نے تعریفی لہجہ میں کہا۔ "اس کے کام کرنے کے ڈھنگ بالکل نرالے ہیں۔ کلکتہ میں میں نے یہ اڑتی سی خبر سنی تھی کہ وہ کئی سال تک اندرآباد کے صدر میں مقیم با جیسا بعض کا خیال ہے۔ زیر حراست ہے یہ بھی مشہور ہے کہ ان کے پاس بے شمار دولت ہے۔ مگر کچھ بھی ہو۔ ان کی بہادری میں کلام نہیں کیونکہ اس کا ثبوت انہوں نے ہندوستان کے جنگلوں میں اس وقت خوب دیا تھا۔ جب مجھے ٹھگوں کے نرغہ سے بچایا۔ اور اب لیڈی راڈنے کے معاملہ میں جو طریق عمل اختیار کیا ہے وہ بھی ان کی فیاضی اور کشادہ دلی پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں بہ وثوق کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس جوان عورت کے ساتھ ان کا تعلق ناجائز یا خلاف اخلاق نہیں ہے۔"

"آپ کی زبانی مسٹر ریڈکلف کی اتنی تعریف سن کر میرے اندر ان کے لیے گہری دلچسپی پیدا ہونے لگی ہے۔ اور میں ایک ایسے قابل قدر شخص سے دوستی پیدا کرنے کو بے قرار ہوں۔" نوجوان نے کہا۔

عین اس وقت ایک سفری گاڑی ہال کی طرف آتی نظر آئی۔ قریب پہنچی۔ تو بیرونٹ نے پہچانا اس پر مسٹر ریڈکلف ہی سوار ہیں۔ گاڑی سے اتر کر وہ سیدھے باپ بیٹے کی طرف آئے۔ اور گاڑی اسباب لے کر ڈیوڑھی کی طرف چلی گئی بیرونٹ نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اور اس کے بعد بیٹے سے تعارف کرایا۔ مسٹر ریڈکلف نے بیان کیا۔ میں جیل میں لیڈی راڈنے سے مل کر آ رہا ہوں۔ اور جو معلومات حاصل ہوئے ہیں۔ ان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس عورت نے اپنی زندگی میں کتنی بھی خطائیں کی ہوں۔ بہرحال وہ قتل کے جرم سے بے قصور ہے

بیرونٹ کپتان اور ریڈکلف باتیں کرتے ہوئے اس مقام تک چلے گئے۔ جہاں سے لورپول کو سڑک جاتی تھی۔ مگر جب واپس ہونے لگے۔ تو ایک عجیب الوضع عورت جو باڑ کے دوسری جانب درختوں میں چھپی بیٹھی تھی۔ اٹھ کھڑی ہوگئی۔ اس کا بدن لاغر اور قد لمبا تھا اور اگر اس کی رنگت زیادہ سانولی ہوتی۔ تو یقیناً اسے جپسی نسل کی عورت سمجھا جاتا۔ لیکن صاف نظر آتا تھا۔ کہ اس کی رنگت عہد شباب میں بہت گوری تھی۔ گو اب دھوپ میں پھرنے سے کسی قدر سیاہی چھانے لگی تھی۔ چہرہ خشک مرجھایا ہوا اور غم آلود اور آنکھوں کے انداز سے

پایا جاتا تھا۔ کہ اس کا دماغ صحیح نہیں ہے۔ سر کے بالوں میں جو کبھی سیاہ تھے جا بجا سپیدی نمودار ہونے لگی تھی۔ گو بلحاظ عمر وہ اب بھی بوڑھی نہیں تھی۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ ۴۲ یا ۴۳ سال کی ہوگی۔ بادی النظر میں لباس جیسی وضع کا معلوم ہوتا تھا گلے میں پرانی سوتی گون اور اس پر میلا کوٹ۔ سر پر ٹوپی کی بجائے رومال بندھا ہوا۔ پاؤں میں نیلی اونی جرابیں اور ان پر بھدے بوٹ۔ اس کے باوجود وہ غلیظ نہ تھی۔ اور خرابی پوشش سے قطع نظر بدنی صفائی سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس نے بہتر زمانہ دیکھا ہے۔

بیرونٹ نے اُسے دیکھ کر انداز ترحم سے کہا۔ "آہ! یہ تو لنگڑی جین ہے۔"

"سرکار لنگڑی جین آپ سے صرف ایک پینی مانگتی ہے۔" عورت نے اپنا مرجھایا ہوا بازو باڑ کی راہ سے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جین۔ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ میں صرف ایک پینی نہیں دیا کرتا۔" سر ولیم سٹانلے نے اس کی طرف رحم آمیز فیاضانہ تبسم سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جیب سے بٹوہ نکالا۔

"آہ مجھے یاد آگیا" عورت نے جلدی سے کہا "سر ولیم سٹانلے آپ واقعی بہت فیاض ہیں اور اسی لئے میں آپ کو بہت کم تکلیف دیتی ہوں۔ جو لوگ نیک ہیں۔ میں ان کے سامنے شاذ حالتوں میں دست سوال دراز کرتی ہوں... افسوس! میری حالت کیا سے کیا ہوگئی۔ سرکار میں ہمیشہ اسی طرح غریب اور آوارہ گرد نہ تھی۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ کھینچ کر پیشانی کو دبانا شروع کیا۔

"بدنصیب عورت!" سر ولیم نے آہستہ سے کہا۔ "لو یہ پانچ شلنگ کا سکہ ہے۔"

لیکن معلوم ہوتا تھا جین نے ان کے الفاظ کو نہیں سنا۔ کیونکہ وہ بدستور پیشانی دبائے بے جوڑ الفاظ کہتی رہی۔ پھر اس نے یکایک زیادہ بلند آواز سے کہا "آہ! میرے دل میں ایک بات ہے جسے میں ظاہر کرنا چاہتی ہوں۔ مگر نہیں کر سکتی۔ یہ بات وہ نہیں جس نے مجھے برسوں سے پریشان کر رکھا ہے۔ یہ کچھ اور ہے۔ مگر افسوس مجھ میں اسے ظاہر کرنے کی طاقت نہیں۔" اور غریب عورت نے اپنے سر کو اس طرح مایوسانہ حرکت دی۔ گویا خود اپنی مجبوری سے پریشان تھی۔

"یہ لو پانچ شلنگ کا سکہ ہے۔" اور بیرونٹ نے باڑ کی راہ سے نقدی پیش کی۔

"خدا آپ کو برکت دے - اور ہمیشہ آباد رکھے۔" دیوانی عورت نے آہستہ سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے خشک چہرہ پر آنسو بہنے لگے۔ اور نقدی ہاتھ میں لے کر وہ ایک طرف کو چلی گئی۔

"غریب اب تک اتنی ہی دیوانی ہے۔ جیسا میں نے اسے بچپن میں دیکھا تھا۔" کپتان سٹانلے نے افسردگی سے کہا۔

"میں اس عورت کو بہت عرصہ سے جانتا ہوں۔" بیرونٹ نے کہا۔ "کسی زمانہ میں وہ بہت خوبصورت اور جوان تھی۔ مگر اب اسکی حالت بالکل بدلی ہوئی ہے۔"

"لیکن یہ بدنصیب عورت کون ہے؟" مسٹر ریڈکلف نے دریافت کیا۔

"صحیح حالات کسی کو بھی معلوم نہیں۔" سر ولیم سٹانلے نے جواب دیا۔ "بہرحال آج کل وہ وہاں میں آوارہ پھرا کرتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ ہال کے گرد سو سو میل کا گشت لگا چکی ہے۔ بارہا مہینوں غائب رہتی ہے۔ اور اس کے بعد پھر کہیں سے یکایک آجاتی ہے۔ اس جگہ سے قریباً چار میل فاصلہ پر ایک ٹوٹی ہوئی جھونپڑی میں اس کی سکونت اور لوگوں کی دی ہوئی خیرات پر گذارہ ہے۔ میں نے بارہا اس سے گفتگو کی کوشش کی۔ کہ معلوم ہو وہ پہلے کیا کرتی تھی۔ اور کس حادثہ نے اس کا دماغ خراب کر دیا۔ مگر اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ کرسکا۔ کہ اس نے بہتر زمانہ دیکھا ہے۔ اور معزز خواتین کی صحبت میں رہی ہے۔ گو یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ ان کے ہاں اس کی صحیح حیثیت کیا تھی۔"

اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے تینوں مکان کی طرف واپس ہوئے۔

باب ۔۷۴

دیوانی عورت ۔ الصاف

مسٹر ریڈکلف کو سٹانلے ہال میں آئے دو دن ہو گئے تھے۔ اور وہ شہر لورپول کے اس وکیل سے ملنے گیا ہوا تھا۔ جس کی خدمات لیسٹ راڈنے کی صفائی کے لئے حاصل کی گئی تھیں۔ کہ کپتان سٹانلے صبح کو ایک سائیس ساتھ لے گھوڑے پر سوار سیر کے لئے چلا۔ تھوڑی دور جاکر اس نے سڑک چھوڑ دی۔ اور کھیتوں کی طرف چلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں گھوڑا تیز چلتا ہوا درختوں کے

ایک کنج کے پاس جا پہنچا۔ مگر جس وقت وہ اس کے پاس سے گذر رہا تھا۔ ایک عورت اس طرح یکایک سامنے کھڑی ہو گئی۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ فرش زمین سے نکل آئی ہے۔ کپتان نے اُسے دیکھ کر گھوڑا روک لیا۔ اور یہ معلوم کر کے کہ وہ پگلی جین ہے۔ اس کو ہمدردانہ الفاظ سے مخاطب کیا۔

جین نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ اور کہا "غالباً آپ سر ولیم سٹانلے کے صاحبزادے ہیں۔ میں جانتی ہوں آپ بہت نیک آدمی ہیں۔ اور آپ کے اندر اپنے والد کی ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں ... مگر دیکھئے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی تکلیف نہ کیجئے۔ مجھے اس وقت روپیہ کی ضرورت نہیں ہے آپ کے والد نے اس روز مجھے اتنا روپیہ دے دیا تھا۔ کہ وہ بہت عرصہ کے لئے کافی ہوگا۔ پھر بھی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر افسوس کہ اب وہ میرے ذہن سے نکلا جاتا ہے۔"

شروع میں اس کا انداز کلام تیز تھا۔ اور الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا ہوتے تھے۔ مگر آخری فقرے اس نے دبی زبان میں افسردگی کے ساتھ کہے۔ اور اس کے ساتھ ہی پیشانی کو اس طرح دبایا۔ گویا خیالات کے انتشار کو روکنا چاہتی ہے۔

"کیوں جین وہ کیا بات ہے۔ جو تم مجھ سے کہنا چاہتی ہو؟" نوجوان نے نرم لہجہ میں پوچھا "اچھی طرح سوچ لو مجھے کچھ ایسی جلدی نہیں ہے۔ تم چاہو تو میں انتظار کر سکتا ہوں۔"

"مجھے آپ سے کئی ایک باتیں کہنی تھیں۔" دیوانی عورت نے جواب دیا "مگر سب کچھ یہاں آ کر اٹکا ہوا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے پھر اپنی پیشانی کو ہاتھ لگایا۔ اس کے بعد جلدی ہی کہنے لگی۔ "مگر نہیں۔ خیالات یہاں پر رکے ہوئے ہیں۔" اور اب اس نے دل پر ہاتھ رکھا "بات کچھ ایسی ہے۔ جو مجھے سخت بے چین کر رہی ہے۔ وہ میری چھاتی پر بوجھ کی طرح محسوس ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے میں رات کو آرام سے سو بھی نہیں سکتی۔ کاش میں آپ سے سب حال کہہ سکتی۔ ابھی ابھی سارا واقعہ اچھی طرح یاد تھا۔ اور میں اسے ویسی ہی آسانی سے بیان کر سکتی جس طرح بچپن میں دعا کیا کرتی تھی۔ مگر اب وہ ذہن سے بالکل نکل گیا ہے۔"

"آخر وہ کیا معاملہ تھا؟" کپتان سٹانلے نے دیوانی عورت کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا کیونکہ اُسے یقین تھا جو کچھ یہ کہہ رہی ہے۔ وہ محض دیوانہ کی بڑ نہیں۔ بلکہ کمزوری دماغ کی وجہ سے وہ ان خیالات کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ جو دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔

"ٹھیرئے۔ آپ پوچھتے ہیں وہ کیا معاملہ تھا۔" دیوانی عورت نے جس کی مایوسی دفعتاً رفع ہو گئی تھی۔ کہا "آہ میرے دل میں روشنی کی چمک پیدا ہونے لگی ہے ... ہاں یہ اس خوفناک

قتل کے متعلق کوئی بات ہے . . ."

"قتل کے متعلق ؟" نوجوان سٹانلے نے زیادہ پُرشوق انداز سے پوچھا۔

"اوہ! اب پھر وہ بات میرے ذہن سے اُتر گئی ۔" عورت نے افسردگی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "آپ کے لفظوں نے خیالات کو منتشر کر دیا۔ اور اب میں کتنی ہی کوشش کروں۔ اُن کو یاد نہیں کر سکتی ۔" اتنا کہہ کر وہ ایک طرف مڑی۔ اور درختوں میں چھپ گئی ۔ کپتان اور اس کا ساتھی دونوں حیرت زدہ ہو کر کھڑے رہ گئے ۔

"معاملہ کی تہ میں ضرور کچھ بات ہے ۔" آخرکار کپتان نے نوکر سے کہا "میرے خیال میں اس عورت کو کوئی خاص بات معلوم ہے جس کا نقش اس کے ذہن پر اتنا ہی خفیف اور دھندلا معلوم ہوتا ہے ۔ جیسا کسی بچہ کے ذہن پر ہوا کرتا ہے ۔ اور یہی وجہ ہے وہ اس کو ظاہر نہیں کر سکتی ۔ پس لازم ہے ہم اس جگہ سے ہال کی طرف واپس چلیں۔ جہاں میں سب حال والد سے بیان کرنا چاہتا ہوں مسٹر ریڈ کلف غالباً لنچ تک واپس آ جائیں گے ۔ اور یہ کیفیت ان کے لئے بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی"

اتنا کہہ کر کپتان سٹانلے پگڈنڈی کی راہ سے ہال کی طرف چلا ۔ اور اتفاق سے ٹھیک اس وقت وہاں پہنچا ۔ جب مسٹر ریڈ کلف برونٹ کی گاڑی سے جس میں سوار ہو کر وہ لورپول گیا تھا ۔ اتر رہا تھا ۔ تینوں ایک کمرہ میں بیٹھ گئے ۔ اور کپتان سٹانلے نے پگلی جین کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ۔

"میری رائے میں یہ واقعہ اہمیت سے خالی نہیں ۔" مسٹر ریڈ کلف نے سب حال سن کر کہا "غالباً یہ وہی معاملہ ہے جس کا ذکر اس عورت نے پارک کے پاس کھڑے ہو کر کیا تھا ۔ اس وقت بھی وہ کہتی تھی ۔ میرے دل میں ایک بات ہے جسے میں ظاہر کرنا چاہتی ہوں مگر نہیں کر سکتی ۔"

"اس صورت میں ہمیں بلا تاخیر اس سے ملنا چاہیئے ۔" برونٹ نے صلاح دی ۔ پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگا "مگر نہیں ۔ میری رائے میں مسٹر ریڈ کلف تنہا جائیں ۔ تو بہتر ہوگا ۔ میری نسبت آپ اس عورت کو آسانی سے راہ راست پر لا سکیں گے ۔ علاوہ بریں آپ چونکہ اجنبی ہیں ۔ اس لئے عجب نہیں اس عورت کی باتوں کو ہماری نسبت بہتر سمجھ سکیں ۔"

"بہت اچھا میں جاتا ہوں ۔" مسٹر ریڈ کلف نے کہا ۔ "غالباً اس کی جھونپڑی یہاں سے چار ایک میل فاصلہ پر ہے ۔ اگر آپ رستہ بتا دیں تو میں پیدل ہی چلا جاؤں گا ۔"

"کیوں مگر پیدل جانے کی کیا حاجت ہے ؟ گاڑی لے جائیے ۔ یا اگر اس میں تکلف ہو

تو گھوڑا حاضر ہے۔"

"نہیں، نہیں۔ اس وقت ان کی ضرورت نہیں۔" مسٹر ریڈ کلف نے جلدی سے کہا "پیدل جانے میں یہ سہولت ہے۔ کہ اگر وہ آوارہ پھر رہی ہو تو پتہ چلانا سہل ہو گا۔ میرا تنہا جانا اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اگر ہم دو تین آدمی مل کر گئے۔ تو وہ یقیناً گھبرا جائے گی۔"

سر ولیم سٹانلے نے جین کی جھونپڑی کا رستہ بتا دیا۔ اور ریڈ کلف اس کی طرف روانہ ہوا۔ مگر اس سمت میں تین ہی میل گیا ہو گا۔ کہ اس نے ایک گلی کو طے کر کے باغ اور گنجان جھاڑیوں سے ذرا آگے نکل کر دیکھا۔ کہ جین سبز زمین پر بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہے۔ اور ساتھ بلند آواز سے کچھ کہتی جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر مسٹر ریڈ کلف کو یاد آیا کہ جس وقت یہ عورت کپتان سٹانلے سے سب حال کہنے لگی تھی۔ تو اس نے بے خبری میں ایک لفظ کہہ کر اس کے خیالات کو منتشر کر دیا تھا۔ اس لئے اس کے سامنے نہ آنا بہتر ہو گا۔ کیونکہ تنہائی میں وہ اپنے خیالات پر اچھی طرح قادر ہو گی۔ جین نے اُسے گلی سے آتے نہیں دیکھا تھا۔ پس وہ اس جگہ سے ہٹ کر دبے پاؤں جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا۔ جین اپنے خیالات کو برابر بلند آواز سے ظاہر کر رہی تھی۔ اور گو الفاظ بے جوڑ تھے۔ تاہم اُن کا مطلب سمجھنا دشوار نہ تھا۔ چنانچہ مسٹر ریڈ کلف ان کو اچھی طرح سن اور سمجھ سکتا تھا۔

کہہ رہی تھی۔ "اس واقعہ کو کئی سال گذر گئے۔ گو میں ٹھیک طور پر نہیں کہہ سکتی کتنے۔ مگر تب میری حالت اس سے مختلف تھی ... آہ! کتنی مختلف تھی! اس وقت لوگ مجھے پگلی نہیں کہتے تھے۔ ہر شخص کہا کرتا تھا۔ اچھی جین یہ کام یوں کر دو ... ہاں۔ یاد آ گیا۔ یہ الفاظ میری محترم بیگم استعمال کیا کرتی تھیں۔ ان سے مجھے گہری محبت تھی۔ افسوس ان کا انجام کتنا حسرت ناک ہوا۔ معلوم نہیں۔ کیوں میرے خیالات ہر وقت اسی طرف لگے رہتے ہیں۔ مگر میں مجبور ہوں۔ جب تک وہ دوسرا واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ میں کسی اور بات کی طرف توجہ ہی نہ کر سکتی تھی۔ ان کا رونا کتنا دردناک تھا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اب بھی میرے سامنے کھڑی ہیں۔ میرے خیالات کتنے بھی دھندلے ہوں۔ ان کی صورت ہر وقت نمایاں رہتی ہے۔ وہ بے قصور تھیں۔ حقیقتاً بے قصور تھیں۔ وہ اتنی نیک تھیں کہ کوئی برائی ان کی ذات سے منسوب نہیں کی جا سکتی۔ افسوس پیاری بیگم۔ معلوم نہیں تمہارا کیا حال ہوا ..."

پگلی جین تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گئی۔ مگر جھاڑیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے مسٹر ریڈ کلف کو اس کے سسکیاں لینے کی آواز صاف طور پر سنائی دیتی تھی۔

ذرا دیر رک کر اس نے پھر کہنا شروع کیا۔ "ڈچس آف مارچ مونٹ سے زیادہ حسین عورت دنیا میں کون ہوگی؟ مناسب یہی تھا۔ کہ ان کی شادی برٹرام ووین سے کرتے۔ نہ اس کے چچا سے جو عمر میں ان سے بہت بڑا تھا۔ افسوس! افسوس! ایسی حسین اور جوان عورت کو ایک بڈھے بیئس کے گلے باندھنا کتنا سخت ظلم تھا! کئی بار اب بھی جی میں آتی ہے کہ اوک لینڈس جاکر پھر اس پرانے مکان کو دیکھوں۔ اس مطلب کے لیے میں بارہا میلوں پیدل چلی ہوں۔ میں نے سڑکوں اور کھیتوں کی راہ سے لمبی مسافتیں طے کی ہیں۔ مگر آگے جانے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ لاچار ہر بار واپس آگئی۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں پھر اس مکان کو جہاں ڈچس الزاراج کیا کرتی تھی۔ اس کی موجودہ صورت میں دیکھوں؟ جن روشوں پر وہ جاتی تھی۔ جس زمین پر وہ قدم رکھتی تھی۔ اس پر چلنا میرے لئے عملی طور پر غیر ممکن ہے۔ اسکی رخصت کا دن حقیقتاً خوفناک تھا۔ اور وہ آنسو جو اس وقت اس کے رخساروں پر بہ رہے تھے۔ اب تک کھولتے ہوئے پانی کی طرح میرے دل پر گرتے ہیں۔ پیاری بیگم میرے لئے تمہاری خاطر جان دے دینا ممکن ہوتا۔ تو میں اس سے بھی دریغ نہ کرتی . . ."

اتنا کہہ کر بدنصیب دیوانی عورت پھر چپ ہوگئی۔ اور پھر ایک بار اس کے سسکیاں لینے کی آواز کلیمنٹ ریڈ کلف کے کانوں میں پہنچی۔

تھوڑی دیر بعد بدنصیب عورت نے اس طرح کہنا شروع کیا۔ "اس وقت کے بعد میرے دماغ پر ایک عجیب تاریکی چھا گئی ہے۔ اس میں شک نہیں بعض اوقات اس میں روشنی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ اور اس میں وہ سارے واقعات از سر نو ظہور میں آتے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اس وقت مجھے اس نئے واقعہ پر غور کرنا چاہیئے۔ جو اب میرے ذہن میں تازہ ہو رہا ہے۔ یہ واقعہ کب ہوا تھا؟ افسوس مجھے تاریخ یاد نہیں مگر اتنا کہہ سکتی ہوں کہ یہ اتنا پرانا نہیں جتنا اوک لینڈس کا واقعہ۔ تب میں جوان تھی اور لوگ کہتے ہیں ڈچس اور برٹرام ووین کے زمانہ میں بہت خوبصورت ہوا کرتی تھی . . . ہائے مگر ان غریبوں کا کیا ہوا؟" اس نے یکایک خیالات کی رو کو دوسری طرف بدلتے ہوئے کہا۔ "آہ! میرے خیالات پھر منتشر ہو رہے ہیں۔ میں تو اس دوسرے معاملہ پر غور کرنا چاہتی تھی۔ بے شک جب میں سر کو دونو ہاتھوں سے تھام لیتی ہوں۔ تو خیالات زیادہ صاف ہو جاتے ہیں۔ بہت اچھا میں آنکھیں بند کر کے سوچتی ہوں . . ."

وہ پھر چپ ہوگئی۔ اور ریڈکلف بہت دیر اس انتظار میں رہا۔ کہ وہ کیا کہتی ہے مگر پانچ

منٹ ۔ ۔ ۔ دس منٹ کا عرصہ گذر گیا۔ اوڈ بالکل چپ رہی ۔ ریڈ کلف دم بند کرکے بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ وہ اتنا محتاط تھا ۔ کہ ذرا سی سرسراہٹ بھی پیدا نہیں ہونے دی ۔ کہ ایسا نہ ہو بگلی عورت کے خیالات پھر منتشر ہو جائیں ۔

"آہ ! اب یاد آگیا ۔" جین نے یکایک پھر کہا ۔ "اب یہ واقعہ مجھے اسی طرح یاد ہے جیسے اس رات کو تھا ۔ جب یہ پیش آیا ۔ کاش اس وقت کوئی شخص پاس ہو ۔ کہ میں اس سے سب حال کہہ سکوں ۔"

یہ سُن کر ریڈ کلف دبے پاؤں جھاڑی سے نکلا ۔ اور اسی پھاٹک کی راہ سے آکر جس میں ہوکر وہ کھیت کے اندر گیا تھا ۔ اس کے سامنے پہنچ گیا ۔ بگلی جین نے اس کی صورت پہچانی ۔ وہ جان گئی کہ وہی شخص ہے ۔ جو چند دن پیشتر سر ولیم اور کپتان سٹانلے سے مل کر سیر کر رہا تھا ۔ میں اس نے خیال کیا ۔ یہ ضرور ان کا دوست ہے ۔ اور اگر اس کو سب حالات سے خبردار کیا جائے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا ۔ اس میں شک نہیں غریب عورت کے دماغ میں فتور تھا ۔ پھر بھی اس کے حواس مختلف اوقات میں اتنے بیدار ہو جاتے تھے ۔ کہ وہ استدلال سے کام لے سکتی تھی ۔ علاوہ بریں جیسا سب دیوانوں کی حالت میں دیکھا گیا ہے ۔ بسا اوقات ان لوگوں کے خیالات صحیح راہ پر آجاتے ہیں ۔ کم وبیش اسی طرح کی حالت جین کی تھی ۔ قریباً نصف گھنٹہ ریڈ کلف اس سے باتیں کرتا رہا ۔ وہ اس کے عادات کو خوب سمجھتا تھا ۔ اس لئے اس نے اس کی گفتگو کو نہیں ٹوکا اور سب حال اسے اپنے طریق پر بیان کرنے دیا ۔ بڑے صبر و استقلال کے ساتھ ساری کیفیت سن کر اس نے اس غیر مربوط بیان سے اپنے لئے ایک ایسا خلاصہ اخذ کیا ۔ جو ہر لحاظ سے مکمل تھا ۔ مگر جو کچھ اُسے معلوم ہوا اس کا ذکر اس جگہ غیر ضروری ہے ۔ مختصر یہ کہ سب حالات سُن کر اس نے دیوانی عورت کو کچھ روپیہ دیا ۔ اور اس کے بعد سٹانلے ہال کو چلا گیا ۔

ہال میں پہنچ کر اس کی سر ولیم اور کپتان سٹانلے کے ساتھ بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں ۔ اور آخری فیصلہ یہ ہوا ۔ کہ کسی نہ کسی طرح بگلی جین کو سٹانلے ہال میں سکونت اختیار کرنے پر مائل کیا جائے ۔ اور گھر کی مہتمم عورت کی نگرانی میں رکھا جائے ۔ یہ عورت بہت رحمدل اور سمجھدار تھی ۔ تفصیل میں داخل ہونے کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے ہم اتنا ہی بیان کرنا کافی سمجھتے ہیں ۔ کہ کسی نہ کسی طرح دیوانی عورت کو ہال میں ٹھہرنے پر مائل کر لیا گیا ۔ اُسے اچھے کپڑے پہنائے اور کھانے کو عمدہ خوراک دی گئی ۔ جین کے دل پر اس عنایت آمیز سلوک کا اتنا اثر ہوا کہ اس کی

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر مسٹر ریڈ کلف لندن کو واپس چلا گیا۔ جہاں وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جو کارروائی اس نے لیٹس راڈنے کی بے گناہی ثابت کرنے کے سلسلہ میں شروع کر رکھی تھی وہ کس منزل تک پہنچ چکی ہے۔ ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ لیٹس سے ملاقات کے دوران میں اس نے بیان کیا تھا۔ کہ میں اپنے طور پر تمہاری بریت کے لئے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ یہ کوشش کیا تھی۔ اس کی تفصیل بھی یقیناً بے سود ہو گی۔ کیونکہ ساری حقیقت مناسب وقت پر خود ہی معلوم ہو جائے گی۔

ایک مہینہ بعد لورپول کی عدالت سشن میں لیٹس راڈنے کے خلاف مقدمہ قتل عمد کی سماعت شروع ہوئی۔ کمرہ عدالت میں خلقت کا ہجوم بے شمار تھا۔ اور وہ سنسنی جو واردات کے موقعہ پر پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت پھر تازہ ہو چکی تھی۔ جیسا پیشتر بیان کیا گیا ہے۔ یہ بات عام طور پر مشہور تھی۔ کہ لیٹس راڈنے کو بعض شخصوں کی طرف سے امداد دی جا رہی ہے۔ اور رفتہ رفتہ کئی لوگ اس کی بے گناہی کے قائل ہونے لگے تھے۔ مقدمہ کے لئے استغاثہ اور صفائی ہر دو فریق نے قابل ترین وکلا کی خدمات حاصل تھیں۔ اور اراکین جیوری کی صورت سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ لوگ اپنی ذمہ داری اور اس فرض کی اہمیت کو جو اُن پر ڈالا گیا تھا۔ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ملزمہ لیٹس راڈنے کمرہ عدالت میں داخل ہوئی۔ تو ہر شخص کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اس وقت اس نے سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور گو اس کے حسن دلنواز کی بہار اب ختم ہو چکی تھی تاہم عہد شباب کی تازگی کے اثرات جس قدر باقی تھے۔ ان کی بنا پر اس حالت کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ جو علالت اور ذہنی اذیت پیش آنے سے پہلے تھی۔ لیٹس رک رک کر کمرہ عدالت میں داخل ہوئی۔ مگر اس کی صورت سے وہ انداز خاص ظاہر ہوتا تھا۔ جو خالص معصومیت اور بے گناہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جسے کوئی بناوٹ خواہ اس کے لئے کتنی بھی کوشش کی گئی ہو۔ پیدا نہیں کر سکتی۔

سب سے اول استغاثہ کا بیان شروع ہوا۔ سرکاری وکیل نے واردات کی تفصیل جس سے ناظرین واقف ہیں۔ بیان کی۔ اس نے کہا ملزم عورت لوئیسا رینر کا نام اور حلیہ اختیار کر کے تین ہزار پونڈ کی اس رقم کو وصول کرنے جو مسٹر بالرڈ نے لوئیسا رینر مذکور کو ادا کرنی تھی۔ اس کے مکان پر گئی۔ وکیل مذکور نے زوردار الفاظ میں ان حالات کا بھی ذکر کیا۔ جن

میں ملزمہ نے متوفیہ کے قانونی کاغذات پر اس خیال سے قبضہ کیا تھا۔ کہ مسٹر ہالپڈ کو پوری طرح دھوکا دیا جا سکے۔ اور اس سلسلہ میں کہا۔ جو عورت ایسی سیاہ کاری کی ترکیب ہو سکتی ہے۔ اس کے لیئے حصول زر کی خاطر کسی کو قتل کرنا بڑی بات نہیں۔ اسکی بیان کردہ تفصیل مسز ویبر کے اس حلفیہ بیان کے مطابق تھی۔ جو اس نے مجسٹریٹ کی عدالت میں نیز افسر مرگ کے روبرو دیا تھا۔ فاضل وکیل نے کہا۔ عنقریب ہم مسز ویبر کو گواہوں کے کٹہرہ میں کھڑا کرینگے۔ اور گو یہ افواہ کئی دن سے مشہور ہے۔ میرے سننے میں بھی آئی ہے۔ کہ ملزمہ کی طرف سے ایسی زبردست صفائی پیش ہوگی جس کی کسی کو امید نہیں ہو سکتی تاہم میں یہ جاننے سے قاصر ہوں کہ وہ صفائی اس کے سوا اور کیا ہوگی۔ کہ جو قصہ ملزم عورت نے ماتحت عدالت میں بیان کیا تھا۔ اسی کو پھر دوہرایا جائے گا حالانکہ وہ قصہ اتنا عجیب ہے کہ معمولی فراست کا آدمی بھی فوراً کہہ دے گا وہ سراسر جھوٹ اور مصنوعی ہے۔ بالفرض یہ قصہ عدالت ہذا میں پیش کیا گیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ فریق صفائی استغاثہ کے گواہان خاص کی مذمت و مخالفت کے سوا اور کچھ نہیں کرنا چاہتا مگر میں کہہ سکتا ہوں جب تک اس فرضی بیان کی تصدیق و تائید کے لئے کوئی مکمل ثبوت موجود نہ ہو جسے ملزمہ نے محض اپنی جان بچانے کو مسز ویبر اور دو مکروہ صورت شخصوں کی نسبت اختراع کیا ہے۔ معزز پیشہ وکالت کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی صاحب اس طرح کی صفائی پیش کرنے کا فرض اپنے اوپر نہ لیں گے۔ بخلاف ازیں اگر جیسا کہ مجھے امید ہے۔ وکلا صفائی ملزمہ کی طرف سے راستی و دیانت اور ایمانداری سے کام لیں۔ تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ اس کے بچاؤ کے لئے کونسے نئے واقعات پیش کر سکتے ہیں؟ بڑی کوشش کے باوجود میں اب تک معلوم نہیں کر سکا کہ استغاثہ کی زبردست شہادت کی تردید کیونکر ممکن ہے؟ مگر کچھ بھی ہو آخری فیصلہ اراکین جیوری کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں وہ صحیح فیصلہ پر پہنچنے کے لئے پوری کوشش سے کام لیں گے۔"

وکیل استغاثہ اپنی زبردست تقریر ختم کر کے بیٹھا۔ تو حاضرین محسوس کرتے تھے کہ ملزمہ کے خلاف عینی اور قرائنی شہادت واقعی زبردست ہے اور اس کی تردید کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ ہر شخص سوچتا تھا۔ کہ اگر لیٹس راڈنے کے بیان کردہ قصہ کو ہی دہرایا گیا۔ تو اس کی تائید کے لئے کونسا نیا واقعہ پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح کا بیان وزنی تائید کے بغیر مسز ویبر کی توہین کے سوا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

اتنے میں مسز ویبر گواہوں کے کٹہرہ میں داخل ہوئی - اور اب عدالت میں کامل خاموشی چھا گئی - ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ اس عورت کی صورت بھیانک نہ سہی - مگر وہ ضرور تھی - چنانچہ اس وقت جب وہ کمرہ عدالت میں اپنے انداز سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ حق و انصاف کی خدمت گذاری کے سوا کوئی خارجی مقصد اس کے پیش نظر نہیں - تو اس کے بشرہ سے اس طرح کی ڈھٹائی ظاہر ہوتی تھی - جیسی عموماً عادی مجرموں میں پائی جاتی ہے کم و بیش چھ ماہ کے بعد جب وہ پھر ایک بار سیٹس راڈنے کے سامنے آئی - تو بدنصیب ملزمہ نمایاں طور پر کانپی - لیکن مسز ویبر نے اسے نفرت و حقارت کی ایسی نظر سے دیکھا - جو اپنے اندر سحری اثر رکھتی تھی - حاضرین نے ملزمہ اور گواہ دونو کی نفسی حالت کو دیکھا - اور ہر شخص فکر و تشویش کی حالت میں چپ چاپ نتیجہ کا انتظار کرنے لگا -

مسز ویبر نے اس وقت باقرار صالح جو بیان دیا وہ اس بیان کے مطابق ہی تھا جو وہ اس سے پیشتر صاحب مجسٹریٹ اور افسر مرگ کی عدالتوں میں دے چکی تھی - وکیل نے اس کی حیثیت دریافت کی تو کہا میں کئی سال ذی عزت خاندانوں میں ملازمت کرتی رہی ہوں مگر آجکل لنڈن میں اپنی بیٹی کے پاس مقیم ہوں - میرا داماد زرکوب ہے اور اس کے پاس گذارہ کی کمی نہیں - مگر میری چونکہ ان سے نہیں بنتی تھی - اس لئے میں نے ملازمت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا - سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا :-

"میرا داماد مسٹر سمڈ سے کسی کام کے لئے لورپول آیا تھا - یہاں اسے اتفاقاً معلوم ہوا - کہ مسٹر بالمرڈ کے ہاں ملازمت کی جگہ خالی ہے - میں نے درخواست کی اور سابقہ ملازمتوں کی سندات دکھائیں - مسٹر بالمرڈ نے انہیں تسلی بخش سمجھ کر مجھے نوکر رکھ لیا"

اس بیان کے بعد وکیل صفائی کی جرح شروع ہوئی - جو مفصل درج کی جاتی ہے -

" کیا تم ان ذی عزت خاندانوں کے نام بتا سکتی ہو - جن کے ہاں تم نے پہلے ملازمت کی تھی - اور جن کی دی ہوئی سندات تم نے مسٹر بالمرڈ کو دکھائی تھیں ؟" لیٹس راڈنے کے وکیل نے پوچھا -

مسز ویبر اس سوال کیلئے ناتیار نہ تھی - اس نے دو تین ایسی عورتوں کے نام لے دیے جن کی نسبت اسے معلوم تھا کہ مر چکی ہیں - یہ جواب سن کر کپتان سٹانلے جو کمرہ عدالت میں حاضر تھا - تھوڑی دیر کے لئے چپ چاپ باہر چلا گیا -

"کیا وہ سندات اس وقت تمہارے پاس موجود ہیں؟" وکیل نے دریافت کیا "اور اگر ہیں تو کیا تمہیں ان کو عدالت میں پیش کرنے پر اعتراض ہے؟"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ چونکہ معلوم نہ تھا۔ عدالت کو ان کی ضرورت پیش آئے گی اس لئے میں انہیں لندن ہی میں چھوڑ آئی تھی۔"

"اچھا یہ بتاؤ تم اس مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے لندن سے کب چلیں؟"

"پرسوں" مسز ویبر نے جواب دیا۔

"کیا اکیلی آئی تھیں؟"

"نہیں میرے ساتھ گاڑی میں ایک شخص اور بھی سوار تھا۔"

"کیا حلفاً کہہ سکتی ہو کہ تم اس شخص کو نہیں جانتیں؟"

"نہیں میں جانتی ہوں وہ محکمہ سراغرسانی کا افسر ہے۔"

"کیا تم اسے پہلے سے جانتی ہو؟"

"ہاں" مسز ویبر نے جلدی سے کہا۔ اور ایک لمحہ کے لئے اس کی صورت سے گھبراہٹ ظاہر ہونے لگی۔ مگر جلدی ہی اوسان بحال کر کے وہ اگلے سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہو گئی۔

"اچھا اب یہ بیان کرو کہ اس خفیہ پولیس کے افسر سے تمہاری ملاقات پیشتر کن حالات میں ہوئی تھی؟"

"چند دن ہوئے میں ایک مختصر سفر پر جا رہی تھی ..." مسز ویبر نے کہنا شروع کیا۔ مگر وکیل صفائی نے اسے ٹوک کر کہا "ذرا ٹھہرو۔ لورپول میں افسر مرگ کی کارروائی کے بعد تم لندن چلی گئی تھیں۔ کیا وہاں جا کر تم نے پھر اپنے داماد جان سمرٹ کے ہاں سکونت اختیار کر لی تھی؟"

"ہاں۔ مگر میں جاتے وقت حکام سے کہہ گئی تھی۔ کہ جب ضرورت ہو مجھے بلا لیا جائے میں سب حالات جو معلوم ہیں بیان کر دوں گی۔"

"بے شک تم نے اس کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کیا اسے پورا کرنے کا بھی ارادہ تھا؟" پھر جواب کا انتظار نہ کر کے وکیل نے کہا "خیر تم اس مختصر سفر کا حال بیان کرو جس کا تم نے ابھی ذکر کیا تھا۔ اگر میری معلومات غلط نہیں ہیں۔ تو اس مختصر سفر کے لئے تم نے بے شمار بکس بند کر کے رکھ لئے تھے۔ اور گاڑی دروازہ پر کھڑی تھی۔ کہ عین اس وقت ایک خاص واقعہ پیش آیا۔ کیا تم

بتا سکتی ہو وہ واقعہ کیا تھا؟"

"میں جب وقت گاڑی پر سوار ہونے لگی۔ تو ایک شخص نے پاس آکر کہا میں خفیہ پولیس کا افسر ہوں۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے تم باہر جارہی ہو۔ میں نے انکار کیا۔ اس نے کہا اگر تم نہایت قلیل فاصلہ پر بھی جاؤگی۔ تو میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اور اگر تم نے انگلستان سے باہر جانے کی کوشش کی۔ تو یاد رکھو فوراً زیر حراست کرلوں گا۔"

"اس نے بالکل بجا کہا تھا۔ کیونکہ تمہارے چلے جانے سے ثابت ہوتا کہ تم شہادت دینے سے گریز کرتی ہو۔ اچھا اس کے سوا اس نے کچھ اور بھی کہا تھا؟"

"یہ کہ تمہاری نقل و حرکت نگرانی میں ہے۔ اس لئے تم ملک چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتی ہو مگر میں برابر یہی کہتی رہی کہ میرا کہیں جانے کا ارادہ نہیں۔ اور نہ واقعی تھا۔ میری رائے میں یہ غفت نامناسب تھا۔۔"

"خیر تمہاری رائے کچھ بھی ہو۔ ہمیں اس سے غرض نہیں۔" وکیل نے اعتراضاً کہا۔ "رائے قائم کرنا ارکان جیوری کا کام ہے۔ مگر کیا خفیہ پولیس کا وہ افسر جو تمہارے ساتھ ٹرین میں سوار ہو کر یہاں آیا وہی تھا جس نے تمہیں اس سے پیشتر سفر پر جانے سے روکا تھا؟"

"جی ہاں وہی" مسز ویبر نے جواب دیا۔ اور اس کی صورت سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ سمجھتی ہے۔ وکیل صفائی کتنی بھی زبردست جرح کرے۔ میری شہادت کی اہمیت میں فرق نہیں آسکتا۔

"اچھا اب یہ بیان کرو کہ واردات سے پہلے تمہیں مسٹر بارڈ کی ملازمت کرتے کتنا عرصہ گذرا تھا؟"

"تین ہفتے۔"

"اس صورت میں جب تمہیں اپنے داماد کے گھر سے آئے فقط ایک مہینہ ہوا تھا۔ اور اپنے بیان کے مطابق تم وہاں رہ کر خوش بھی نہیں تھیں تو پھر تمہیں اس واردات کے بعد اتنا جلد دوبارہ وہاں جانے کی کیا ضرورت پڑی؟"

"میں نہ جاتی۔ مگر بیٹی نے اس خیال سے کہ واردات سے ماں کو پریشانی ہوگی مجھے ایک خط لکھا تھا کہ چلی آؤ۔ اب تمہیں کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی۔"

"تو اس تھوڑے کے عرصہ میں جو تم نے واردات کے بعد لندن سے باہر کیا کس قماش کے لوگ تم سے ملنے آیا کرتے تھے؟"

"کس قماش کے لوگ!" مسز وہیبر نے حیرت و نخوت سے کہا۔ گو حقیقت میں وہ اس سوال سے بہت گھبرا گئی تھی۔

"خیر سر دست میں اس معاملہ پر زور نہیں دیتا۔" وکیل نے کہا۔ "اور اپنی جرح یہیں ختم کرتا ہوں"

اب، لندن کے ایک گواہ کی شہادت ہوئی جس نے بیان کیا۔ کہ بیٹس راڈنے ایک عیش پسند عورت تھی۔ مگر اس سلسلہ میں میڈم ایجلیک کے کوٹھی خانہ کا ذکر بالکل نہیں آیا۔ بعد میں تین چار ایسے آدمیوں کی شہادتیں ہوئیں جو موقعہ واردات پر مسز وہیبر کا شور و غل سن کر جمع ہو گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ملزم عورت کے لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ باہر جانے کو تیار ہے۔ مگر جب ہم موقعہ پر گئے۔ تو وہ بیہوش پڑی تھی۔ جرح کے سوالات پر انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ جس وقت بیٹس راڈنے کو ہوش آیا اور اسے معلوم ہوا کہ مجھ پر قتل کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ تو وہ بدحواس اور سراسیمہ نظر آتی تھی۔ مگر اس نے فوراً اس الزام کو مسز وہیبر پر عائد کر کے کہا کہ میں نے دو بدمعاش شخصوں کو اس کے پاس کھڑے دیکھا تھا۔ بعد ازاں ان کانسٹیبلوں کا بیان ہوا۔ جنہوں نے بیٹس کو گرفتار کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ جب اس عورت کی تلاشی لی گئی۔ تو ایک بٹوہ برآمد ہوا جس میں ۵۰ پونڈ تھے۔ یہ بٹوہ مسٹر بالرڈ کا ثابت ہوا۔ مسز ریبز جو کاغذات ساتھ لائی تھی۔ اور جن پر بیٹس راڈنے نے قبضہ بے جا کر لیا تھا۔ نیز مسز ریبز کے بعض پارچات جو بیٹس کے ٹرنک سے برآمد ہوئے تھے۔ سب حاضر عدالت کئے گئے۔ چونکہ یہ خبر شائع ہو چکی تھی۔ کہ ریل کے حادثہ میں جو نامعلوم الاسم عورت ہلاک ہوئی۔ وہ مسز ریبز ہی تھی۔ اس لیئے اس کے متعلقین بھی مقدمہ کے موقعہ پر پہنچ گئے تھے۔

ان شہادتوں پر استغاثہ کا بیان ختم ہوا۔ اور اب ہر شخص بیٹس راڈنے کے وکیل کی تقریر سننے کے لیے منتظر تھا۔ چنانچہ جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ تو عدالت میں انتہائی خاموشی چھائی ہوئی تھی مگر حاضرین کو یہ دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی۔ کہ اس نے کوئی زبردست تقریر کرنے کی بجائے کھڑے ہوتے ہی گواہوں کو طلب کرنا شروع کر دیا۔

پہلا گواہ جو پیش ہوا۔ ایک متوسط القامت سادہ پوش آدمی تھا جس کے خط و خال تیز اور نگاہ متجسس تھی۔ مسز وہیبر کو اس کی شہادت ہو چکنے پر کمرہ عدالت ہی میں ٹھیرا لیا گیا تھا۔ اب اس شخص کو دیکھ کر جسے بظاہر وہ پہچانتی تھی۔ وہ قدرے پریشان اور مضطرب نظر آنے لگی۔

گواہ نے اپنا نام بیان کیا اور رسم حلف کے بعد کہا کہ میں صدر مقام کی خفیہ پولیس میں کام کرتا ہوں مسٹر بالرڈ کے قتل کے چند دن اور ایک شریف آدمی لندن میں مجھ سے ملا۔ اور تحریک کی کہ میں مسز وہیبر

کے متعلق جتنے الامکان مکمل تحقیقات کروں - اور اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتا ہوں - میں سیدھا لورپول پہنچا - جہاں دریافت سے معلوم ہوا کہ افسر مرگ کی تحقیقات کے تھوڑے دن بعد وہ لنڈن واپس چلی گئی ہے - میں نے اُسے اس کے داماد اور بیٹی کے مکان پر جس کا نام سمڈلے سنا گیا ہے تلاش کیا - سمڈلے اور اسکی بی بی ایک ایسے مکان میں رہتے ہیں - جو ظاہریں شریفوں کی بستی ہے مگر یہاں رہنے والے بہت ادنےٰ لوگ ہیں - مسز ویبر کا داماد اور بیٹی مکان کا ایک حصہ کرایہ پر دے کر آمدنی کی صورت پیدا کیا کرتے تھے - مگر کچھ عرصہ سے یہ طریقہ چھوڑ دیا گیا ہے - بظاہر سمڈلے زرکوب ہے - مگر شائد اُسے کافی کام نہیں ملتا - کیونکہ میں نے اُسے جب دیکھا آوارہ پھرتے یا مذہبی رسالے تقسیم کرتے ہی پایا - ان لوگوں کی نقل و حرکت دیکھنے کے لئے میں نے سامنے ہی ایک مکان کرایہ پر لے لیا - اور ایک اور سراغرساں کی امداد حاصل کی - مسز ویبر کی واپسی کے قریباً ایک ہفتہ بعد ایک رات ہم نے ایک بدمعاش کو جسے پولیس اچھی طرح جانتی ہے - اور جو بارنے عرف برکر کے نام سے مشہور ہے - اس گلی میں جو ان کے مکان کے پچھلی طرف واقع ہے - داخل ہوتے دیکھا - میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا - وہ ان کے مکان میں داخل ہوا یا نہیں بہرحال اس کے انداز سے احتیاط ظاہر تھی - میں اس خیال سے پیچھے نہیں گیا - کہ اس کے دل میں شبہ پیدا نہ ہو - اس کے چند دن بعد پھر ایک رات ایک انیس سالہ لڑکا جس کا نام بل سکاٹ معلوم ہوا - اور جو اس شخص برکر کا کارندہ ہے - اسی طرح چھپ کر گلی میں پہنچا - مگر میں اس کی نسبت بھی تحقیق نہیں کر سکا - کہ وہ سمڈلے کے مکان میں داخل ہوا یا نہیں - بعدازاں ایک مہینہ گذر گیا - اور اس عرصہ میں یہ لوگ دوبارہ اس مکان کی طرف نہیں آئے - مگر ایک رات جب میں مسز ویبر کے پیچھے لگا ہوا تھا - وہ خود لنڈن کے ایک نہایت ادنےٰ حصہ میں برکر کے مکان پر گئی - چند ہفتے بعد میں نے برکر کو پھر اسی تنگ گلی میں داخل ہوتے دیکھا - اور وہ قریباً ایک گھنٹہ رہ کر واپس ہوا - اسی طرح بل سکاٹ بھی تین چار بار آیا - اور میں کہہ سکتا ہوں یہ آمد و رفت مسز ویبر کی ملاقات ہی کے سلسلہ میں تھی - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ عورت کئی سال سے بیٹی اور داماد کے پاس رہتی ہے - اور ان کے تعلقات کی کشیدگی ایک طرف - اُلٹا ان میں نہائت قریبی تعلقات ہیں - چند دن بعد بارنے پھر اسی گلی میں داخل ہوا - اور قریباً دو گھنٹہ ٹھیرا - اگلی صبح کو اس عورت کا داماد سمڈلے ایک کرایہ کی گاڑی لایا - اور انہوں نے کئی بکس نکال کر باہر رکھ دیئے - مگر جس وقت مسز ویبر گاڑی پر سوار ہونے لگی - تو میں ان ہدایات

کے سلسلہ میں جو مجھے دی گئی تھیں۔ دخل انداز ہوا۔ میں نے پاس جا کر پوچھا۔ تم کہاں جا رہی ہو؟
وہ اس سوال پر گھبرا سی گئی۔ مگر جلدی ہی سنبھل کر کہنے لگی۔ فقط ہوا خوری کے لئے جا رہی ہوں
میں نے بکسوں کی طرف دیکھا۔ تو ان پر اس مضمون کے لیبل لگے ہوئے تھے۔ "مسز سمتھ مسافر
جہاز ڈوور" میں نے پوچھا۔ یہ فرضی نام کیوں اختیار کیا گیا ہے؟ پہلے اس نے بات ٹالنے کی
کوشش کی۔ مگر جلدی ہی بیباک ہو کر کہنے لگی۔ تم میرے معاملات میں دخل دینے والے کون ہو
میں نے جواب دیا۔ میں خفیہ پولیس کا افسر ہوں۔ اور میرا فرض ہے تمہیں شہادت سے گریز
نہ کرنے دوں۔ اور مناسب وقت پر حاضر عدالت ہونے پر مجبور کروں۔ اس کے بعد جب میں
نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے ڈوور پہنچ کر جہاز پر سوار ہونے کی کوشش کی۔ تو میں فوراً
تمہیں گرفتار کر لوں گا۔ تو اس نے روانگی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور لورپول آنے سے پہلے
چند دن مکان ہی پر رہی رہیں اور دوسرا سراغرساں مسلسل اسکی نگرانی کرتے رہے۔ اور جب
وہ لندن سے لورپول کو چلی۔ تو میں اس خیال سے کہ رستہ میں ادھر ادھر نہ ہو جائے۔ اس کے
ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہو گیا۔"

اس شخص کے بیان سے عدالت میں عظیم سنسنی پیدا ہوئی۔ وکیل استغاثہ نے جرح شروع
کی جس کے جواب میں گواہ نے بیان کیا۔

"میں عرصہ چھ ماہ سے مسز ویبر کی نگرانی کر رہا ہوں جس شخص کے زیر ہدایت یہ کام شروع
کیا گیا تھا۔ میں اس کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس کا ملزم عورت سے
کوئی رشتہ یا تعلق نہیں۔ اور اس نے یہ کام محض ہمدردی انسانی کی راہ سے شروع کیا
ہے۔ بے شک اس نے میرے سب اخراجات برداشت کئے اور مجھے معقول معاوضہ بھی دیا
بارہا لوگ سراغرسانوں کی خدمات سے بخی طریق پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مجھے سمڈلے کا چال
چلن معلوم نہیں۔ نہ میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ ہمسائے ان
میاں بی بی کو عزت دار سمجھتے ہیں۔ اور خود سمڈلے مذہبی کاموں میں نمایاں حصہ لیتا ہے مسز
ویبر بھی ان نواحات میں ایک معزز عورت سمجھی جاتی ہے۔"

یہاں پر جرح کا سلسلہ ختم ہوا جس کے بعد لیٹس راڈنے کے وکیل نے گواہ سے کہا۔
"اب آپ باہر چلے جائیں۔ کہ باقی بیانات نہ سن سکیں۔ مگر کہیں پاس ہی رہئے۔ کیونکہ مجھے
دوبارہ آپ کو طلب کرنا ہو گا۔"

اس پر افسر مذکور کمرہ عدالت سے باہر چلا گیا۔ اور اس کے جانے کے بعد وکیل صفائی نے عدالت کے روبرو حسب ذیل تقریر کی۔

"مائی لارڈ میں اس عدالت سے ایک انوکھی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ صفائی کے گواہوں میں سے ایک عورت جس کی شہادت اس مقدمہ میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ عدالت میں حاضر ہو کر شہادت نہیں دے سکتی۔ یا کیوں نہ صاف عرض کر دیا جائے۔ اس عورت کے حواس اتنے مختل ہیں کہ جب عدالت میں اس سے سوالات پوچھے جائیں گے۔ گھبرا جائے گی۔ اور مکمل شہادت حاصل کرنا غیر ممکن ہو گا۔ البتہ اس کا بیان دو آنریری مجسٹریٹوں کے روبرو جو اپنی راستی اور دیانت کے لئے مساوی شہرت رکھتے ہیں لیا جا چکا ہے۔ میری مراد مسٹر ولیم سٹانلے اور مسٹر سائمن ایلس سے ہے۔ جن کے ناموں سے یہ عدالت بے خبر نہ ہو گی۔ جب یہ بیان لیا گیا۔ تو دو قابل اطبا جو دماغی امراض کے ماہر اور مسائل نفسیات پر کامل عبور رکھتے ہیں۔ موقعہ پر تھے۔ بیان مذکور بصورت تحریر موجود ہے۔ اور اس کے ساتھ ہر دو آنریری مجسٹریٹوں اور ڈاکٹروں کے حلفیہ بیانات شامل ہیں۔ جن میں انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ اس عورت کا بیان ہر لحاظ سے قابل تسلیم ہے۔ اب عدالت سے میری درخواست یہ ہے کہ بیان مذکور کو بطور شہادت پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر اس کی تصدیق منظور ہو۔ تو وہ ہر ممکن طریق پر کی جا سکتی ہے۔ اور میرے خیال میں اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ اگر وہ بیان واقعات کی مسلسل زنجیر کی ایک گم شدہ کڑی ثابت ہو۔ تو پھر اس کی صحت میں شک نہیں۔ البتہ اگر اس کی تائید کا کوئی اور ذریعہ نہ ہو۔ تو پھر عدالت کو اختیار ہے کہ اسے رد کر دے۔ اس صورت میں اراکین جیوری کو بھی ہدایت کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اس بیان کو کوئی اہمیت نہ دیں۔"

وکیل استغاثہ نے اس تجویز کی زور دار مخالفت کی۔ اور جج کا فیصلہ بھی غیر یقینی تھا مگر اس موقعہ پر جیوری کے فورمین نے اٹھ کر کہا "جس صورت میں ایک انسان کی زندگی خطرہ میں ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس شہادت کو پیش ہونے سے روکا جائے۔" اس سے جج کی رائے بھی پختہ ہو گئی۔ اور اس نے وکیل صفائی کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔ چونکہ لیٹس راڈنے اب تک بے خبر تھی کہ میرے معاون میری صفائی کی کونسی صورت تجویز کر رہے ہیں۔ اس لئے خوف کر دتشویش اسے لاحق تھی۔ نیز خطا دا مسز ویبر کے اندیشوں کا اندازہ خود ناظرین بآسانی کر سکتے ہیں۔

وکیل صفائی نے دستاویز پیش کی۔ اور اس کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اس بیان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وہ عورت جس نے اسے لکھوایا۔ اس رات جب قتل کی واردات ہوئی۔ شہر لورپول میں تھی۔ وہ اس تنگ گلی میں جدھر مسٹر بالرڈ کے مکان کا عقبی دروازہ ہے آوارہ پھر رہی تھی۔ کہ ناگاہ ایک دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ رفع استعجاب کے لئے وہ دروازہ کے پاس ہی کھڑی ہوگئی۔ اندر آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور گو لہجہ دبا ہوا تھا۔ تاہم اس نے غور کر کے ہر ایک لفظ سن لیا۔ بولنے والوں میں ایک مرد دوسری عورت تھی۔ اور عورت کہ رہی تھی۔ مجھے معلوم ہوگیا ہے۔ کہ لوہے کی تجوری میں بے شمار روپیہ موجود ہے۔ اس پر مرد نے کہا۔ اس صورت میں سب کام آج رات ہو جانا چاہیئے۔ عورت رضامند ہوگئی۔ اور اس نے کہا۔ میں صرف یہ تحقیق کرنا چاہتی تھی۔ کہ مسٹر بالرڈ نے جو روپیہ مسز ربیز کو ادا کرنا ہے۔ اسے گھر میں رکھا ہوا ہے یا نہیں۔ تھوڑی گفتگو کے بعد گواہ کو مرد کی آواز پھر سنائی دی۔ جو عورت سے ان طریقوں کا ذکر کر رہا تھا۔ جن پر وہ مسٹر بالرڈ کے ہاں ملازم ہوئی مگر اس بارہ میں مفصل حالات گواہ کے ذہن سے اتر گئے ہیں۔ عورت مرد کو بار نے کے نام سے مخاطب کرتی تھی۔ اور گفتگو کے دوران میں دو تین مرتبہ بل سکاٹ کا نام بھی آیا۔ گواہ عورت اس وقت تک دروازہ پر کھڑی رہی حتے کہ اسے یکایک کھول دیا گیا۔ اور اس وقت وہ ایک طرف کو دوڑنے لگی۔ اب اسے اس قسم کی آوازیں سنائی دیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ مرد اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ ڈر کر ایک دیوار کے سایہ میں چھپ گئی۔ چونکہ گلی میں اندھیرا تھا۔ اس لئے مرد نے اسے نہیں دیکھا۔ یہ اس بیان کا خلاصہ ہے۔ جو اس عورت نے چار معزز شخصوں کے روبرو دیا۔ مگر بوجوہ مذکورہ سے حاضر عدالت نہیں ہوسکتی۔ اب تک وہ اس معاملہ میں خاموش تھی۔ مگر چند دن پیشتر اتفاقاً اس کی زبان سے بعض کلمات اس قسم کے نکل گئے۔ جن کے سلسلہ میں تحقیقات سے سب حال معلوم ہوا۔"

اس تقریر سے عدالت میں جو سنسنی پیدا ہوئی۔ اس کی تفصیل بے سود ہے۔ لیٹس راڈ نے دونو ہاتھ جوڑے تصویر حیرت بنی ہوئی تھی۔ اور آنکھوں سے سیلاب اشک بہ رہا تھا۔ ادھر مسز ڈیمبر کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہوگیا تھا۔ وہ متوحش نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ گویا معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس بیان کا حاضرین اور عدالت پر کیا اثر ہوا ہے۔ وکیل استغاثہ اور جج دونو حیران تھے۔ اور مجموعی طور پر ہر شخص جو کمرہ عدالت

میں حاضر تھا۔ مسز وبیبر کو نفرت اور لیسٹی راڈنے کو ہمدردی کی نظر سے دیکھ رہا تھا

اتنے میں وکیل صفائی نے دوبارہ تقریر شروع کی۔ اور کہا " اب میں ان دو مکروہ صورت شخصوں کا حلیہ بیان کرتا ہوں۔ جن کی نسبت ملزمہ نے اپنے بیان میں لکھوایا تھا کہ وہ شب واردات کو مسٹر ہایرڈ کی خادمہ مسز وبیبر کے پاس کھڑے تھے۔"

اس کے بعد وکیل نے بہر کراور ہل سکاٹ کا حلیہ پڑھ کر سنایا۔ اور کہا " اب میں اس گواہ کو دوبارہ طلب کرتا ہوں جسے میں نے کمرہ عدالت سے قصداً باہر بھیجدیا تھا یعنی سراغ رساں افسر کو۔"

یہ شخص حاضر ہوا۔ تو وکیل نے اس سے بہر کراور ہل سکاٹ کا حلیہ بیان کرنے کو کہا جنہیں اس نے مسٹر سمارٹیس کے مکان کی پچھلی گلی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ یہ حلیہ اس تفصیل کے عین مطابق تھا۔ جو لیسٹی راڈنے نے اپنے بیان میں لکھوائی تھی۔ اور جسے اس کے وکیل نے ابھی پڑھ کر سنایا تھا۔

لیکن معلوم ہوا فریق صفائی کے گواہوں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ کیونکہ اب اس سرا بخانہ کے مالک کو طلب کیا گیا جس میں بہر نے اور ہل سکاٹ قیام لورپول کے دنوں میں ٹھیرے تھے۔ یہ سرا بخانہ مسٹر ہایرڈ کے مکان کے پاس ہی واقع تھا۔ اور اس کے مالک کے بیان سے معلوم ہوا۔ کہ بہر نے اور اس کا شاگرد واردات کی رات کو وہیں ٹھیرے ہوئے تھے۔ شب مذکور کی نسبت اس نے خصوصیت سے بیان کیا۔ کہ وہ بہت دیر سے واپس آئے تھے اور اگلے دن سویرے ہی رخصت ہو گئے۔ مگر مجھے ان کے قاتل ہونے کا ذرا بھی شک نہ تھا۔

یہ بیان ہو رہا تھا۔ کہ ایک شخص نے کمرہ عدالت میں داخل ہو کر وکیل صفائی کے ہاتھ میں ایک کاغذ دیا۔ اب شام کے چھ بج چکے تھے۔ اور مسز وبیبر کی شہادت کے بعد بہت سا وقت گذر چکا تھا۔

اس کاغذ کو دیکھ کر وکیل صفائی نے کہا " ابھی مجھے عدالت سے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے۔ جس سراغرساں کا بیان عدالت کے روبرو ہو چکا ہے۔ اس نے ایک ساتھی کو لندن کے ریلوے سٹیشن پر اس غرض سے متعین کیا ہوا تھا۔ کہ بوقت ضرورت جو ہدایات انہیں بذریعہ تار بھیجی جائیں۔ ان پر عمل کرے۔ مسز وبیبر نے اپنی شہادت میں بیان کیا تھا۔ کہ میں نے کئی معزز خاندانوں میں ملازمت کی تھی۔ اور اس نے بعض متمول خواتین کے جواب وفات پا

چکی ہیں ۔ نام بھی لئے تھے ۔ اس بیان کو سُن کر ایک صاحب جو کمرہ عدالت میں حاضر تھے محض انصاف وہمدردی انسانی کی حمایت کے لیے تار گھر گئے ۔ اور اس سراغرساں سے جو لنڈن میں ٹھیرا ہوا ہے بعض سوالات پوچھے ۔ اس نے جو جواب دیا ۔ وہ اس تار میں جو میں حاضر کرتا ہوں بہ تفصیل درج ہے ۔ مانا کہ وہ خواتین جن کا مسز ویبر نے نام لیا تھا ۔ انتقال کر چکی ہیں ۔ تاہم ان کے رشتہ دار اب بھی حیات ہیں ۔ افسر مذکور نے ان سے دریافت کر کے جو جواب بھیجا ہے ۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مسز ویبر کا بیان غلط ہے ۔ اور اس نے ہرگز ان خاندانوں میں ملازمت نہیں کی ۔"

اتنا کہہ کر وکیل صفائی نے وہ تار عدالت کو پیش کیا ۔ اور جب عدالت اُسے پڑھ چکی تو کہا "مائی لارڈ اور اراکین جیوری ۔ بس اب میں اس معاملہ میں ایک بھی لفظ اور نہیں کہنا چاہتا ۔"

اس وقت ہر شخص کی نظریں وکیل استغاثہ پر لگی ہوئی تھیں ۔ اس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر محض اتنا کہا ۔ کہ میں نے جو کچھ عدالت سے بیان کیا ۔ وہ محض ان ہدایات کی تعمیل میں تھا جو استغاثہ کی طرف سے دی گئی تھیں ۔ مگر اب حالات نے جو پلٹا کھایا ہے ۔ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اپنے دوست وکیل صفائی کا جواب دینا غیر ضروری سمجھتا ہوں ۔" اس سے حاضرین میں پھر سنسنی پیدا ہوئی ۔ اور بعض شخصوں نے چیرز بھی دیے ۔ مگر عدالت کے چپراسیوں نے کسی کو روکنے کی کوشش نہیں کی ۔ کیونکہ خود انہیں بھی ملزم عورت سے ہمدردی پیدا ہو چکی تھی ۔ جج نے محض ضابطہ کی خاطر جیوری سے چند الفاظ کہے ۔ اور آخر میں بیان کیا کہ حالات حاضرہ میں آپ لوگوں کے لیے فتوے صادر کرنا مشکل نہ ہوگا ۔ اور انہوں نے بھی پانچ منٹ مشورہ کر کے وہیں بیٹھے بیٹھے ملزمہ کے حق میں بے قصور کا فتوے صادر کر دیا ۔

ہرچند لیسں راڈ نے کو کچھ عرصہ سے اپنی بریت کی قوی امید ہو چکی تھی ۔ تاہم جب حکم سنایا گیا ۔ تو وفور جذبات سے وہ کمرہ عدالت میں ہی بیہوش ہو گئی ۔ اور اسی حالت میں اس کو باہر لے گئے ۔ اسی وقت مسز ویبر کو مسٹر پارڈ کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ۔ گو معلوم ہوا کہ اس کا مقدمہ آئندہ اجلاس سے پہلے پیش نہ ہوگا ۔ بظاہر اس تاخیر کی وجہ نہیں بیان کی گئی ۔ مگر ہر شخص نے یہی سمجھا ۔ کہ التوا برکیا دربل سکاٹ کی گرفتاری کے لئے عمل میں لایا گیا ہے ۔

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ہم اتنا اور لکھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ سراغرساں کو جس نامعلوم شخص نے مسز ویبر کی نقل و حرکت کی نگرانی پر متعین کیا۔ وہ مسٹر ریڈکلف تھا۔ اور انہی دو افسروں کی زبانی اسے مختلف اوقات میں جو حالات معلوم ہوئے۔ ان کی بنا پر اس نے سر ولیم سٹانلے سے لیٹس راڈنے کی بے گناہی کا ذکر کیا تھا۔ ناظرین اب یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ لیٹس سے ملاقات کے دوران میں مسٹر ریڈکلف نے ان دو شخصوں کی نسبت کیوں تجسس آمیز سوالات پوچھے تھے۔ جنہیں اس نے مسز ویبر کے ساتھ دیکھا تھا۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران میں جب کپتان سٹانلے کمرہ عدالت سے باہر گیا۔ تو وہ حقیقت میں اس غرض سے تارگھر گیا تھا۔ کہ وہاں سے مسز ویبر کے اس بیان کی جو اس نے اپنی سابقہ ملازمتوں کی نسبت دیا تھا بذریعہ تار تصدیق کرے۔ امید ہے ان کیفیات سے ناظرین پر سب حال واضح ہو گیا ہوگا۔

باب ۔ ۴۸

جرم و افلاس کی دنیا

کپتان سٹانلے کی آرزو تھی کہ مسٹر ریڈکلف سے دوستی پیدا کر کے بنی نوع انسان کی بہتری کے متعلق اسکی کوششوں میں مدد دے۔ حسن اتفاق سے یہ خواہش جلد ہی پوری ہو گئی اور لیٹس راڈنے کا مقدمہ ختم ہوتے ہی ریڈکلف نے اسے ایک ضروری کام کے لئے بذریعہ ٹرین لندن بھیجدیا۔

خود ریڈکلف کا ارادہ چند دن سر ولیم سٹانلے کے پاس ٹھیرنے کا تھا۔ کہ اس سے مشورہ کر کے لیٹس راڈنے کے مستقبل کی فکر کی جائے۔ اور کچھ ایسا انتظام ہو کہ اسے افلاس و احتیاج سے مجبور ہو کر پھر وہی دور معصیت اختیار نہ کرنا پڑے۔ جو میڈم اینجلیک کے عشرت کدہ میں جاری تھا۔ ان وجوہ سے مسٹر ریڈکلف چونکہ خود فوراً لندن روانہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے برکر اور بل۔کاٹ کی تلاش و گرفتاری کے کام میں افسران سراغرسانی کی امداد کا فرض کپتان سٹانلے کے سپرد کیا گیا۔

اگلی صبح کو کپتان مذکور لندن پہنچ گیا۔ اور سب سے پہلے اپنی رجمنٹ کے لفٹنٹ

کرنل سے چارلس دنوں لندن ہی میں تھا ۔ ملا ۔ آخرالذکر آ کینیوین کا بھائی لارڈ چارلس میرڈیتھ تھا اور فوج میں اتنا اعلیٰ عہدہ حاصل کرنے کے باوجود اسکی عمر ۲۷ سال سے زیادہ نہ تھی ۔ ان دنوں وہ اپنے والد مارکوئیس آف ہنٹسرسٹ کے مکان پر ٹھہرا ہوا تھا ۔ کپتان سٹانلے سے اس کے تعلقات دوستانہ تھے ۔ دونوں میں اخلاص آمیز ملاقات ہوئی ۔ جس کے بعد کپتان نے اپنی آمد کا مدعا بیان کیا ۔

لارڈ چارلس سارا حال بغور سن کر کہنے لگا ۔ "کیوں مگر اس کام میں تمہاری امداد کی ضرورت کیا تھی ؟ مسراغرساں تم سے بہتر ان لوگوں کو دریافت کر سکتے تھے ۔"

"میری یہ رائے نہیں ۔" سٹانلے نے جواب دیا "میں خوب سمجھتا ہوں کہ دونو بدمعاش پوری طرح محتاط ہوں گے ۔ اور اپنی تدابیر سے عرصہ دراز تک افسران انصاف کی گرفت سے محفوظ رہ سکیں گے ۔"

"پھر اب کیا کرنا چاہتے ہو ؟" لارڈ چارلس میرڈیتھ نے پوچھا ۔

"میری تجویز یہ ہے کہ ہر رات بغرض استعجاب یا ایسے شخص کی تلاش کے بہانہ جس کا حلیہ ان لوگوں سے جن کی تلاش ہے بالکل مختلف ہوگا ۔ لندن کے ادنے ترین مقامات میں جاؤں ۔ اس طرح ان بدمعاشوں کا سراغ لگانا دشوار نہ ہوگا ۔ اور اگر اس کوشش میں کامیابی نہ ہوئی تو اس سے نقصان بہرحال ممکن نہیں ۔"

"مگر تم ان سے ذاتی طور پر واقف بھی تو نہیں ہو ۔" لارڈ چارلس نے اعتراضاً کہا ۔

"بے شک نہیں ہوں ۔" کپتان سٹانلے نے تسلیم کیا "مگر ان کا حلیہ اتنی تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے ۔ کہ میں انہیں سو میں پہچان سکتا ہوں ۔"

"میں نہیں کہہ سکتا تمہیں اپنے ارادوں میں کس حد تک کامیابی ہوگی ۔" لارڈ چارلس میرڈیتھ نے کچھ سوچکر کہا "بہرحال اس جستجو میں میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں ۔ بہت نہیں تو ایک رات ضرور تمہارے ساتھ چلوں گا ۔ میں نے جرم و افلاس کے ان خوفناک مساکن کا حال بارہا پڑھا ہے ۔ مگر انہیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا ۔ میں یہ چاہتا ہوں ۔ اس ذریعہ سے انہیں ایک نظر دیکھ لوں ۔"

"یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ ایسا ارادہ رکھتے ہیں ۔" کپتان سٹانلے نے کہا ۔ جس کے بعد دونو نے فیصلہ کیا کہ رات کا کھانا اکٹھا کھا کر ایک ساتھ یہ مہم اختیار کریں ۔

رات کے دس بج چکے تھے۔ کہ دونو دوست پیدل ہی ویسٹ منسٹر کی طرف چلے۔ وسط گرما کی رات غیر معمولی طور پر سرد اور مرطوب تھی۔ ہلکی مسلسل بارش کی وجہ سے بازاروں اور دوکانوں کے لیمپ کہرہ میں لپٹے ہوئے نظر آتے تھے۔ دختران جرم ومعصیت مکانوں کے دروازوں اور احاطوں کی ڈیوڑھیوں میں کھڑی تھیں۔ اور نیم گرسنہ خستہ حال بچے سردی سے کانپتے ان مقامات کی طرف چلے جا رہے تھے۔ جہاں شب باشی کا امکان یا گناہ کی روزی کمانے کا سامان تھا۔ ایسی افسردہ کن رات میں لارڈ چارلس میرڈیتھ اور کپتان سٹانٹے باران کوٹ پہنے سگار پیتے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اول الذکر کی صورت بڑی حد تک اپنے بھائی آرکیٹیز سے ملتی تھی۔ کیونکہ اسی کی طرح اس کا بدن بھی چھریرا۔ قامت متوسط اور مونچھیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ البتہ اس کے بال زیادہ سیاہ تھے۔ علاوہ بریں اسکی صورت میں فوجی انداز ووقار پایا جاتا تھا۔ اور وہ ہر لحاظ سے ایک قبول صورت جوان تھا۔

ویسٹ منسٹر سے گزر کر دونو واٹرلو روڈ کے رستہ تنگ وتاریک گلیوں کے اس اندھیرے جال میں داخل ہوئے۔ جو ان نواحات میں دور تک پھیلا ہوا ہے۔ کہ سامنے سے انہیں ایک کانسٹبل ملا۔ کپتان سٹانٹے نے اسے سب حال سے خبردار کیا۔ اور امداد چاہی چونکہ درخواست کی تائید کے لئے سونے کا چمکدار سکہ بھی پیش کیا گیا تھا۔ اس لئے انکار کی صورت نہ رہی۔

"میرے ساتھ آئیے۔" کانسٹبل نے کہا "میں آپ کو لندن کی ادنٰی زندگی کے چند نظارے دکھاتا ہوں۔"

تینوں دو تین تنگ وتاریک گلیوں سے گزر کر ایک احاطہ میں داخل ہوئے۔ یہاں سرکاری لیمپ موجود نہ تھا۔ اور محض ان چراغوں کی دھندلی روشنی سے جو سیاہ مکانوں کے میلے شیشوں کی راہ سے خارج ہوتی تھی۔ قدرے اُجالا ہو رہا تھا۔ تین چار کھلے دروازوں میں فاحشہ عورتیں کھڑی تھیں جن کی پوشش اور انداز بے حیائی ان کے طریق زندگی کو روشن کرتے تھے۔ وہ راہ روؤں سے ہنسی ٹھٹھا کرتی اور بعض حالتوں میں شرمناک گندی گالیاں دیتی تھیں۔ کانسٹبل نے اپنی کرخت آواز میں روکا۔ تو انہوں نے غلیظ گوئی کا تانتا باندھ دیا اور جب اس نے دھمکی دی تو دروازوں کو اندر سے بند کرکے کھڑکیوں کی راہ سے بکواس کرتی رہیں۔ سپاہی دونو فوجی افسروں کو ساتھ لئے احاطے کے رستے تک گیا۔ اور ... ایک

بند دروازہ پر زور سے دستک دی۔ تھوڑی دیر میں ایک منحوس صورت بڈھے نے اسے کھولا اور پولیس کا سپاہی اسے ایک طرف ہٹا کر دونو ساتھیوں کے ہمراہ اندر داخل ہو گیا۔ آگے چل کر اس نے ایک بغلی دروازہ کھولا اور اس کے ساتھ ہی اپنی اندھی لالٹین کی روشنی ڈالی۔ مگر کمرہ خالی تھا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے پھر ایک دروازہ کھولا۔ اور اب لالٹین کی روشنی میں دونو افسروں نے کمرہ کو دیکھا تو رذیل ترین مردوں اور عورتوں کو ان کی اونی زندگی کی سیاہ ترین عریانی میں دیکھ کر کانپ گئے۔

یہ کمرہ ہر قسم کے اسباب سے خالی تھا۔ گو باہر والے کمرہ کے فرش پر چند میلے اور کثیف توشک بکھرے ہوئے تھے۔ دونو کی چھتیں اور دیواریں اتنی سیاہ تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ان پر برسوں سے سفیدی نہیں ہوئی۔ ضعیف مرد اور جوان عورتیں۔ بڈھی عورتیں اور بچے اس طرح ایک دوسرے سے ملکر بیٹھے تھے کہ دیکھنے والے کو شرم آتی تھی۔ دریدہ کپڑے۔ بدنی کثافت۔ جرم وافلاس کے نہ مٹنے والے نشانات معصیت اور تباہ حالی۔ بدصورتی اور بدنمائی اور ان کے ساتھ ملی ہوئی وہ بے حیائی اور بے شرمی جو عورت کی طرف سے دور عصیان میں قدم رکھنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ یہ حاضرین کمرہ کے اوصاف خاص تھے۔

"دیکھیے صاحبان" کانسٹبل نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "وہ آدمی جس کی آپ کو تلاش تھی۔ ان میں تو نہیں ہے؟"

"نہیں"۔ کپتان سٹانلے نے جلدی سے کہا۔ "وہ تو صرف ۱۴ سال عمر کا پیارا صورت لڑکا ہے جس کے خط وخال تیکھے ہیں۔"

حاضرین نے ایک دوسرے کی طرف پرمعنی نظروں سے دیکھا جن سے اس بارہ میں اطمینان ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس حلیہ کا آدمی ان میں نہیں ہے۔ اور ہوتا بھی کیسے؟ وہ تو ایک فرضی وجود تھا جس کی تخلیق محض کپتان سٹانلے کے تخیل نے کی تھی۔ البتہ جس وقت یہ باتیں ہو رہی تھیں ایک جوان عورت اٹھ کر باہر نکلی۔ اور اوپر کی منزل پر چلی گئی۔ جہاں ایک دروازہ کھلتا اور بند ہوتا سنائی دیا۔

"خیر تو اگر وہ لڑکا ان میں نہیں ہے۔" کانسٹبل نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا "پھر اس کو بالائی منزل پر تلاش کرنا چاہیے۔"

"مگر وہ اس جگہ بھی نہیں ہے۔" اس بڈھے نے کہا۔ جو دروازہ کھولنے آیا تھا۔

"بہرحال دیکھے بغیر ہمیں تمہاری بات کا یقین نہ ہو گا۔" کانسٹبل نے کہا "مسٹر ڈائین ہم تمہیں بہت مدت سے جانتا ہوں۔ اور مجھے تجربہ ہے کہ پولیس کے آدمیوں کو ٹالنا تمہیں خوب آتا ہے۔"

بڈھے کو وہیں بڑبڑاتا چھوڑ کر سپاہی دونو افسروں کو ساتھ لئے زینہ کی طرف چلا۔ اوپر کی منزل پر کئی کمرے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کا یکے بعد دیگرے معائنہ کیا گیا۔ ان سب میں ویسے ہی تباہ حال ذلیل اور بداخلاق لوگ جمع تھے۔ جیسے نچلی منزل میں۔ فی الحقیقت اس چھوٹے سے مکان میں جو عام حالات میں صرف چھ سات آدمیوں کی سکونت کے لائق سمجھا جاتا کم و بیش ۵۰ میلے۔ کثیف پوش اور گندے آدمی سوروں کی طرح جمع تھے۔ کمروں کی ہوا متعفن اور کثیف تھی جس کی بدولت پلیگ۔ ہیضہ وغیرہ خوفناک وبائی امراض کی ترقی غیر ممکن نہ تھی۔

سپاہی اور افسر مکان کے ہر حصہ کی دیکھ بھال کرکے تیز چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔ اس جگہ پہنچ کر سپاہی نے ان سے کہا۔ "آپ نے اس عورت کو دیکھا۔ جو ہمارے داخل ہونے پر جھٹ سے اوپر کی منزل پر چلی گئی تھی؟"

"ہاں۔ مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ گئی کیوں تھی؟"

"اس منزل کے رہنے والوں کو یہ بتلانے کہ ان کے لئے خطرہ کا موقعہ نہیں۔ کیونکہ پولیس جس شخص کو تلاش کر رہی ہے۔ وہ ان میں سے کوئی نہیں۔ بالفرض آپ صحیح حلیہ کہہ دیتے اور وہ شخص جس کی تلاش تھی حاضرین میں موجود ہوتا تو وہ اس اطلاع کی بدولت جھٹ عقبی کھڑکی یا چور دروازہ کی راہ سے فرار ہو جاتا۔ آپ کو معلوم نہیں ان مقامات کے سرائے داران لوگوں کے بچاؤ میں کتنی مدد دیتے ہیں۔"

اس کے بعد سپاہی ان کو ساتھ لئے ایک اور مکان میں گیا جہاں رات کا کھانا میز پر رکھا ہوا تھا۔ یہ جگہ صرف گداگروں اور آوارہ گردوں کا مسکن تھی۔ چوروں کا اس میں دخل نہ تھا۔ کیونکہ گداگر لوگ جو اس کے سرپرست تھے۔ اسے اپنے لئے مخصوص رکھنا چاہتے تھے۔ ہمارے ناظرین میں بہت کم جانتے ہوں گے کہ گو اصل حقیقت یہی ہے کہ جس طرح عوام میں امیر و غریب کا زبردست امتیاز قائم ہے۔ اسی طرح ادنےٰ طبقات میں بھی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے سے حتے الامکان پرے رہنا چاہتا ہے۔ اس مکان کے مختلف

کمروں میں میزوں پر گوشت کی بڑی بڑی بوٹیاں سبزی اور ساگ طشتوں میں رکھے ہوئے تھے۔ اور چھریاں کانٹے مختلف میزوں کے ساتھ ہی بندھے ہوئے تھے۔ چونکہ سرائے کے مالک کو اپنے مربیوں کی دیانت پر بہت کم بھروسہ تھا۔ اس لئے وہ انہیں اچھی قسم کے برتن مہیا نہ کرتا تھا اور حاضرین نہایت معمولی قسم کے ظروف گلی میں شراب ڈال کر پیتے تھے۔ ان کمروں کی ہوا بھی گرم۔ گندی اور کثیف تھی۔ اور اس میں مختلف آدمیوں کی سانس کے علاوہ غدار کپڑوں کی سیلن اشیائے خوراک کے بخارات اور پھپھوندلگی ہوئی سبزی کی بوئے تیز ملی ہوئی تھی۔ بھرمبالغہ ہرطرف وہ لوگ جوان کمروں میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ کتنے مکروہ بدصورت۔ اور ڈراونے تھے! اندھے۔ لولے۔ لنگڑے اور مفلوج و مدقوق آدمی توانا و تندرست لوگوں کے پہلو میں بیٹھے ہوئے اور ان کے ساتھ ساتھ طبقہ فقرا کے ہر صیغہ و ہر شعبہ کے نمائندے حاضر تھے۔ وہ ہٹا کٹا فقیر جو التجا سے زیادہ جبر و گستاخی سے بھیگ مانگتا ہے۔ رو ندھی آواز سے سوال کرنے والے مسکین گداگر کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی طرح وہ سوالی جو گذشتہ ۲۰ سال سے لوگوں میں یہ کہتا پھر رہا ہے کہ میری بی بی اور پانچ چھوٹے بچے حال میں فاقوں سے مر گئے۔ وہ عورت جو قدیم سے یہ کہکر لوگوں کے جذبات لطیف کو اکسانے کی کوشش کیا کرتی ہے۔ کہ میرا شوہر مرا پڑا ہے۔ اور اسکی تکفین کے لئے پیسہ تک پلے نہیں۔ وہ سولہ سالہ لڑکی جو دس برس کی عمر سے اس عذر کو ذریعہ معاش بنا چکی ہے کہ میں کل ہی ہسپتال سے نکلی ہوں۔ اور میرا کوئی گھر نہیں جہاں چلی جاؤں۔ وہ توانا و تندرست جوان جس نے ملاحوں کے پھٹے ہوئے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اور جو گھروں کا گشت کرتا ہوا کسی جہاز کی تباہی اور اپنی بربادی کا فرضی قصہ بیان کر کے پانچ شلنگ یومیہ آسانی سے جمع کر لیتا ہے۔ وہ مسکین صورت آوارہ گرد جو گیارہ سے ۵ بجے تک ۶۰ محلوں کا دورہ کر کے فی گھر ایک پینی بھی جمع کرے تو شام تک معقول روزی کما سکتا ہے۔ وہ ادھیڑ عورت جس نے بیواؤں کا سیاہ ماتمی لباس پہن رکھا ہے۔ اور گذشتہ ربع صدی سے یہی کہتی پھرتی ہے کہ میں اپنے عزیز شوہر کے انتقال سے دست سوال پھیلانے پر مجبور ہوئی ہوں۔ نیز وہ عیار چالباز جو سردیوں میں بیکار مالی اور گرمیوں میں بے شغل مزدور کا روپ اختیار کر کے لوگوں کی ہمدردی اکسایا کرتا ہے۔ یہ سب اور ان کے علاوہ لاتعداد اور پیشہ ور فقیر جن کی تفصیل کے لئے دفتر درکار ہیں۔ اپنے ساتھیوں کی محفل میں اطمینان سے بیٹھے کھانا کھاتے ہنستے اور مزے کی باتیں کرتے

جا رہے تھے۔

یہاں سے رخصت ہو کر پولیس کا سپاہی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک اور شرابخانہ کی طرف چلا۔ جس کے پاس ہی ایک مکان میں ناچ گانا ہوا کرتا تھا۔ اس جگہ داخل ہونے سے پہلے سپاہی نے لارڈ چارلس ہیریڈتھ اور کپتان سٹانلے کو مطلع کر دیا تھا کہ اس میں جتنے آدمی آپ کو نظر آئیں گے۔ سب کے سب نامی چور ہیں جن میں سے ہر ایک عدالت مجسٹریٹی میں کبھی سشن میں اور بعض اولڈ بیلی کی فوجداری میں پیش ہو چکے ہیں۔ اور ایسا تو شاذونادر کوئی ہوگا۔ جسے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی کولھو کی سزا نہ ملی ہو۔ اس طرح خبردار ہو کر دونو دوست شرابخانہ میں داخل ہوئے۔ حاضرین نے سپاہی کی صورت پہچان کر واقفانہ اشارے کیے۔ مگر اس سے زیادہ کسی نے ان پر توجہ نہیں دی۔ جن لوگوں کی اس شراب خانہ میں آمدورفت تھی وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مختلف اوقات میں لندن کے "بے فکرے" شہر کی اندرونی زندگی دیکھنے یا کسی ایسے شخص کو تلاش کرنے جو ان پر ہاتھ صاف کر چکا ہو۔ یہاں آیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے چہروں پر جرم و سیاہ کاری کے وہ تمام اثرات نحس جو مختلف درجوں میں صورت انسانی پر ظاہر ہو سکتے ہیں۔ موجود تھے۔ اور اگر کسی شخص کو علم کاسہ سر کا شغف ہوتا تو وہ انکی صورتوں کو بہت دیر شوق و دلچسپی سے دیکھ سکتا تھا۔ سنا ہے لوگ جیل خانہ نیوگیٹ میں پھانسی پائے ہوئے نامی مجرموں کے چہروں کو جو پلاسٹر کے بنے ہوئے رکھے رہتے ہیں۔ دیکھنے جایا کرتے ہیں۔ مگر ہم سے پوچھیے تو اس قدر زحمت بے سود ہے۔ کیونکہ لندن کے ان ادنے شرابخانوں میں بدی اور بدکاری کے ہر درجہ کی بے شمار زندہ مثالیں ہر وقت دیکھی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے مشاہدہ سے فطرت انسانی کی سیاہی کا اندازہ اور اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ خیالات فاسد اور جذبات تاریک کا بہترین عکس انسان کے چہرہ پر ہی دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ لوگ کمرہ کی میزوں کے گرد بیٹھے تمباکو اور شراب پی رہے تھے۔ گو شراب کی قسمیں پینے والوں کے مزاج اور سب سے زیادہ ان کے مالی وسائل کے مطابق مختلف تھیں۔ چنانچہ نامی چوروں کے سامنے گرم پانی ملی ہوئی تیز شراب۔ دلیر اٹھائی گیروں کے آگے جن۔ مکار گرہ کٹ کے آگے ایل اور معمولی چیزوں پر ہاتھ صاف کرنے والوں کے روبرو صرف پورٹ کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ لارڈ چارلس ہیریڈتھ۔ کپتان سٹانلے

اور ان کا ساتھی سپاہی تینوں قریباً نصف گھنٹہ اس جگہ ٹھیرے۔ اور اس کے بعد رخصت ہو گئے۔ یہاں سے چلکر انہوں نے تین چار اور ایسے ہی مقامات کی سیر کی۔ اور گو آدھی رات گذر چکی تھی تاہم جن کی انہیں تلاش تھی وہ کہیں نظر نہ آئے۔ جن گھروں میں برکر اور بل سکاٹ رہا کرتے تھے۔ وہاں جانا بے کار تھا۔ نہ سمدٹلے کے مکان کی نگرانی سے ہی کچھ فائدہ ممکن تھا کیونکہ لورپول کے واقعہ قتل کے بعد ان کا محتاط رہنا یقینی تھا۔ بلکہ عجب نہیں بیٹس راوٹنے کی بریت اور مقدمہ کے پلٹا کھانے کی خبریں سُن کر وہ پولیس کی گرفت سے محفوظ رہنے کی اور زیادہ کوشش کر رہے ہوں۔

ان مقامات کا گشت کرنے کے بعد کپتان سٹانلے اور لارڈ چارلس نے سپاہی سے تھوڑی دیر مشورہ کیا۔ چنانچہ اول الذکر نے اس سے کہا۔

"ہم نہایت احسان مند ہیں کہ تمہاری رہبری سے جرم۔ گناہ اور افلاس کے مسکن دیکھنے کا موقعہ ملا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ حالات پیش آمدہ ہیں وہ لوگ جن کی ہمیں تلاش ہے ضرور کسی ایسے مقام میں پناہ گیر ہوں گے۔ جہاں سے وہ پولیس کی وردی دیکھتے ہی فرار ہو سکتے ہیں۔ کیا ان نواحات میں کچھ مقامات ایسے بھی ہیں۔ جہاں بدمعاش لوگ خوش پوش مردوں کو ورغلا کر لے جاتے اور ان کا زر و مال چھین لیتے ہوں؟"

"کیوں نہیں۔ ایسے مقامات بھی ہیں" سپاہی نے جواب دیا۔ "مگر آپ لوگوں کا وہاں جانا خلاف مصلحت ہو گا۔ وہاں جانے سے آپ کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اور اگر زندگی بچ بھی گئی تو روپیہ پیسہ سے ضرور ہاتھ دھونے پڑیں گے"

"مضائقہ نہیں۔ ہم جیسا ہو گا بھگت لیں گے" کپتان سٹانلے نے کہا "تم مہربانی سے ہمیں وہ جگہ بتا دو"

"ہم فوجی آدمی خطرہ سے نہیں ڈرتے" لارڈ چارلس ہیر مدیتھ نے کہا "البتہ ایک بات ضرور قابل غور ہے۔ اگر ایسے مقامات میں ہماری رسائی ممکن ہے۔ تو کیا سراغرساں لوگ بھیس بدل کر وہاں نہیں جا سکتے؟"

"جی نہیں" سپاہی نے فوراً جواب دیا۔ "بدمعاش لوگ خفیہ پولیس کے آدمیوں کو ہر رنگ میں پہچانتے ہیں۔ اس لئے ان کا وہاں پہنچنا غیر ممکن ہے۔ مگر آپ کی حالت مختلف ہے۔ آپ کو دیکھ کر ان کے آدمی فوراً اپنے ساتھ لے جانے کو آمادہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ سمجھیں گے

قیمتی شکار رہا ہے آیا ہے - جانے نہ پائے - مگر اس کی میں پھر آپ کو یاد دلاتی کرتا ہوں - کہ وہاں جانے میں آپ کو خطرہ عظیم کا سامنا ہے - اور مسلح ہوئے بغیر جانا . . . "

" خیر تو ہم ہر طرح مسلح ہیں ." کپتان سٹانٹے نے جلدی سے کہا " دونو کے پاس دونالی پستول اور ایک ایک تیز چاقو موجود ہے ."

" اور میری یہ چھڑی بھی ضرورت کے وقت بہت کام دے سکتی ہے - تم اسے معمولی چیز نہ سمجھو ." لارڈ چارلس میرڈیتھ نے کہا .

" پھر میں آپ کا مزاحم نہیں ہوتا " سپاہی نے مجبور ہو کر کہا " البتہ میرا آپ کے ساتھ جانا غیر ممکن ہے ."

" کم از کم تم ہمیں رستہ تو دکھا سکتے ہو " کپتان سٹانٹے نے کہا .

سپاہی ان کو ساتھ لیکر بیشمار تنگ گلیوں اور تاریک کوچوں سے گذرا اور رستہ میں کہنے لگا ان سب میں ادنٰے طبقہ کے لوگ اسی کثرت سے موجود ہیں جیسے شیرہ میں مکھیاں تینوں بہت دیر چلتے رہے حتےٰ کہ لارڈ چارلس اور کپتان سٹانٹے کو اس کا خیال تک نہیں رہا کہ ہم کدھر جا رہے ہیں - آخر کار سپاہی ایک تنگ گلی کے پاس ٹھیر گیا - جہاں گیس لیمپوں کی روشنی مدہم تھی - اور آدھی رات کو دو رویہ مکانوں کی تاریک صورتیں بھیانک منظر پیدا کرتی تھیں

" بس صاحبان - اس سے آگے میں نہیں جا سکتا ." اس نے کہا " اس گلی کے سرے پر جا کر پہلے دائیں طرف - اس کے بعد اور آگے بائیں طرف مڑ جانا ہے - اگر آپ کی چال میں شہزادوں کی لڑکھڑاہٹ قائم ہو تو بہتر ہے - بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا - جو واقعات پیش آئیں گے ان سے سب حال معلوم ہو جائے گا ."

لارڈ چارلس میرڈیتھ اور کپتان سٹانٹے نے سپاہی کو کچھ اور انعام دیا - اس کے بعد گلی میں داخل ہوئے .

باب - ۴۹
مائی ریمبرج کا کوٹھی خانہ

سپاہی کی ہدایات پر چلتے دونو فوجی افسر گلی کے سرے پر پہنچ کر پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ

مڑے۔ آگے ایک اور تنگ گلی آئی جو تھوڑی دور جا کر کھل گئی۔ کیونکہ اس کے مکانات ذرا پیچھے ہٹ کر بنے ہوئے تھے۔ عمارات زیادہ اونچی اور ایک چوبی باڑ کے پیچھے اس طرح بنی ہوئی تھیں کہ ان کے دروازہ اور باڑ کے درمیان قریباً دو گز چوڑا قطعہ زمین باغیچہ کی صورت میں حائل تھا۔

گلی کے وسط میں دو شراب خانے کم وبیش ایک دوسرے کے بالمقابل واقع تھے۔ یا یوں نہ زیادہ وضاحت سے بیان کیا جائے ان میں سے ایک شراب خانہ تھا اور دوسرے میں صرف بیر فروخت ہوا کرتی تھی۔ پہلے کے دروازہ پر گیس کی تیز اور دوسرے پر ایک معمولی لمپ کی مدھم روشنی تھی۔ مگر دونوں کے اشتراک سے گلی کا یہ حصہ پوری طرح روشن تھا۔ جا بجا گھروں میں بھی لمپ جل رہے تھے۔ اور چونکہ بارش تھم چکی تھی۔ اس لئے ان کی روشنی کہرہ میں لپٹی ہوئی نہ تھی۔ شراب خانوں سے ہنسی ٹھٹھے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ مگر اتنی بے ہودہ اور کرخت کہ سننے والوں کے لئے اس کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ ساتھ دھینگا مشتی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دوکانوں کے سامنے کئی فاحشہ عورتیں بنا ؤ چناؤ کرکے بازار حسن کے خریداروں کو دام فریب میں پھانسنے کے لئے تیار کھڑی تھیں۔

بیر فروش کی دوکان سے ذرا آگے ایک کباڑی کی دوکان کے سامنے سیاہ رنگ کی گڑیا کو فراک کی جگہ سفید ململ کا ٹکڑا گلے میں ڈال کر کھڑا کر رکھا تھا۔ اور کھڑکیوں میں اس قسم کی تصویریں آویزاں تھیں۔ جن میں ظاہر کیا گیا تھا کس طرح کفایت شعار عورتیں چوبی پیٹیوں اور شیشہ کے ٹوٹے ہوئے برتنوں کو اس دوکان پر فروخت کرنے بڑے دن کے عمدہ کھانے کے لئے معقول روپیہ جمع کر سکتی ہیں۔ اس دوکان کے عین سامنے بحری سامان فروخت ہوتا تھا۔ اور گو اس وقت رات کا ایک بج چکا تھا۔ تاہم دونو دوکانیں کھلی تھیں۔ اور مکانوں کی کھڑکیوں سے موم بتیوں کی مدھم روشنی خارج ہوتی تھی۔ اس میں غور سے دیکھا جائے۔ تو گلی کے دونو سروں سے عورتیں اور مرد بھوتوں کی طرح دبی چال آتے اور راستہ میں ادھر ادھر چاروں طرف دیکھ کر اس اطمینان کے بعد کہ پولیس کا کوئی آدمی تو پاس نہیں ہے۔ جھٹ کسی گھر میں گھس جاتے تھے۔ لارڈ چارلس اور کپتان سٹانلے تھوڑی دیر اس نظارہ کو دیکھتے رہے۔ اور انہوں نے جلدی ہی اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ بحری سامان بیچنے والے اور اس کے ہمسایہ کباڑی کی دوکان حقیقت میں مال مسروقہ کی خرید کے دفتر ہیں۔ اور اسی لئے ان کا کام آدھی رات

سے بعد تک چلتا ہے۔

تھوڑی دیر اس نظارہ کو دیکھنے کے بعد دونو افسر آگے چلے اور انہوں نے کانسٹبل کی ہدایت کے بموجب قصداً اپنی چال میں شرابیوں کی طرح لڑکھڑاہٹ پیدا کر لی۔

شراب خانوں کے آس پاس بہت سی عورتیں اور مرد جمع تھے۔ کپتان سٹانلے نے قدرے بلند آواز سے ان کو سنا کر کہا "معلوم نہیں ہم کہاں سے کہاں آ نکلے"!

"مجھکو بھی اس کا حال معلوم نہیں" لارڈ چارلس نے شرابیوں کی طرح جھومتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے شراب کی آخری بوتل نے جو حال ہیں ختم کی گئی تھی۔ ہمارا یہ حال کر دیا۔"

"چلو کیا پرواہے"! سٹانلے نے صحیح رندانہ انداز سے کہا "آخر کہیں نہ کہیں تو پہنچ ہی جائیں گے۔"

اتنے میں چند عورتیں جنہوں نے ادنیٰ قسم کا بھڑکیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کے گرد جمع ہو گئی تھیں۔ مگر ان کے ساتھی مرد اس خیال سے پرے ہی رہے کہ یہ انہیں اچھی طرح دام میں پھنسا لیں۔

ایک بولی۔ "کیوں جی کیا ہمیں شراب نہ پلواؤ گے کیا؟"

دوسری کہنے لگی "ہمارے ساتھ چلو۔ گھر جا کر شراب منگائیں گے۔ اور مزا کریں گے"

دونو دوست سمجھ گئے کہ غالباً یہی وہ خاص نظارے ہیں۔ جن کا سپاہی نے اشارتاً ذکر کیا تھا۔ مگر وہ ہر قسم کے خطرات کے لئے آمادہ تھے۔ اس لئے بے تامل ان فاحشہ عورتوں کے ساتھ چلنے کو آمادہ ہو گئے۔ گو جانے سے پہلے تھوڑی دیر شرابیوں کی طرح بے مطلب کھڑے رہے آخر جب وہ روانہ ہوئے تو ان مردوں میں بھی جو شراب خانوں کے پاس جمع تھے۔ جنبش ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا ان میں سے بعض ان کے پیچھے ہو لئے۔ چلتے چلتے وہ گلی کے سرے پر ایک مکان کے آگے ٹھیرے جو باقی عمارات سے کشادہ اور بلند تھا۔ عورتوں میں سے ایک نے خاص طریقہ سے کنڈی ہلائی۔ مگر چونکہ دونو افسر حقیقت میں مخمور نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اس طریقہ کی اہمیت کو فوراً سمجھ لیا۔ ذرا سی دیر میں ایک عمر رسیدہ عورت جس نے کالے ریشم کی گون اور قرمزی فیتوں کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اور جس کی چھاتی پر ایک اصلی یا خاصی عمدہ مصنوعی سونے کی زنجیر لٹک رہی تھی۔ دروازہ کھولنے آئی۔ اس کا سرخ چہرہ اس وقت تیز شراب کے اثر سے اور بھی سرخ تھا۔ اور لبوں پر نشئی آدمیوں کی طرح ہلکا تبسم نظر آتا تھا

اس نے مردوں کو اندر آنے کے لئے کہا۔ اور اس کے بعد دبی آواز سے کہنے لگی۔"آپ لوگ ایک ہی کمرہ لیں گے یا الگ الگ ؟"

"پہلے ہم ملکر تھوڑی شراب اور پئیں گے۔" کپتان سٹانلے نے اس خیال سے کہا۔ کہ آتے ہی ایک دوسرے سے جدا ہونا ٹھیک نہ ہوگا۔

"جیسے آپ کی مرضی"۔ عورت نے جو اس گھر کی مہتمم تھی۔ کہا۔ اور وہ انہیں ایک کشادہ اور آراستہ عقبی کمرہ میں لے گئی۔

جوان عورتوں نے جو ساتھ آئی تھیں۔ ٹوپیاں اور شال اتار کر رکھ دیئے۔ اور کپتان سٹانلے نے شرابیوں کا انداز قائم رکھتے ہوئے دو پونڈ میز پر ڈال کر کہا۔"ان کی شراب منگاؤ۔" ایک ادھیڑ عمر کی نوکرانی گھر کی مالکن سے جو اسی کمرہ میں بیٹھ گئی تھی فرمائش پوچھنے کو حاضر ہوئی۔ اور حکم پاکر چلی گئی۔ چند منٹ بعد وہ شراب کی دو بوتلیں لیکر واپس آئی۔ اور تین شلنگ جو باقی بچے تھے۔ مائی بمبرج یعنی اس عمر رسیدہ عورت کو جو اس قحبہ خانہ کی مالک تھی دے دیے۔ اس نے یہ رقم بڑے اطمینان سے اپنی جیب میں رکھ لی۔ گلاس حاضر کئے گئے۔ مگر سٹانلے اور میریڈتھ نے اس وقت تک شراب کی ایک بوند نہیں پی۔ جب تک ساتھی عورتوں نے ایک ایک گلاس ختم نہیں کر لیا۔ اس کے بعد اس بات سے مطمئن ہو کر کہ شراب میں تیز نشہ لانے کی کوئی چیز ملی ہوئی نہیں ہے۔ انہوں نے بھی ظاہرداری کے لئے پینا اور مذاق کرنا شروع کیا۔

اس طرح آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ اور اب لارڈ چارلس اور کپتان سٹانلے کے دل میں خیال پیدا ہونے لگا کہ عنقریب کوئی ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے جس کی ہمارے دوست پاہی کو بھی امید نہ تھی۔ جس مقصد کو پیش نظر رکھ کر وہ اس خرافات خانہ میں آئے تھے۔ اس کے حصول کی سردست کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ مگر یکایک عورتوں میں سے ایک نے ایک بات ایسی کہی جس نے ان کے خیالات میں نئی تحریک پیدا کر دی۔

"شیری بہت مزیدار ہے" عورت نے کہا۔"کاش غریب ہارنے کو بھی اس کا ایک گلاس بھیج دیا جائے۔"

مائی بمبرج نے یہ الفاظ سنتے ہی اس عورت کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھا جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ اسے دو اجنبی شخصوں کے سامنے جو شاید مقدمہ لوریل کے حالات سے واقف ہوں یہ ذکر ناپسند تھا۔ مگر فوراً ہی مصنوعی تبسم پیدا کرکے کہنے لگی۔"جس شخص کا ذکر آیا میرا بھائی ہے غریب

ایک عرصہ سے بستر علالت پر پڑا ہے۔ آپ لوگ اجازت دیں تو میں اس شراب کا ایک گلاس اس کے لئے بھی او پر کی منزل پہنچا جاؤں۔"

"کیوں نہیں" لارڈ چارلس نے کامل رندانہ لاپروائی سے کہا "شوق سے لے جاؤ۔ ہم اور منگا لیں گے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے ایک وزنی بٹوہ نکال کر دو پونڈ اور میز پر ڈال دیئے۔ اور مائی ہمبرج خادمہ کو مناسب احکام دے کر شیری کا گلاس لیئے باہر نکلی۔ جس عورت نے بار نے کا نام لیا۔ اس کا مقصد در اصل یہ تھا۔ کہ مائی ہمبرج اس بہانہ باہر جا کر ان دو نو گرفتاران عیش کا زر و مال چھیننے کے ضروری انتظام کر آئے گی۔ اور ان کے دلوں میں کسی طرح کا شبہ پیدا نہ ہوگا مگر بدقسمتی سے اس موقعہ پر جس شخص کا نام اس کے منہ سے نکلا۔ اسی کی میریڈیتھ اور سٹانلے کو تلاش تھی۔ عورت کے صحیح عندیہ کو دونو بھانپ گئے تھے۔ مگر انہوں نے مسلمہ شرابیوں کا روپ اس خوبی سے اختیار کیا۔ اور اس موقعہ پر ایسی لاپروائی قائم رکھی کہ عورتوں کو ان کی صحیح حالت کا گمان تک نہیں ہوا۔ بار نے کا نام بہت صاف لہجہ میں لیا گیا تھا۔ علاوہ بریں یہ نام معمولی نہ تھا۔ اور اسی کی ان کو تلاش تھی۔ پس سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیز اس لئے کہ مائی ہمبرج کی نظر ملامت ان سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔ اور وہ اس کا بھی کامل یقین رکھتے تھے کہ شخص مذکور کسی ایسے ہی مقام خرافات میں مل سکتا ہے۔ دونو افسروں کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ آدمی وہی ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے۔ مگر اس شخص کا نام سننا اور بات تھی اور اس تک رسائی حاصل کرنا اور۔ کوٹھی خانہ میں کئی خطرناک بدمعاش جمع تھے۔ جن کے دلوں میں ذرا سی بے جا حرکت سے شبہات پیدا ہو سکتے تھے۔ پس اس موقعہ پر کامل حزم و احتیاط کی ضرورت تھی۔ زبردستی کا سوال خارج از بحث تھا۔ جو کچھ کرنا ہو۔ مکر و فریب ہی کے ذریعہ ہو سکتا تھا اس لئے وہ چپ رہے۔ مگر جتنی دیر مائی ہمبرج غیر حاضر تھی۔ سٹانلے اس کے ہر قدم کی آواز کو بغور سنتا رہا۔ گو اس کے رندانہ طرز عمل میں فرق نہیں آیا۔

اب رات زیادہ جا چکی تھی۔ اس لئے عورتوں نے بار بار سونے کا ذکر کیا۔ مگر سٹانلے اور میریڈیتھ اس کے لئے تیار نہ تھے۔ کیونکہ ایک دوسرے سے جدا ہونا انہیں کسی حال میں منظور نہ تھا۔ پس انہوں نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ اور شراب منگائی ہے۔ ذرا پی لیں تو آرام کریں گے چند منٹ کے عرصہ میں مائی ہمبرج واپس آ گئی۔ اور اس کے پیچھے وہ خادمہ بھی جو شراب لینے

گئی تھی۔ عورتوں نے تازہ بوتلیں کھول کر مردوں کے گلاس ان سے پر کئے۔ مگر اپنے گلاسوں میں پہلی شراب ہی ڈالی۔ اس سے وہ سمجھ گئے۔ کہ نئی شراب میں ضرور کچھ آمیزش ہے۔

انہیں چپ دیکھ کر ایک نے کہا۔ "کیوں اب پینے کیوں نہیں؟"

"مجھے پہلے ہی نشہ بہت ہے۔" سٹانلے نے ہچکی لیتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر بھی ایک گلاس تو اور لو۔ ورنہ منگانے کی کیا حاجت تھی؟"

سٹانلے نے ہاتھ بڑھایا۔ مگر شرابیوں کی طرح گلاس اٹھاتے وقت گرا دیا۔

"واہ! تمہاری اماں نے کیا پینا نہیں سکھایا تھا" عورت نے کہا۔ پھر لارڈ چارلس سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگی۔ "غالباً تم ایسے نکمے نہیں ہو۔"

"دیکھو آزماتا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ مگر گلاس اٹھا کر اس نے بھی بارانی کوٹ پر گرا دیا دونوں عورتوں نے زور کا قہقہہ لگایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی مسز ہمبرج کی طرف شکی نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"کیا اس وقت کوئی گویا مل سکتا ہے؟" سٹانلے نے شک مٹانے اور بات بنانے کی غرض سے کہا۔

"اتفاق سے گھر میں تین چار بھلے مانس موجود ہیں۔" مائی ہمبرج نے جواب دیا۔ "وہ بھی رت جگا کرنا چاہتے تھے۔ کہو تو ان کو بلا دوں۔ ان میں سے ایک دو خوب گاتے ہیں۔"

اتنا کہہ کر وہ رخصت ہوئی۔ اور اس کی غیر حاضری میں فاحشہ عورتیں دونوں افسروں کو کمرہ خواب میں چلنے کے لئے برابر اکساتی رہیں۔ مگر وہ اس بات کا تہیہ کر چکے تھے کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے رندانہ لاپروائی سے کہا۔ "ہم تو اب دن چڑھے ہی سوئیں گے"

دو منٹ کے عرصہ میں مائی ہمبرج ان چار "شریف آدمیوں" کو ساتھ لیکر واپس ہوئی جن کا اس نے ذکر کیا تھا۔ مگر سٹانلے اور میریڈیتھ نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بدمعاش ہیں جو شراب خانوں کے پاس زنانِ بازاری کی امداد و حمایت کے لئے کھڑے تھے۔ چاروں نے اپنے آپ کو متوالا ظاہر کرنا شروع کیا۔ اور آتے ہی ایک فحش گیت گانے لگے۔ عورتیں لارڈ چارلس اور سٹانلے کو تازہ شراب پینے کی تحریک کرتی رہیں۔ مگر انہوں نے کسی نہ کسی بہانے ٹال دیا لیکن جتنا زیادہ ان کی طرف سے انکار ہوا۔ اسی قدر عورتوں کے شبہات مضبوط ہوتے گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ حقیقت میں شرابی نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے محض دکھاوے

کے لئے اس طرح کا بھیس بنا رکھا ہے۔ افسر بھی محسوس کرتے تھے کہ ہمارا راز فاش ہوا جاتا ہے۔ مگر مجبور تھے۔

یکایک مسز ہبرج اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور کہنے لگی "اچھا تو اب اس شب بیداری کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ سب لوگ سو جاؤ۔ ورنہ کل مجھے تھانہ میں جواب دہی کرنی پڑے گی۔"

اب معاملات نے انتہائی صورت اختیار کر لی تھی۔ مگر لارڈ چارلس اور سٹانلے اچھی طرح محسوس کرتے تھے کہ ہماری سلامتی اکٹھا رہنے میں ہی ہے۔ اگر ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دونو کی خیر نہیں۔ کیونکہ دو کے مقابلہ میں چار بدمعاش تو موجود ہی تھے۔ بوقت ضرورت وہ اوروں کو بھی طلب کر سکتے تھے۔ دفعتاً سٹانلے کے دل میں ایک تجویز پیدا ہوئی۔ اس نے اپنا رومال قصداً لارڈ چارلس کے قدموں میں گرا دیا اور اسے اٹھانے کے بہانہ سے جھکا۔ تو آہستہ سے کہنے لگا "اگر ان لوگوں نے ہمیں لوٹنے کی کوشش کی تو کسی کی مزاحمت نہ کرنا"

مسز ہبرج بے قرار ہو رہی تھی۔ ایک بار پھر اس نے کہا "سنتے ہو اب سونے کا وقت ہو گیا۔"

"خیر تو اگر تم کو ہمارا بیٹھنا ناگوار ہے" سٹانلے نے ایک ایک لفظ پر ہچکی لیتے ہوئے کہا "تب ہم باقی رات شراب خانہ میں جا بسر کرتے ہیں۔"

"کیا خوب۔ یارو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔" چاروں بدمعاشوں نے کہا۔

سٹانلے اور لارڈ چارلس لڑکھڑاتے ہوئے کرسیوں سے اٹھے اور دروازہ کھول کر ناہموار قدموں سے چلتے باہر نکلے۔ عورتیں زنجیر کی طرح ان کے ساتھ تھیں۔ ڈیوڑھی میں پہنچے جہاں اندھیرا تھا۔ دونو افسروں نے محسوس کیا کہ بٹوے اور گھڑیاں اڑی جاتی ہیں۔ مگر انہوں نے بدمست شرابیوں کی طرح بے خبری ظاہر کی۔ آخر انہیں صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکال کر پھاٹک بند کر دیا گیا۔ اور عورتیں اور ان کے ساتھی سب وہیں رہ گئے۔

دونو افسر باہر نکلے تو معلوم ہوا شرابخانہ اور رہبر کی دوکان بند ہے۔ مگر اس کی انہیں پروا نہ تھی۔ کیونکہ وہ حقیقتاً وہاں نہ جانا چاہتے تھے۔ اب افق مشرق میں سپید صبح نمودار ہونے لگا تھا۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس اجالے میں دونو عورتوں کے سر بالاخانہ کی کھڑکیوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے عورتوں کو کچھ اشارے کئے۔ اور لڑکھڑاتے ہوئے منہ بشراب خانوں کے سامنے انداز حیرت سے ٹھیر گئے۔ اس کے بعد اس انداز سے

گویا شراب پینے کے لئے کوئی اور جگہ ڈھونڈنے جا رہے ہیں گلی سے باہر نکل گئے۔ مگر آخری نگاہ سے جو انہوں نے پیچھے کی طرف ڈالی یہی ظاہر ہوا کہ عورتیں اب تک ان کی طرف دیکھ رہی ہیں۔

گلی سے باہر نکل کر لارڈ چارلس میبر یڈتھ نے اپنے ساتھی سے کہا "اچھا اب بتاؤ کیا کرنا چاہتے ہو۔ میں اب تک تمہاری کارروائی کا سر پیر نہیں سمجھا۔"

"میں سب کچھ سمجھا دوں گا۔" سٹانلے نے جواب دیا۔ "مگر اتنا یاد رہے۔ ہمارے کام کا سب سے مشکل اور خطرناک حصہ ابھی باقی ہے۔"

"بتاؤ میں سنتا ہوں۔" لارڈ چارلس نے کہا۔ "مگر نقدی اور گھڑیاں کھو کر یہ سیر ہمیں مہنگی پڑے گی۔"

"ان کو حاصل کرنا تو اب خارج از بحث ہے۔" سٹانلے نے جواب دیا۔ "لیکن اگر ہم انہیں ضائع کر کے بھی ایک قاتل کو حوالہ انصاف کرنے میں کامیاب ہو گئے، تو سمجھنا چاہیے کہ گھاٹے کا سودا نہیں۔"

"مگر تمہاری وہ تجویز کیا ہے؟" لارڈ چارلس نے پوچھا۔ "کیا چل کر پولیس کو ساتھ لائیں؟"

"نہیں یہ کام ہم نے اپنے آپ شروع کیا تھا۔ اور اب اپنی ہی کوشش سے اسے پورا کریں گے۔" سٹانلے نے جواب دیا۔ پھر کہنے لگا "میبر یڈتھ مجھے پختہ یقین ہے کہ بدمعاش بارنے اسی مکان میں ٹھیرا ہوا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس کمرہ کے عین اوپر تھا جس میں ہم بیٹھے تھے کیونکہ مائی بمبرج اس کے لئے شراب کا گلاس لے گئی۔ تو میں نے اس کے قدموں کی چاپ سے سب حال معلوم کر لیا تھا۔ یہ واقفیت ہمارے حق میں نہایت مفید ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ ایک رات کے عرصہ میں ہم نے کچھ کم حالات دریافت نہیں کئے۔ اس کے ساتھ ہی میں چاہتا ہوں۔ کہ اس معاملہ کو آج ہی ختم کر دیا جائے۔ شاید۔ تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔ ادھر اس گلی میں آؤ۔ یہ اس گلی کے عین پیچھے ہے۔ جس سے ہم ابھی نکلے ہیں۔"

"مگر یہ تو بتاؤ اس آسانی سے نقدی اور گھڑیوں سے دست برداری کی کیا ضرورت تھی؟" لارڈ چارلس نے پوچھا۔

"آپ سمجھے نہیں۔ مائی بمبرج ان بدمعاشوں کو محض اس لئے لائی تھی۔ کہ جب ہم خوابگاہ کو جانے لگیں تو وہ حملہ کر کے سب زر و مال چھین لیں۔ اگر اس موقعہ پر ہماری طرف سے ذرا بھی مزاحمت ہوتی تو ثابت ہو جاتا کہ ہم شرابی نہیں ہیں۔ اس کے بعد جدوجہد میں ہماری کامیابی

یا ناکامی یکساں بے اثر ہوتی ۔ کیونکہ ہمارے خلاف ان کے شبہات کو تقویت ہو جاتی ۔ اور وہ سمجھ لیتے کہ ہم ضرور کسی خاص مقصد کے لئے اس مکان میں گئے تھے ۔ بلکہ عجب نہیں انہیں گمان ہوتا ۔ کہ ہم بارنے ہی کی تلاش میں آئے تھے ۔ جس صورت میں وہ یقیناً وہاں سے روپوش ہو جاتا ۔ لیکن حالات موجودہ ہم نے کسی طرح کا شبہ پیدا کئے بغیر سب حال جان لیا ہے ۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دو احمق شرابیوں سے واسطہ پڑ گیا تھا ۔ جنہیں ہم نے ہی کھول کر لوٹا ۔ اور چونکہ انہوں نے ہمیں گلی سے باہر جاتے بھی دیکھ لیا ہے ۔ اسی لئے اگر کوئی شبہ ان کے دل میں پیدا ہوا تھا تو اب وہ بھی باقی نہیں رہا ۔ فرمایئے نقدی اور گھڑیاں ضائع کر کے اتنی کامیابی جو ہم نے حاصل کی ۔ کچھ کم ہے ؟"

"مگر یہ تو کہو تمہیں اس کا یقین کیونکر ہوا ۔ کہ بارنے اوپر والے کمرہ میں ہی تھا ؟ اور کیوں بھلا ۔ مائی ہبرٹ وہاں گئی کس لئے تھی ؟" لارڈ چارلس نے پوچھا ۔

"میں اس کا اطمینان بخش جواب تو نہیں دے سکتا ۔ کیونکہ سب کچھ صرف قیاس پر مبنی ہے ۔ پھر بھی ایسے موقعوں پر قیاسات ہی سے مدد لینی پڑتی ہے ۔ میری رائے میں وہ تو محض یہ کہنے گئی تھی ۔ کہ دو بھلے مانس قابو آ گئے ہیں ۔ اور عنقریب ان پر ہاتھ صاف کیا جائے گا ۔ تمہاری امداد کی ضرورت پڑے تو تیار رہنا ۔ دوسری مرتبہ جب وہ ان بدمعاشوں کو طلب کرنے گئی ۔ تو سامنے والی نشستگاہ میں گئی تھی ۔ یہ بات بھی میں نے اس کے قدموں کی آواز سے معلوم کی تھی ۔"

"اچھا تو اب تمہارا مشورہ کیا ہے ؟" لارڈ چارلس میریڈتھ نے کہا

کپتان سٹانلے نے اپنی تجویز مختصر طور پر بیان کی جسے سن کر اس کا دوست فوراً عمل کے لئے تیار ہو گیا ۔

دونوں باتیں کرتے ہوئے اس گلی کے سرے پر پہنچ گئے تھے ۔ جو سابقہ گلی سے متوازی تھی ۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا ۔ کہ مائی ہبرٹ کے مکان کے عین پیچھے ایک موم بتی والے کی دوکان ہے ۔ سٹانلے نے اسے دیکھ کر اپنے دوست سے کہا ۔"یہ بات اور بھی مفید ہو گی ایسے لالچی آدمی کو چپکے سے پانچ پونڈ کا نوٹ دے دیا جائے ۔ تو وہ پچھلی رات جاگنے کی زحمت آسانی سے گوارا کر لیگا ۔"

"یہ تو ٹھیک ہے" لارڈ چارلس نے جواب دیا ۔ "مگر اس وقت پانچ پونڈ کا نوٹ پہ

کہاں؟ شاید تم بھول گئے کہ نقدی تو سب کی سب مائی ببرج کے مکان پر رہ گئی۔"

"نہیں حضرت ہوا ہی نہیں" سٹانلے نے جواب دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اندرونی کوٹ کی جیب سے پاکٹ بک نکال کر کھولی۔ تو اس میں بہت سے نوٹ رکھے ہوئے نظر آئے۔

وہ نو موسوم بتی والے کی دوکان کے پاس گئے۔ اور کنڈی ہلائی۔ تھوڑی دیر میں مالک دوکان نے بالائی کھڑکی کی راہ سے سر نکالا جس پاس وقت اس نے شب خوابی کی سوتی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اندھیرے میں وہ انہیں رندان بہت سمجھ کر شاید بدزبانی پر اتر آتا۔ مگر کپتان سٹانلے کے الفاظ اور بنک نوٹ کی کھرکھراہٹ سن کر رک گیا۔ کھڑکی سے ہٹ کر دروازہ پر آیا۔ تو بدن ڈھکنے کے لئے وہ ایک کپڑے پہن چکا تھا۔ وہ نو افسروں کو دوکان میں داخل کر کے کام پوچھا تو کپتان سٹانلے نے احتیاطاً دروازہ بند کر کے پانچ پونڈ کا نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر کہنے لگا۔ "دوست تم ہم سے بے ضرورت سوال پوچھو۔ ہم ایک کام میں تمہاری امداد چاہتے ہیں جس سے تمہیں معقول فائدہ ہوگا۔ مگر پہلے ہمیں مکان کی پچھلی کھڑکی سے دیکھنے دو۔"

دوکاندار عجیب [illegible] مگر ہوشیار اور ہر کام میں اپنے فائدہ کی صورت سوچنے والا آدمی تھا۔ کپتان سٹانلے کی باتوں سے پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ ضرور یہ لوگ بہت شرابی ہیں۔ [illegible] نوٹ ہاتھ میں لیکر اسے بغور دیکھنا شروع کیا کہ کہیں جعلی تو نہیں ہے۔ مگر جب کئی بار الٹ پلٹ کر دیکھنے سے بھی اس میں نقص دکھائی نہ دیا۔ تو اس کا رویہ پھر اخلاق آمیز ہو گیا۔ اور اس خیال سے کہ یہ لوگ کوئی بھی ہوں اگر مجھے ان سے فائدہ پہنچتا ہے۔ تو ان کی بات ماننے سے انکار نہ ہونا چاہئے۔ وہ انہیں دوکان کے عقبی حصہ میں لے آیا۔ کھڑکی بند تھی مگر اس کے اندر دل کی شکل کا ایک سوراخ بنا ہوا تھا جس کی راہ سے صبح کاذب کی روشنی اندر آنے لگی تھی۔ [illegible] ناظرین کو یاد ہوگا [illegible] اور کپتان سٹانلے اور اس کے دوست کو موجودہ خطرناک [illegible] شروع کئے ہوئے بہت وقت گزر چکا تھا۔ سٹانلے نے سوراخ کی راہ سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ ایک مختصر عقبی صحن کی حد پر پشت بہ دیوار [illegible] جس کے آگے مائی ببرج کے مکان کا نیا اور وسیع صحن واقع ہے۔ اس مکان کی عقبی کھڑکیاں سب بند تھیں جس سے اس بات کا اندازہ ہوتا تھا۔ کہ اس مکان کے [illegible] ذات کی [illegible] مطمئن ہو کر مزے کی نیند سو رہے ہیں۔

"میاں شاید کوئی بھی زینہ بھی ہے؟" سٹانلے نے دوکاندار سے پوچھا۔

وہ اس سوال پر حیرت سے چونکا۔ اور فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ لوگ ضرور کسی پاگل خانہ سے چھوٹ کر آرہے ہیں۔ سٹانلے اور اس کے دوست نے بھی اس کے خیالات کو سمجھ لیا۔ اور انہیں اس کی زود یقینی پر بے اختیار ہنسی آگئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی سٹانلے نے محسوس کیا۔ کہ کسی نہ کسی طرح اس کا اطمینان کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ کہنے لگا "میرے دوست غالباً تم بے خبر نہیں ہو کہ یہ مکان جو تمہیں سامنے نظر آتا ہے حقیقت میں ایک خرافات خانہ ہے۔ میں اور میرا دوست بدقسمتی سے وہاں جا پھنسے۔ اور ان لوگوں نے ہمارا سب زر و مال چھین لیا۔ اب خواہش یہ ہے کہ کسی طرح پھر اس مکان میں جا کر اپنی چیزیں واپس لیں۔ کیا تم اس کام میں ہماری امداد کر سکتے ہو؟"

"اگر آپ لوگوں کا مقصد یہی ہے۔ تو مجھے انکار نہیں۔" موم بتی والے نے جواب دیا۔ "مائی ہمبرج کے خلاف مجھے بہت عرصہ سے کینہ ہے۔ کیونکہ آج تک اس نے میری دوکان سے کبھی ایک پیسہ کی چیز نہیں لی۔ اس کے علاوہ اس کی وجہ سے ساری گلی بدنام ہے۔۔۔"

دوکاندار کے عجیب استدلال اور اس کے انوکھے انتقام سے افسروں کے لب پر پھر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔ مگر وقت دل لگی کا نہیں تھا۔ یہ اس کی امداد چاہتے تھے۔ اور وہ دینے کو تیار تھا۔ پس یہ اس کے ساتھ ہو لئے۔ وہ انہیں دروازہ کی راہ سے عقبی صحن میں لے گیا جہاں ایک چوبی زینہ رکھا ہوا تھا۔ کپتان اور لارڈ چارلس اس نشیب دیوار کو جو دو مکانوں میں حائل تھی پھاند کر دوسری طرف چلے گئے۔ مگر موم بتی والے نے ساتھ جانا خلاف مصلحت سمجھا۔ اور وہیں ٹھہر گیا۔ افسروں کے لئے امر تشویش یہ تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ مائی ہمبرج کے مکان کا کوئی آدمی ہماری نقل و حرکت دیکھ لے۔ کیونکہ پھر انہیں اپنی کوششوں کی ناکامی کا احتمال تھا۔ مگر بہت غور سے دیکھنے پر بھی مکان کی کوئی کھڑکی کھلی نظر نہ آئی۔ نہ کسی شخص کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی۔

دونوں نے ملکر چوبی زینہ کو مائی ہمبرج والے مکان کی دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اور کپتان سٹانلے دایاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالے کہ ضرورت پر بھرا ہوا پستول فوراً نکال لیا جائے۔ اس پر چڑھنے لگا۔ مگر لارڈ چارلس نیچے صحن ہی میں رہا۔ کھڑکی کے پاس جا کر جہاں میلے رنگ کا پردہ لٹک رہا تھا۔ کپتان نے دیکھا۔ جھلملی اندر سے بند نہیں۔ بڑی آہستگی سے پردہ کو ایک فٹ ہٹا کر اس نے جھلملی کو اتنا سرکایا کہ بآسانی اندر دیکھ سکتا تھا۔ کمرہ میں کھڑکی کے پاس ایک مرد کپڑے

پہنے چارپائی پر دراز تھا۔ اور پاس ہی ایک کرسی پر دو پستول رکھے ہوئے تھے۔ سونے والا بظاہر گہری نیند میں تھا لیکن مہری کے پردہ کی وجہ سے سٹانلے یہ نہ معلوم کر سکا کہ وہ کون ہے۔ وہیں زینہ پر کھڑے ہو کر اس نے کھلی کھڑکی کی راہ سے ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کرسی کو جس پر پستول رکھے ہوئے تھے اُٹھا لیا۔ پھر پستول اُٹھا کر انہیں جیب میں ڈال لیا۔ اور کرسی کو چپ چاپ وہیں رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے لارڈ چارلس میریڈتھ کو جو زینہ کے پاس فرش پر کھڑا تھا ہاتھ سے اوپر آنے کا اشارہ کیا۔

جب وہ آگیا تو جھلملی اور زیادہ کھول دی گئی۔ مگر سونے والا اب تک بے خبر سوتا رہا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شراب پی کر بدمست ہے۔ اب سٹانلے کھڑکی کی راہ سے کمرہ میں داخل ہوا۔ مگر بے احتیاطی سے پاؤں جو رسی میں اُلجھا تو کرسی پر گر پڑا۔ اس آواز کو سن کر سونے والا اس طرح اُٹھا جیسے بپھرا ہوا شیر ماند سے نکلتا ہے۔ سٹانلے نے اس کی طرف نظر بھر کر دیکھا تو معلوم ہوا سونے والا برکر ہی ہے جس کی انہیں تلاش تھی۔

آخر الذکر نے پستول اُٹھانے کے لئے کرسی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر جب اُسے خالی دیکھا تو منہ سے اس طرح کی چیخ نکلی جیسی بھیڑ کے چرکے کے منہ سے نکلا کرتی ہے۔ اتنے میں کپتان سٹانلے نے اپنا بھرا ہوا پستول ہاتھ میں لیکر اس کے سر کی طرف تان لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کہا "ہار مان لو۔ ورنہ جان سے مار دوں گا۔" کوئی اور ہوتا تو شاید مجبور ہو کر ہاتھ اُٹھا لیتا۔ مگر برکر نے وحشی درندہ کی طرح سٹانلے پر جست کی۔ اور اسے فرش زمین پر گرا کر وہی پستول اسکے ہاتھ سے چھین لیا۔ لیکن عین اس وقت جب وہ دشمن پر فیر کرنے کو تیار تھا کسی نے پیچھے سے آ کر اس کا اُٹھا ہوا بازو زنبور کی طرح پکڑ لیا۔ اور پستول چھین کر اس کو فرش زمین پر گرا دیا۔ یہ کام چند ثانیہ کے عرصہ میں ہو گیا۔ اور غالباً یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا کہ جس شخص نے اس طرح بروقت امداد دی وہ لارڈ چارلس میریڈتھ کے سوا کوئی اور نہ تھا۔

برکر کو فرش زمین پر گرا کر چارلس نے اُس کی چھاتی پر گھٹنا ٹیک دیا۔ اور ایک بار پھر کہا کہ اگر تم نے ہار نہ مانی تو یقیناً ہلاک کر دیے جاؤ گے۔ مگر برکر ایسے مسلمہ بدمعاش اور مستقل مزاج شخص سے ہار منوانا سہل نہ تھا۔ شیر کی طاقت سے کام لیکر اس نے میریڈتھ کو پرے پھینک دیا اور اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہو رہا تھا کہ سٹانلے پھر ایک بار اس پر حملہ آور ہوا۔ برکر نے اسے بھی پسپا کر دیا۔ اور خالی کرسی اُٹھا کر بڑے زور سے لارڈ چارلس کے سر پر ماری۔ خوش قسمتی سے

وار سر کی بجائے شانہ پر ہوا۔ مگر چوٹ اس زور کی تھی کہ چارلس جیسا قوی ہیکل آدمی بھی لڑکھڑا گیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے تو اس کے دل میں خیال آیا۔ شاید میرا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ اس عرصہ میں برکر اکیلا اور نہتا دو آدمیوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جو اگر چاہتے تو بڑی آسانی سے ایک تیز میں اسکی زندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے۔ مگر انہیں اس حالت کے سوا کہ خود اپنی جانیں خطرہ میں ہیں اسے جلاد کی رسی سے بچانا منظور نہ تھا۔ ادھر برکر بھی کسی کو امداد کے لئے بلانے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ ڈرتا تھا محلہ بھر میں شور مچ جائے گا۔ اور ہر طرح کے لوگ جمع ہو جائیں گے۔ البتہ میریڈیتھ پر کرسی کا وار کر کے اسے ایک ثانیہ کی مہلت جو ملی تو اس رسی کو جو دیوار سے لگی ہوئی اور چھت میں سے گذرتی تھی بڑے زور سے کھینچا جس سے گھنٹی کی آواز گھر کے ہر حصہ میں پھیل گئی۔

اس کے بعد وہ بند دروازہ کو کھول کر فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا کہ سٹانلے نے آگے بڑھ کر پھر وار کیا اور اس کے ساتھ ہی کہا "اب مزاحمت بے سود ہے۔ ہم تمہیں بچ کر نہ جانے دیں گے۔" اتنے میں میریڈیتھ بھی سنبھل گیا تھا۔ اس نے اس کا دوسرا بازو پکڑ لیا۔

اس موقعہ پر برکر نے جو خوفناک جدوجہد کی اور اس کے چہرہ پر وحشیانہ تندی کے جو آثار نمودار ہوئے ان کی تفصیل لاحاصل ہوگی۔ اس نے جنگلی جانور کی طرح اپنے حملہ آوروں کو کاٹنے کی کوشش کی اور پاؤں کے ٹھڈے بھی مارے۔ خوش قسمتی سے اس کے پاؤں ننگے تھے ورنہ روزمرہ کے بھاری بوٹ پہنے ہوتا۔ تو یقیناً دونوں افسروں کی ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دیتا گھنٹی کا شور اور جدوجہد کی آواز سن کر مائی لمبرج کے مکان میں ہر طرف کھلبلی پیدا ہو گئی تھی کئی آدمیوں کے دوڑ کر آنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور تھوڑی دیر میں وہ چاروں بدمعاش بھی جنہیں یہ لوگ اس سے پہلے دیکھ چکے تھے۔ دروازہ کھول کر گھس آئے۔ قدرتی طور پر انہوں نے آتے ہی دونوں افسروں کو مغلوب کر کے حراست میں لے لیا۔ اوران کے لئے اب اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ کہ پوری طاقت سے مدد کے لئے شور مچائیں۔ انہوں نے ہاتھ چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر دشمن طاقتور تھے۔ اس لئے ناکام رہے۔

برکر نے مہلت کو غنیمت سمجھا اور بھاگنے کی نیت سے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ مگر موم بتی والے کو صحن میں کھڑا دیکھ کر اس خیال سے رُک گیا کہ شاید اس طرف میری گرفتاری کا سامان کیا گیا ہے۔ اُلٹے پاؤں واپس ہو کر وہ صدر دروازہ کی طرف دوڑا۔ کیونکہ محلہ داروں کے جاگنے

سے پہلے بچ کر نکل جانا چاہتا تھا۔ جوتا، ٹوپی اور ڈنڈا ہاتھ میں لیئے وہ اندھا دھند بھاگا۔ کئی نیم برہنہ عورتیں شور سن کر سیڑھیوں پر چڑھ رہی تھیں۔ اور مائی ببرج بھی خوابگاہ سے باہر نکل آئی تھی۔ مگر یہ کرسٹن سانڈ کی طرح بے تحاشا دوڑتا عورتوں کو رستہ سے ہٹاتا مائی ببرج کو ایک طرف گرا کر دروازہ کھول باہر نکل گیا۔ گلی ویران تھی۔ اس لیئے کوئی اس کا مزاحم نہ ہوا۔ مگر جب وہ شرابخانہ کے پاس پہنچا تو اتفاقاً پولیس کے دو آدمی ایک کوچہ بندی سے نکل آئے انہوں نے جھٹ پکڑ کر اپنی آہنی گرفت میں لے لیا۔ مزاحمت کرنے پر انہوں نے دو چار ڈنڈے اس زور سے رسید کیئے کہ وہ بے بس ہو گیا۔

اتنے میں کپتان سٹانلے اور لارڈ چارلس میریڈتھ بھی بڑی جدوجہد کے بعد بدمعاشوں کے پنجہ سے چھوٹ کر زخمی اور لہولہان اسی مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں پر کرسٹن زیر حراست تھا۔ اسے پولیس کے قابو میں دیکھ کر انہیں اپنی تکلیفیں بھول گئیں۔ اور اس بات سے اطمینان ہوا کہ ہماری کوششیں بیکار نہ گئیں۔ اور جس کی تلاش تھی وہ آخر کار پولیس کی حراست میں آ گیا۔

باب ۵۰

بند دروازہ

عام حالات میں کرسچن اسٹنن اس ملازمت سے برطرف ہو کر جو اسے ارل آف بیسلز کے ادبی خبط وجنون کی بدولت حاصل ہوئی تھی اپنے دیرینہ محسن ریڈکلف سے مشورہ کرنے جاتا۔ مگر آخر الذکر سیٹن راڈلے کے مقدمہ کی پیروی کو لورپول گیا ہوا تھا۔ اس لیئے ارل کے مکان سے رخصت ہو کر وہ سیدھا کرسٹینا کے پاس گیا۔ اور اس سے سب حالات بیان کیئے۔ اس موقعہ پر اس نے اسابیلا ونسنٹ کی جدائی پر جو رنج والم ظاہر کیا۔ پھر اس سے اپنی بے پایاں محبت کا جس پیرایہ میں ذکر کیا اور بہن کے روبرو جن پر جوش لفظوں میں کہا کہ اس نازنین سے جدا ہو کر میرا جینا محال ہے۔ اس سے کرسٹینا کو بھائی کے حالات سے قطع نظر خود اپنے محسوسات کا بہت کچھ علم ہو گیا۔ اور اس کے دل میں ذرا بھی شک وشبہ نہ رہا کہ مجھے بھی لارڈ اکٹیوین میریڈتھ سے ایسا ہی عشق ہے۔ بہرحال اس نے اپنا راز چھپاتے ہوئے بھائی کو حتے الامکان تسلی دی اور اسکی محبت کا ذکر نہایت امید افزا پیرایہ میں کیا۔ حالانکہ اپنے عشق بے ثمر کی طرح اسے

بھائی کی محبت کا انجام بھی تاریک نظر آتا تھا۔ کیونکہ اسکی بعید ترین امید نہ ہو سکتی تھی۔ کہ ارل آف فیلڈ ایسا امیر اپنی نواسی کی شادی ایک ایسے نوجوان سے کرنا منظور کرے گا جو اپنی روزی آپ کمانے پر مجبور رہے۔ اور جس کا عملی طور پر کوئی مستقبل نہیں۔

پھر بھی جیسا بیان کیا گیا ہے۔ کرسٹینا نے جہاں تک ممکن تھا۔ بھائی کی دلجوئی کی۔ بہن کے تشفی آمیز کلمات سن کر سجن کا نخل تمنا پھر ہرا ہو گیا۔ اور وہ خوش خوش رخصت ہوا۔ کنسنگٹن میں اپنے مکان کی طرف جاتے ہوئے اس نے صدہا زریں خواب دیکھے۔ جنہیں صرف نوجوان عشاق ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اور مستقبل کی نسبت کئی طرح کے ارادے کئے۔ دل سے کہہ رہا تھا:۔

"کسے معلوم قسمت میں کیا لکھا ہے۔ اگر فضل خدا شامل حال ہے تو کوئی بات ناممکن نہیں ہو سکتی۔ مجھ سے زیادہ غریب۔ زیادہ مایوس۔ زیادہ سیاہ بخت آدمیوں نے امداد ایزدی سے کامیابی حاصل کی ہے۔ کاش اسابیلا سے ایک آخری ملاقات اور ہو جائے۔ کہ ہم اپنے پیمان وفا کو زیادہ مضبوط کر سکیں۔ اس کے بعد میرا اضطراب سکون میں بدل جائے گا۔ اور میں زیادہ محنت و جانکاہی سے تلاش روزگار کر سکوں گا۔ بصورت موجودہ حیران ہوں کہ کیا کروں کوئی فیصلہ کن خیال پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی مکمل تجویز سمجھ میں نہیں آتی۔ آہ۔ اگر ایک بار پھر اس سے ملنا ہو جائے۔ اور وہ اپنے دہن شیریں سے اس بات کا وعدہ کرے کہ کوئی جبر۔ کوئی ترغیب اسے راہ وفا سے منحرف نہ کر سکے گی۔ تو میری راحت ہر لحاظ سے مکمل ہو گی۔ پھر میں امید واثق کو دل میں لیکر دنیا کی مشکلات کا زیادہ استقلال سے مقابلہ کر سکوں گا۔ پھر میرے لئے اپنا مستقبل ڈھالنے میں کسی دقت کا سامنا نہ ہو گا۔ کیا عجب وہ وقت جلد ہی آجائے۔ جب میں اسابیلا سے شادی کرنے کے لائق ہو سکوں۔ ہماری ضروریات محدود ہوں گی۔ دیہات میں ایک چھوٹا سا مکان بھی ہمارے لئے کافی ہو گا۔ اور اس کی ظاہری صورت کتنی ہی ادنے ہو۔ ہماری سچی محبت کا نور اسے شاندار محلات سے زیادہ خوشنما بنا دے گا۔ اور اس کے باہر اگے ہوئے پھول حقیقی عشق کی تمازت سے نظر فریب خوشنمائی حاصل کریں گے۔ اس ادنے جھونپڑے میں رہ کر ہم بادشاہوں سے زیادہ خوشی کی زندگی بسر کرینگے۔ اور میں اپنی لازوال محبت سے کبھی اسابیلا کے دل میں اس بات کا افسوس نہ پیدا ہونے دوں گا۔ کہ میری وجہ سے اس کو اپنے ماموں کی عظیم الشان عمارت چھوڑ کر مجھ غریب کے جھونپڑے میں سکونت کرنی پڑی۔"

اس قسم کے خیالات جو حقیقت میں ایک خواب غریب سے زیادہ حیثیت نہ رکھتے

تھے۔ کرسچن کے دل میں کیف مسرت پیدا کر رہے تھے۔ مگر ان تمام امیدوں اور آرزوؤں کی تہ میں حقیقی بنیادی سوال اسابیلا سے الوداعی ملاقات کرنے کا تھا۔ اس فکر میں اس نے نئی ملازمت کے لئے بھی جدوجہد نہیں کی۔ اور نہ سردست اس مکان کو ترک کرنا ہی ضروری سمجھا۔ جو اس نے ارل آف لیسلز کے مکان کے پاس کرایہ پر لے رکھا تھا۔ اس کے پاس گذارہ کے لئے کافی زر نقد تھا۔ اور چونکہ عمدہ اور صاف ستھرا لباس پہننے کے سوا اسے فضول خرچی کی کوئی عادت نہ تھی۔ اس لئے موجودہ روپیہ کی مدد سے کافی مدت تک گذارہ چل سکتا تھا۔ لیکن سب سے دقت طلب سوال اسابیلا سے ملاقات کرنے کا تھا۔ ارل کی ملازمت ترک کرنے کے بعد کئی روز وہ اس فکر میں رہا۔ کہ اسابیلا سے ملنے کی کیا صورت ہو۔ بارہا اس نے لارڈ آسمنڈ کی امداد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جس کی نسبت اسے معلوم تھا کہ وہ ہمارے عشق کا مزاحم نہیں ہے۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے اس ارادہ کو عملی صورت نہ دی جا سکی۔

اس اثنا میں ارل آف لیسلز کے مکان پر بیگم ایتھل اور لارڈ آسمنڈ اپنے ناجائز عشق میں زیادہ حزم و احتیاط سے کام لینے لگے تھے۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہیں ارل کے شکوک خفتہ پھر بیدار نہ ہو جائیں۔ اس کے باوجود ایتھل اب تک محل کے اسی جدا حصہ میں رہتی تھی۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور کسی نہ کسی بہانے ارل سے دور ہی دور رہی۔ لارڈ آسمنڈ کو کرسچن کے جانے کا سخت افسوس تھا۔ کیونکہ اس کے ہوتے ارل کی توجہ اور معاملات پر لگی رہتی تھی۔ اور وہ ان کے عشق کی رفتار سے بالکل بے خبر تھا۔ علاوہ بریں اسابیلا کے کرسچن کے ساتھ رہنے سے انہیں خلوت کے زیادہ موقعے مل سکتے تھے۔ مگر اب کرسچن کی رخصت کے بعد کم و بیش ہر وقت ایتھل کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اور لارڈ آسمنڈ کو مجبوراً اپنا وقت تنہائی میں بسر کرنا پڑتا تھا۔

رہ گئے ارل۔ کئی روز تک تو وہ پیش آمدہ واقعات سے اتنے متوحش رہے کہ حیران تھے کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ یہ بات ان پر اچھی طرح واضح ہو چکی تھی۔ کہ ان کے بیٹے اور نواسی میں نہ عشق اور نہ شادی کا امکان ہے۔ بلکہ عجب نہ تھا کہ کرسچن اور اسابیلا بہت عرصہ پہلے سے اسی طرح چھپ چھپ کر ملتے رہے ہوں جس صورت میں آسمنڈ اور ایتھل کا وقت ایک دوسرے کی صحبت میں بسر ہوا کرتا ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی ارل کے دل میں پھر جوش رقابت کی آتش مشتعل ہونے لگی۔ مگر کچھ شرم اور کچھ تمکنت سے وہ اپنے خادم خاص میک بیریر سے اس کا ذکر کرنے سے باز رہے۔ اور نہ انہوں نے اس تمام کا کوئی فیصلہ کن ارادہ ہی کیا کہ بیٹے کو سابق

کی طرح پھر اپنے مکان سے نکال دیں۔

یہ حالت بہت دن رہی۔ مگر آخرکار لارڈ آسمنڈ نے معاملات کی موجودہ صورت میں اصلاح کا پختہ ارادہ کرلیا۔ ناجائز عشق کا جوش انسان کو اندھا بنا دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس احتیاط میں جو اب تک قائم تھی کمی ہوئی۔ اور اسابیلا کی موجودگی سے ایجل کی جدائی شاق ہونے لگی۔ اس نے میک پیں سے ملکر چیف سوالات پوچھے مگر وہاں سے اتنا ہی جواب ملا کہ حضرت ارل واقعات حال کی نسبت بالکل خاموش ہیں۔

کرسچن کی موقوفی کے قریباً دس دن بعد لارڈ آسمنڈ اس کے مکان پر گیا۔ کرسچن بھی اسابیلا سے الوداعی ملاقات کے لئے اسکی امداد حاصل کرنے کا ارادہ کرچکا تھا۔ مگر ہر بار اس خیال سے رک جاتا تھا کہ ایسا نہ ہو میری درخواست کو غیر واجب بے باکی پر محمول کیا جائے۔ مگر اب جس وقت اس نے خود لارڈ آسمنڈ کو اپنے مکان پر آتے دیکھا تو اس کا چہرہ شگفتہ ہو گیا۔

"کہئے کیا اب تک کسی نئے روزگار کی صورت پیدا نہیں ہوئی؟" ایڈولفس نے کرسچن سے دوستانہ مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا عرض کروں" کرسچن نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔ "روزگار تو بہت ہیں۔ مگر اس جگہ کو ترک کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔"

"خوب۔ تو کیا اسابیلا سے پھر ملنے کی آرزو ہے؟ ... ایسا ہونا باعث حیرت نہیں بلکہ قدرتی سمجھنا چاہیئے۔"

"مائی لارڈ ایک بار ذرا سی دیر کے لئے اس سے ملنے کی صورت پیدا ہو جائے۔ تو میں سمجھوں گا سعادت دارین حاصل ہو گئی۔"

" یہ کام بہت مشکل نہیں عنقریب اس کا کچھ نہ کچھ انتظام کر دیا جائے گا۔ کیوں بھلا میری تحریر پر تم آج رات یا کل کسی وقت چھپ کر وہاں آسکتے ہو؟"

کرسچن تھوڑی دیر چپ رہا جس جگہ سے اسکو صاف اور واضح لفظوں میں موقوف کیا گیا تھا۔ وہاں چھپ کر جانا اس کے نزدیک اصول راستی کے خلاف تھا۔ مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ اگر ارل کے خلاف منشا ان کی نواسی سے ملنے میں ہرج نہیں تو اس غرض سے ان کے مکان پر چھپ کر جانا کیونکر قابل اعتراض ہو سکتا ہے؟ عشق و ایمان کی جد و جہد میں آخر اول ہی غالب رہا۔ اور وہ کہنے لگا "اگر آپ کی رائے میں مس ونسنٹ سے ملنے کی کوئی صورت ممکن ہے۔ تو

فرمایئے۔ میں اس کے لئے ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ مگر سب سے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ خود اُسے تو کچھ اعتراض نہ ہوگا؟"

"کرسچن اسے تم سے عشق ہے۔ اور میرے نزدیک تمہارے سوال کا اتنا ہی جواب کافی ہے بس تم میرے رقعہ کا انتظار کرنا۔ میں تمہاری ملاقات کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا کروں گا جانے سے پہلے میں ایک لفظ اور کہنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے اپنا سچا دوست اور محب سمجھو۔ بلکہ ضرورت ہو تو مجھے نقد امداد سے بھی دریغ نہ ہوگا۔"

کرسچن نے اس عنایت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا "سردست میں آپ کو اس بارہ میں تکلیف دینا نہیں چاہتا۔" اس کے بعد ایڈولفس رخصت ہوا اور کرسچن پھر ایک بار خوش آئند امیدوں کے خواب دیکھنے لگا۔

اس رات ۸ اور ۹ بجے کے درمیان ارل اور کونٹس آف لیسلز۔ لارڈ آسمنڈ اور اسابیلا کمرہ نشست میں بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔ اسابیلا بہت اداس تھی۔ گو بظاہر اپنی ذہنی حالت کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کیونکہ ماموں کو ناراض کرنا اُسے بہرطور منظور نہ تھا۔ ایتھل اپنے بڈھے شوہر سے محبت کی باتیں کرتی اور ایڈولفس سے آنکھ بچاتی تھی۔ خود لارڈ آسمنڈ بظاہر اطمینان سے گفتگو کرتا تھا۔ اور چونکہ ارل نے معمول سے زیادہ شراب پی رکھی تھی۔ اس لئے اس کا رویہ بھی معمول سے زیادہ بے تکلفانہ تھا۔

یکایک لارڈ آسمنڈ نے کہا "کیوں ابا جان آپ کے خود نوشت سوانحمری کی تیاری اب کس منزل میں ہے؟"

"ایڈولفس وہ کام تو اب بالکل رکا پڑا ہے۔" ارل نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔ پھر اسابیلا کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "ناگوار واقعات کا ذکر ہمیشہ ناگوار ہوتا ہے۔ مگر یہ امر واقعہ ہے کہ اس نوجوان کی موقوفی سے میرا دایاں ہاتھ بالکل معطل ہوگیا۔ مضمون لکھانا سہل تھا۔ مگر خود لکھنا۔ یہ بہت دشوار ہے خصوصاً اس لئے کہ خیالات کا ہجوم.. کس چیز سے تشبیہہ دوں؟.. مست ہاتھیوں کی طرح بڑھا چلا آتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں میرے قلم کی رفتار۔ یہ تو لنگڑے ٹٹو کی چال سے بھی کم ہے۔"

"ابا جان" ایڈولفس نے اتنے دبے ہوئے لہجہ میں کہ جس کی آواز اسابیلا کو سنائی نہ دے سکتی تھی۔ کہا۔ "اس نوجوان کو ذرا سی بات کے لئے موقوف کرنا واقعی دور اندیشی سے بعید تھا..."

"بس ایڈولفس۔ میں اسکی سفارش نہیں سن سکتا۔" ارل نے تیز لہجہ میں کہا "کام مکمل ہو یا نہ ہو اس بدبخت کو دوبارہ یہاں آنے کی اجازت دینا مجھے منظور نہیں!"

"بے شک ہم اسے دوبارہ آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔" لارڈ آسمنڈ نے یہ دیکھ کر کہ اب کرسچن کی دال گلنا بہت مشکل ہے۔ فوراً تسلیم کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا "لیکن یہ بھی تو نامناسب ہے۔ کہ لوگوں کو ایسی عظیم الشان تصنیف کے لئے جس کے مطالعہ کو وہ عرصہ دراز سے بے قرار ہیں۔ غیر معین زمانہ تک منتظر رکھا جائے۔ اجازت ہو تو میں کسی دوسرے محرر کا انتظام کردوں۔ یا اگر آپ اجازت دیں"۔ اس نے باپ کو خوش کرنے کی نیت سے کہا "تو میں خود ایک دو گھنٹے فرصت نکال کر اس کام میں مدد دے سکتا ہوں۔"

"مگر تمہارے پاس اس کی فرصت ہے؟" ارل نے بیٹے کی تجویز سن کر پرشوق انداز سے پوچھا۔

"فرصت ہو یا نہ ہو۔ آپ کا کام مقدم ہے۔ اور اس کے لئے فرصت پیدا کی جا سکتی ہے" لارڈ آسمنڈ نے جلدی سے کہا "میں اگر آپ اجازت دیں۔ تو کل صبح سے کام شروع کر دیا جائے گا۔"

"بہت اچھا ہم کل سے کام شروع کر دینگے۔" ارل نے اس خیال سے خوش ہو کر کہا کہ بیٹے کو میری تصنیف سے اتنی گہری دلچسپی ہے "میں ابھی کتب خانہ میں جا کر ایک دو گھنٹے چند ایسے واقعات اختراع کرتا۔۔۔ اسے تو یہ سوچتا ہوں جن کی بنا پر کل کا مسودہ تیار کیا جائے گا۔"

"آپ تشریف لے جائیے۔" لارڈ آسمنڈ نے جلدی سے کہا "میں خود اس کام میں حصہ لینے کے لئے بے قرار ہوں۔۔۔ ہاں مگر اس وقت چونکہ مکان میں اس ہے۔ اور باغ کی سیر خوشگوار ہوگی اس لئے میں جا کر خواتین کو باغ کی سیر کرا لاتا ہوں۔"

ارل آف لیسلز پہلی تجویز سے بہت خوش ہوا تھا۔ مگر تیمہ سن کر اس کے چہرہ پر سیاہی چھا گئی۔ کیونکہ وہ ان شب گشتوں کو دل سے ناپسند کرتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب خیال آیا کہ اسابیلا ایڈولفس اور ایتھل کے ساتھ رہیگی تو اس نے کسی طرح کا اعتراض نہ کیا۔ اور کل کے مسودہ کے لئے کوئی نیا طومار سوچنے کتب خانہ کی طرف چلا گیا۔

اسابیلا اور بیگم ایتھل نے گھنٹی بجا کر خادمہ کو شال لانے کا حکم دیا۔ اور لارڈ آسمنڈ نے زینہ کی راہ سے اتر کر میک پیس کو تلاش کیا۔ اور رستے اشارہ سے کوئی بات سمجھا کر پھر دونوں عورتوں کے پاس آگیا۔ اس کے بعد تینوں باغ کی سیر کے لئے چلے۔

چونکہ اس واقعہ کے بعد جس کی بدولت غریب کرسپن کو ملازمت سے برطرف ہونا پڑا تھا۔ باغ کی سیر کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور ایڈولفس نے اس سے پیشتر اس احتیاط کو جو وہ سب کے سامنے ایتھل کے متعلق برتا کرتا تھا کبھی ہاتھ سے نہ دیا تھا۔ اس لئے بیگم سمجھ گئی کہ آج ضرور کوئی خاص بات ان کے پیش نظر ہے۔ چونکہ ایڈولفس کو دن میں ایتھل سے الگ ملنے کا موقعہ نہ ہوا تھا اس لئے وہ اپنی تجویز اس کے روبرو بیان نہیں کر سکا تھا۔ اور وہ اس کے ارادوں سے بے خبر ہی دوسری طرف اسابیلا اپنی فطری معصومیت کی وجہ سے ان چالوں کو بالکل سمجھتی ہی نہ تھی۔ اور اسے گمان تک نہ تھا۔ کہ اس سیر کی تہ میں کوئی مدعائے خاص کام کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے بھائی کا بایاں بازو پکڑ لیا۔ اور بیگم نے دایاں۔ رات نکھری ہوئی اور صاف تھی۔ اس لئے ایتھل اور ایڈولفس کو آنکھوں آنکھوں میں اشاروں کا موقعہ مل گیا۔ اور اسابیلا اپنے تفکرات میں غرق چپ چاپ ان کے ساتھ چلتی رہی۔

اس چار دیواری کے ایک کونے میں جو باغ کے گرد بنی ہوئی تھی۔ ایک چھوٹا سا دروازہ ہمیشہ بند رہا کرتا تھا دروازے سے آگے پھلواری کی کیاریاں تھیں۔ اور اس وقت آمنڈا ان دونو کو ساتھ لئے انہی کی طرف جا رہا تھا۔ پہلے ان میں بہت کم گفتگو ہوئی۔ کیونکہ اسابیلا جیسا بیان کیا گیا ہے خاموش تھی۔ اور ایڈولفس اور ایتھل ایک دوسرے کا ہاتھ دبا کر یا نظر محبت کے تبادلہ سے ہی اتنا حظ اٹھا رہے تھے۔ کہ ان سرسری معاملات پر جن کا ذکر وہ اسابیلا کی موجودگی میں کرتے۔ جو ان کی ناجائز محبت سے بالکل بے خبر تھی۔ اظہار خیالات کی ضرورت نہ تھی۔ تاروں کی روشنی میں جو درختوں کی پتیوں سے چھن کر آ رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے کی صورت اور آنکھوں کی حرکت دیکھ کر ہی خوش ہو رہے تھے۔

لیکن آخر جب یہ طویل خاموشی ناگوار ہونے لگی۔ تو ایڈولفس نے اسابیلا سے مخاطب ہو کر کہا "کیوں بہن اتنی افسردہ کیوں ہو؟ دیکھو ہم دونو کیسے خوش ہیں۔ اس میں شک نہیں تمہیں رنج پہنچا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں تم سے دلی ہمدردی بھی ہے۔۔۔"

"جس کا اظہار میں اس سے پہلے کئی بار کر چکی ہوں"۔ بیگم ایتھل نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"مگر ضرورت نہ صرف زبانی ہمدردی کی نہیں"۔ لارڈ آمنڈا نے کہا۔ کیونکہ اسرت اس رنج کی تلافی نا ممکن ہے۔ جو والدہ کے فوری فوت ہو جانے سے ہوا ہے۔ مگر ضرورت عملی امداد کی ہے۔ کیونکہ واقعہ

میں کرسچن اینسٹن ایک قابل تعریف نوجوان ہے... کیوں اسابیلا روتی کیوں ہو؟"

"شاید اسے تمہاری گفتگو سے رنج ہوا ہے" کونٹس نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا۔

"بیلا تمہیں افسردہ دیکھ کر میرا دل پاش پاش ہوتا ہے" ایڈولفس نے کہا "سچ جانو میرا مقصد تمہیں آزردہ کرنا نہیں بلکہ تمہارے لئے سچی خوشی کا سامان پیدا کرنا ہے..."

"بھائی کیا کہتے ہو!" نازنین نے حیرت زدہ اور مضطرب ہو کر پوچھا۔ اس وقت اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا "میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھی"

"بہن میرا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ یہیں آس پاس وہ آدمی موجود ہے۔ جس سے مل کر تمہیں بہت خوشی ہو گی..."

یہ الفاظ لارڈ آسمنڈ کے منہ سے اس وقت نکلے تھے۔ جب تینوں اس روش کے سرے پر پہنچ گئے۔ جس کے خاتمہ پر بند دروازہ واقع تھا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کے دوسری جانب کنجی کی حرکت سنائی دی۔ دروازہ کھلا اور اسابیلا کے منہ سے یہ دیکھ کر بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کہ سامنے اس کا پیارا کرسچن اینسٹن کھڑا ہے!

"میں تمہیں آدھ گھنٹہ ملاقات کی اجازت دیتا ہوں" لارڈ آسمنڈ نے کہا۔ اور اس کے بعد وہ کونٹس کو ساتھ لیکر ایک طرف چلا گیا۔

کرسچن کو خلاف توقع دیکھ کر اسابیلا اتنی مغلوب ہوئی۔ کہ بے اختیار اس کے بازوؤں میں گر گئی۔ اس نے اسے چھاتی سے لگا کر پیار کیا۔ اور تشفی آمیز کلمات کہے۔ پھر کہنے لگا "مجھے تم سے ایک آخری ملاقات کی آرزو تھی۔ جو شکر ہے کہ لارڈ آسمنڈ کی عنایت سے پوری ہوئی۔ انہی نے ذرا دیر پیشتر اس دروازہ کی کنجی اور اس کے ساتھ ایک خط بھیجا تھا۔ کہ فلاں رستہ سے اس جگہ پہنچ جانا" اسے معلوم نہ تھا۔ کہ رقعہ اور کنجی کون اس کے مکان پر چھوڑ گیا۔ مگر ناظرین کی واقفیت کے لئے ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص ہال کے خادم خاص میک پیس کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔

اب کرسچن اور اسابیلا کو جو خوشی ہوئی۔ اور جس دلی جوش سے انہوں نے اظہار محبت کیا۔ اس کا صحیح اندازہ خیال ہی میں کیا جا سکتا ہے۔ قلم ان باتوں کو سیاہ و سپید کی صورت نہیں دے سکتا۔ ناممکن تھا کہ وہ فضول اندیشوں کو دل میں جگہ دے کر اپنی سچی محبت کی خوشی میں کمی ہونے دیتے۔ پس انہوں نے پوری گرمجوشی سے اقرار محبت تازہ کئے۔ اور ان پر بار بار

پاک بوسوں کی مہریں ثبت کیں۔

قریباً ایک گھنٹہ وہ درختوں کے سایہ میں گھومتے رہے۔ کیونکہ خود انیقل اور ایڈولفس کو اپنے حظوظ نفسانی کی محویت میں وقت گذرنا معلوم نہ ہوا اور آدھ گھنٹہ کا عرصہ بے خبری میں ہی گذر گیا دوسری طرف نوجوان عشاق کے لئے یہ وقت اس تیزی رفتار سے گذرا کہ جب انیقل اور اس کا دلدار واپس ہوئے تو معلوم ہوتا تھا ابھی پانچ ہی منٹ گذرے ہیں۔ ان کے آنے پر اسابیلا اور کرسچن کو مجبوراً جدا ہونا پڑا۔ اسابیلا سابق کی طرح بھائی کا بازو پکڑ کر اس کے اور بیگم انیقل کے ساتھ محل کو واپس ہوئی۔ اور کرسچن بار بار مڑ کر دیکھتا۔ انداز حسرت سے اسی چور دروازہ کی طرف چلا جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ اور اسے دوبارہ بند کر کے کنجی اپنے پاس رکھ لی۔ مگر اس وقت وہ تازہ ملاقات کی خوشی میں اتنا سرشار نہ ہوتا۔ تو یقیناً اس سرسراہٹ کو سن لیتا جو دروازہ کھولتے وقت پاس کی جھاڑیوں میں ہوئی۔ یہ سرسراہٹ کیسی تھی۔ اس کا حال آگے بیان کیا جاتا ہے۔

تھوہ پی کرارل آف لیسٹر لائبریری میں چلا گیا تھا۔ جہاں سکون تنہائی میں وہ اس قسم کے عجیب واقعات اور پر اسرار حالات اختراع کرنا چاہتا تھا۔ جو بیرن منچوسن کے مشہور سفرنامہ کو بے حقیقت بنا دیتے۔ مگر آج اس کا تخیل حسب معمول تیز نہ تھا۔ دماغ پر دھند سی چھائی ہوئی تھی جسے رفع کرنے کو اس نے شراب منگائی۔ مگر اس سے قوت اختراعی اور مدہم ہو گئی سا سی طرح ایک گھنٹہ گذر گیا۔ اور وہ اپنے سفرنامہ کے لئے محض اتنا ہی واقعہ تیار کر سکا کہ وہ ایک بار افریقہ کے بہت بڑے شیر ببر کے پنجہ میں آگیا۔ مگر اس سے آگے وہ اس بات کا فیصلہ نہ کر سکا کہ اپنے بچاؤ اور شیر کی ہلاکت کی کیا صورت پیدا کی جائے۔ کرسی پر جھک کر وہ بہت دیر اس مسئلہ پر غور کرتا رہا۔ مگر خیالات کی الجھن دم بدم بڑھتی ہی گئی۔ ذہن اس شغل اختراع کے ساتھ ساتھ بعض اور واقعات کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ ایڈولفس اور انیقل کا رات کے وقت سیر باغ کو جانا کئی طرح کے وسوسے پیدا کرنے لگا۔ اس میں شک نہیں کہ اب تک اس کے شبہات نے کوئی معینہ صورت اختیار نہ کی تھی۔ پھر بھی ابہام کی تشویش کچھ کم پریشان کن نہ تھی کچھ دیر اس گومگو کی حالت میں رہنے کے بعد آخر ارل نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور اس کا ذرا بھی خیال نہ کر کے کہ سفرنامہ میں میری زندگی ایک جنگلی شیر کے رحم پر دکھائی گئی ہے جس سے تھوڑے فاصلہ پر ایک اژدہا خونخوار درخت سے لٹکا ہوا منہ کھولے ہم دونو کو نگلنے کی تیاری کر رہا ہے۔ مختصر یہ کہ اپنی

سرگذشت کے اس واقعہ عظیم کو ناکمل حالت میں ہی چھوڑ کر وہ کتب خانہ سے باہر نکلا اور دبے پاؤں باغ کی طرف چلا۔ خیالات کی محویت میں وہ اس مقام پر جا پہنچا۔ جہاں ایک بار پیشتر اس نے کرسچن اور اسابیلا کو چھپ کر پیار کرتے دیکھا تھا۔ اور جن کے بدلے اول الذکر نے اسکی ناک پر اس زور کا مکہ رسید کیا تھا کہ ارل کو آخر اسے موقوف کرنا پڑا۔ مگر آج یہاں کامل سکوت تھا۔ پتوں میں سرد ہوا کی سرسراہٹ کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ یہاں سے ہٹ کر وہ کسی خاص مقصد کے بغیر اس چور دروازہ کی طرف گیا۔ جو باغ کی چار دیواری میں بنا ہوا تھا۔ اور اب یکایک اس کو روش پر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ دروازہ کے پاس درخت اونچے نہ تھے۔ اس لئے تاروں کی روشنی نے کافی اُجالا کر رکھا تھا۔ آواز سُن کر حضرت ارل ایک جھاڑی کے پیچھے دبک کر بیٹھ گئے۔ کہ دیکھیں کون آتا ہے۔ تھوڑی دیر میں کرسچن ایشٹن پاس سے گذرا۔ اور اسے دیکھ کر آپ کو اتنی حیرت ہوئی۔ کہ گھبراہٹ میں اوسان بحال نہ رہ سکے۔ اس لئے اُن کی حرکت سے جھاڑی میں وہ سرسراہٹ ہوئی جسے کرسچن نے اپنی محویت میں نہیں سُنا۔ مگر وہ جلدی ہی سنبھل گئے اور وہیں مینڈک کی طرح بیٹھے ہوئے انہوں نے کرسچن کے کنجی کو قفل میں داخل کرنے دروازہ کھولنے اور اسے پھر بند کر کے اطمینان سے رخصت ہونے کی آوازیں سُنیں۔

اس کے چلے جانے پر ارل نے پہلے آنکھیں مل کر دیکھا۔ پھر فرمایا "بخدا یہ کوئی ویسا ہی نظری دھوکا تو نہیں جیسا ایک بار پیشتر ہوا تھا؟ دو ہی باتیں ممکن ہیں۔ یا میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ یا میرے برابر احمق بیوقوف اور . . . . اور . . . دنیا میں کوئی نہیں۔"

اسی عالم وحشت میں وہ کتب خانہ کو واپس ہوئے۔ شراب کا ایک گلاس اور پیا۔ اور اس کے بعد کرسی پر جھک کر غور کرنے لگے۔ اسی حالت میں آنکھ لگ گئی۔ مگر ذرا دیر بعد میک پیس کی آمد نے چونکا دیا۔ ایک بار ان کے جی میں آئی کہ اول سے آخر تک سب حال اسے کہدیں۔ مگر اس خیال سے رک گئے۔ کہ عجب نہیں یہ سب عالم رویا ہو۔ یا زیادہ شراب پینے سے تخیلات نے یہ رنگ اختیار کر لیا ہو۔ وقت پوچھا تو گیارہ بجے تھے۔ لارڈ آسمنڈ اور دونوں خواتین اپنی خوابگاہ میں چلی گئی تھیں۔ ناچار آپ بھی کمرہ استراحت کی طرف روانہ ہوئے۔ تبدیل لباس کے کمرہ میں جا کر انہوں نے ایک کیل کی طرف دیکھا۔ جس کے ساتھ بند دروازہ کی کنجی لٹکا کرتی تھی۔ خیال تھا۔ اگر وہ اس جگہ نہ ہوئی۔ تو واقعات پیش آمدہ ضرور صحیح ہوں گے۔ مگر وہ بدستور لٹک رہی تھی۔ اور ایسا ہونا باعث حیرت بھی نہ تھا۔ کیونکہ لارڈ آسمنڈ کے کہنے سے میک پیس نے اس کنجی

کا ہتنے تیار کرا کر کرسچن کو بھیجا تھا!

خیر جب ارل نے کنجی کو ٹنکتے دیکھا۔ تو ان کے رہے سہے شکوک زائل ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ جو کچھ دیکھا صرف خواب ہوگا۔ اپنی کمزوریوں کا ذکر چونکہ انہیں ہمیشہ ناپسند تھا۔ اس لئے میک پیس سے اپنے عجیب "عزیب خواب" کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے باوجود نوکر کے چلے جانے پر وہ رہ رہ کر اس معاملہ پر غور کرتے رہے۔ بے خبری میں یہ خیال تقویت حاصل کرنے لگا۔ کہ جو کچھ دیکھنے میں آیا۔ وہ خواب سے کچھ زیادہ تھا۔ ورنہ کیا ضرور ایسا خواب اسی رات نظر آتا۔ جب ایتھل اور رایڈولفس سیر باغ کو نکلے تھے۔

دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "کنجی موجود ہے اور میک پیس کی وفاداری سے اس کا گمان تک نہیں کہ اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اسے یہاں سے اتارا ہو۔ نہیں۔ میں آدمی کی صورت پہچانتا ہوں۔ اور میک پیس کی دیانت پر مجھے کامل اعتماد ہے۔ رہ گیا یہ سوال کہ شاید کسی اور نے یہ حرکت کی ہو۔ مگر یہ اس لئے ناممکن ہے کہ اس کمرہ کی کنجی ہر وقت میک پیس کے پاس رہتی ہے۔ ... ہاں پر ایک بات ہے۔ کیا عجب اس کمسن بدمعاش کرسچن ایشٹن نے کنجی کا ہتنے تیار کرا لیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے وہ اسی نیت سے آیا تھا۔ کہ اسابیلا سے ملاقات ہو جائے ... بس بس ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ ایڈولفس کی باخبری میں اس طرح کا واقعہ پیش نہیں آسکتا۔ خیر بیٹا ایشٹن۔ رہ جاؤ میں تمہیں ایک ارل کی نواسی سے عشق کرنے کا مزا چکھاتا ہوں۔ وہ تو میری خود ضبطی نے روک دیا ورنہ بچہ کو وہیں پکڑ کر ایسا رگیدا ہوتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔ مگر اچھا ہوا۔ میں نے غصہ کو روک لیا۔ کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ غصہ کو روکنا ہی مردانگی ہے۔ اب کل ہی صاحب مجسٹریٹ سے کہکر مناسب کارروائی کراتا ہوں۔ یا کیوں نہ ایک سراغرساں اس کے پیچھے لگا دوں ... مگر نہیں۔ ایک طریقہ اس سے بھی اچھا مجھے یاد آگیا۔ اور یقیناً میں ضرور اس پر عمل کرونگا۔"

معلوم نہیں یہ طریقہ کیا تھا۔ بہرحال اسے سوچکر بڈھے نواب کو بہت خوشی ہوئی۔ وہ بہت دیر تک ہاتھ ملتا اور ہنستا رہا۔ اور آخر کار مصنوعی بالوں کی ٹوپی اوڑھ کر پلنگ پر لیٹ گیا۔

دوسرے دن لارڈ آسمنڈ جسے کل کی خلوت کے مزے اب تک یاد تھے۔ پھر کرسچن کے مکان پر گیا۔ اور کہنے لگا۔ "چونکہ مجھے تمہارے اور اسابیلا کے عشق صادق سے ہمدردی ہے اس لئے چاہو تو ویسی ہی ملاقات کا انتظام پھر کیا جا سکتا ہے۔ سچے عاشقوں کو ایسے موقعہ پر بھلا

کب انکار ہوتا ہے۔ وہ فوراً آمادہ ہوگیا۔ اور چونکہ لارڈ آسمنڈ کے صحیح عندیہ سے بے خبر تھا۔ اس لئے اس عنایت کے لئے جسے وہ بے غرضانہ سمجھتا تھا۔ تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اسی روز ارل آف لیسٹر کی اپنے مالی سے کچھ باتیں ہوئیں۔ اس نے اسے بعض ہدایات دیں اور اس کے ساتھ کامل رازداری اور اخفا کی تاکید کی۔ چونکہ دو چمکتے ہوئے پونڈ مالی کے ہاتھ میں دے دیے گئے تھے۔ اس لئے وہ خوشی سے ان احکام کی تعمیل پر آمادہ ہوگیا۔ اس کے بعد ارل نے ضبط کامل کا ثبوت دے کر کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہیں کیا۔ نہ اپنے رازدل کو صورت ہی سے ظاہر ہونے دیا۔ پھر بھی اپنی تجویز کی مفروضہ کامیابی نے اسے اتنا مسرور کر رکھا تھا۔ کہ سفرنامہ کے مسودہ کی تکمیل ملتوی کر دی اور اس روز ایڈولفس کی خدمات محرری سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ گویا جہاں تک حضرت کے سوانح حیات کا تعلق تھا۔ آپ بدستور شیر ببر کی گرفت میں رہے۔ جس کے پاس ہی ایک بہت بڑا اژدہا درخت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔

شام کو ارل کونٹس لارڈ آسمنڈ اور اسابیلا حسب معمول جمع ہوئے اور قہوہ کا دور چلنے لگا۔ مگر جب ۹ بجے تو ارل نے کہا "بس اب میرے کام کا وقت ہوگیا ہے۔ اس لئے لائبریری میں جا کر کل کے مسودہ کا مضمون تیار کرتا ہوں۔ کل یہ کام کسی صورت سے ملتوی نہ ہونا چاہیئے۔"

"اور چونکہ خواتین دن بھر شدت گرما سے باہر نہیں نکلیں۔ اس لئے میں انہیں جا کر سیر کرا لاتا ہوں۔" لارڈ آسمنڈ نے کہا۔

یہ تجویز پاس ہوئی۔ اور شال طلب کئے گئے۔ اس عرصہ میں جناب ارل دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے۔ چنانچہ جب یہ لوگ چلنے کو تیار ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا "چونکہ شام غیر معمولی سہانی ہے۔ اس لئے کتب خانہ جانے کی بجائے میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

یہ فرمائش فوری اور غیر متوقع تھی۔ پھر بھی آنقل اور ایڈولفس نے جو عرصہ دراز سے ضبط کے عادی ہو چکے تھے اپنے اضطراب کو صورت سے ظاہر نہ ہونے دیا۔ البتہ اسابیلا کی رنگت زرد ہوگئی۔ اور وہ نمایاں طور پر کانپی۔ خوش قسمتی سے اس کا منہ دوسری طرف تھا۔ اس لئے ارل نے یہ حال نہیں دیکھا۔ مگر کونٹس نے دیکھ لیا۔ اسابیلا کا شال ٹھیک کرتے ہوئے اس نے آہستہ سے اس کے کان میں کہا۔ "ڈرو مت ایڈولفس ضرور کچھ انتظام کر دے گا۔"

ارل آف لیسٹر نے بیگم کو ساتھ لیا۔ اور آسمنڈ نے خالہ زاد بہن اسابیلا کو۔ چاروں زینہ سے اتر کر ڈیوڑھی میں پہنچے۔ اس عرصہ میں ایڈولفس کسی طرح میک پیس سے دو لفظ کہنے کو بے قرار

تھا۔ خوش قسمتی سے وہ اسے موم بتی لیکے جاتا ہوا ڈیوڑھی ہی میں مل گیا۔

اسے دیکھ کر لارڈ آسمنڈ نے جلدی سے کہا۔ "بیا! تمہاری اجازت سے میں سیر کرتے ہوئے سگار پیوں گا۔ میک پیس ذرا شمع کو میرے پاس لانا۔"

نوکر ٹھیر گیا۔ اور ایڈولفس سگار روشن کرنے کے بہانہ اس کے پاس گیا۔ مگر اسے سلگاتے ہوئے اس نے دبی آواز سے اس کے کان میں کہہ دیا۔ "تم ابھی جاکر ایشٹن کو چور دروازہ کی راہ سے داخل ہونے سے روک دو۔ جلدی کرو۔ بہت ضروری معاملہ ہے۔"

سگار جلاکر وہ پھر اسابیلا کے پاس آگیا۔ اور چاروں مکان سے باہر نکلے۔ ارل اس بات کا مصمم ارادہ کرچکا تھا۔ کہ آج ایڈولفس اور اسابیلا کو آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دونگا پس باغ میں جاکر اس نے بیٹے سے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر لارڈ آسمنڈ کرسچن ایشٹن کی طرف سے مطمئن ہوکر جدا ہونے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ والد کے دل میں ضرور کچھ شک پیدا ہوگیا ہے۔ گو اب تک اس بات کا اندازہ کرنے سے قاصر تھا۔ کہ وہ شک کیا ہے۔ دوسری جانب ارل یہ سمجھتا تھا۔ کہ آج کی سیر ضرور کرسچن کی آمد سے متعلق ہے اور میرا یہ خیال غلط تھا۔ کہ ایڈولفس مس ونسنٹ اور کرسچن کے عشق میں کسی طرح کی مدد نہیں دیتا۔

اپنی عمر میں پہلی مرتبہ ضبط کامل سے کام لے کر وہ ادھر اُدھر کے معاملات پر بڑے اطمینان سے باتیں کرتا رہا۔ اور گو ظاہری صورت میں خلل نہیں آیا۔ تاہم دل میں وہ اس بات سے خوش تھا۔ کہ میں عنقریب اس نوجوان سے عبرت بخش انتقام لوں گا جس نے میرے خلاف منڈ ویری مکان پر اسابیلا سے اظہار عشق کی جرأت کی۔

ادھر میک پیس لارڈ آسمنڈ کا اشارہ پاکر صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکلا۔ اور باغ کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا اس بند دروازہ کے پاس پہنچ گیا جس کی راہ سے کرسچن ایشٹن پیشتر داخل ہوا تھا۔ مگر جب وہ اس جگہ کھڑا ہوا۔ کرسچن کا انتظار کر رہا تھا۔ بند دروازہ کے دوسری جانب جدھر باغ تھا۔ کچھ اس قسم کی آواز سنائی دی۔ جیسے کسی آہنی کل کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کسی نے ہلکی آواز سے کہا۔ "خدا کی مار آج اسے ہو کیا گیا! مگر آہ اب ٹھیک ہے۔"

اب پھر وہی آہنی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد کسی کے دروازہ کے پاس سے ہٹنے

کی چاپ بھی آئی۔ الفاظ اتنے ہلکے لہجہ میں بظاہر اپنے آپ سے کہے گئے تھے کہ میک پیس متکلم کی آواز نہ پہچان سکا۔ نہ وہ ان پراسرار آوازوں کا مطلب سمجھا۔ تھوڑی دیر بعد کرسچن ایشٹن آگیا اور اس نے میک پیس کو دروازہ پر کھڑے دیکھ کر فوراً سمجھ لیا۔ کہ آج کوئی ضرور خرابی واقع ہوئی ہے۔

اسے دیکھ کر میک پیس نے کہا۔ "مسٹر ایشٹن ڈرو مت۔ میں تمہاری امداد ہی کے لئے کھڑا ہوں۔ لارڈ آسمنڈ نے کہلا بھیجا ہے کہ آج رات باغ میں نہ جانا ہی بہتر ہے۔"

"کیوں۔ کیا کوئی خاص واقعہ ظہور میں آیا ہے؟" کرسچن نے گھبرا کر پوچھا۔ اور پھر فوراً ہی اس خیال سے رک گیا کہ یہ آدمی کہیں ارل کا جاسوس نہ ہو۔

مگر میک پیس نے اطمینان کے لہجہ میں کہا۔ "میں پھر کہتا ہوں۔ ڈرو نہیں۔ میں تمہارا ہی خیر خواہ ہوں جس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ کل میں ہی وہ کنجی اور لارڈ آسمنڈ کا رقعہ تمہارے مکان پہ چھوڑ آیا تھا۔ غالباً ارل آف لیسلز آج ان کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔"

"تب میں تہ دل سے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" کرسچن نے اس جواب سے مطمئن ہو کر کہا۔ کیونکہ پہلے اس کے دل میں یہ فکر پیدا ہو گئی تھی۔ کہیں میری وجہ سے اسابیلا پہ کوئی مصیبت نازل نہ ہوئی ہو۔

اسابیلا سے نہ ملنے پر مایوس و ملول وہ میک پیس کو شب بخیر کہہ کر واپس ہوا۔ اور اس کے جاتے ہی میک پیس دوبارہ مکان کی راہ سے باغ میں پہنچا۔ رفع حیرت کے خیال سے وہ سیدھا اس مقام کی طرف چلا۔ جہاں اسے پراسرار آوازیں اور وہ الفاظ سنائی دیے تھے جن کا مطلب اس نے کچھ نہیں سمجھا تھا۔ بہت دیر وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ لیکن یکایک اسے ایک اس قسم کا آہنی پھندا کھلا ہوا نظر آیا جس سے چوروں کو پکڑنے میں مدد لیا کرتے ہیں۔ اور جو چور کا پاؤں پڑتے ہی کھٹ سے بند ہو جاتا ہے۔ اسے تلاش کرتے ہوئے میک پیس کی اپنی ٹانگ گرفت میں آنے سے بال بال بچی۔

کہنے لگا "عجیب معاملہ ہے۔" مگر چونکہ ارل کی خصلت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس لئے فوراً جان گیا۔ کہ یہ سرکار ہی کے دماغ کا تازہ کرشمہ ہے "معلوم ہوتا ہے ان کے دل میں کچھ شک پیدا ہو گیا ہے۔ اگرچہ معلوم نہیں۔ کیونکر پیدا ہوا۔ بہرحال اتنا غنیمت ہے۔ کہ انہیں مجھ پر شک نہیں۔ ورنہ آج اس نرمی کا برتاؤ نہ کرتے۔ اس میں شک نہیں انہوں نے اس راز کو

اپنی ذات تک محدود رکھنے کا تہیہ کر رکھا ہے . . . آہ ایں سمجھ گیا وہ غریب اسٹینٹن کو اس پھندے میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ اور عنقریب دیکھنے آئیں گے کہ وہ پکڑا گیا یا نہیں۔"

اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چلنے لگا۔ مگر دو ہی قدم گیا تھا کہ اسے یک لخت ایک تازہ شرارت سوجھی۔

کہنے لگا "کیا مزا ہوگا کہ سرکار کریچن اسٹینٹن کو پھندے میں گرفتار دیکھنے آئیں گے اور یہاں پھندا ہی غائب ہوگا۔ وہ سمجھیں گے وہ اسے ساتھ ہی گھسیٹ کر لے گیا۔ دیکھئے میں اسے ابھی جا کر چھپاتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر میک پیس نے کل کو بڑی احتیاط سے اٹھایا۔ اور اس بات کا اچھی طرح خیال رکھا کہ اپنا بازو اس کی گرفت میں نہ آجائے۔ تھوڑی دور جا کر اس نے اسے جھاڑیوں میں چھپا دیا اور خود مکان کو واپس چلا گیا۔

اس اثنا میں جناب ارل ہیگم اپھنل ایڈ ڈیفنس اور اسابیلا کو ساتھ لئے باغ کی سیر میں مشغول تھے۔ مگر اس کی انہوں نے بہت احتیاط رکھی کہ کوئی آدمی بند دروازہ کے پاس نہ جانے پائے۔ ایک گھنٹہ گذر گیا جس کے بعد ارل نے واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن محل کے پاس جا کر وہ کسی بہانہ سے پھر باغ کی طرف لوٹ گئے۔

رستہ میں کہتے جاتے تھے "بیٹا کریچن۔ اب جلد تجھے پھندے سے رہا کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے عاشقان باوفا کی طرح تم نے بھی ہر قسم کی تکلیف سہتے ہوئے آواز تک نہ نکالنے کا عہد کر لیا ہے۔ یا شاید تم کسی طرح اس سے بچ کر نکل گئے ہو۔ خیر مگر اس کا حال کل کی دانتی سے معلوم ہو جائے گا۔ گو میرا خیال یہی ہے۔ کہ تم شہیدان صادق کی طرح پھندے کی گرفت میں چپ چاپ بیٹھے ہو۔"

اپنی دلچسپ تجویز کا شاندار نتیجہ معلوم کرنے کے لئے ارل کی طبیعت اتنی بے قرار تھی کہ آپ اس سیدھے رستے کو چھوڑ کر جو ذرا لمبا تھا گھاس کی کیاریوں میں تیز چلتے بند دروازہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر دفعتاً ایک خوفناک چیخ رات کی سرد ہوا میں مرتعش ہو کر باغ کے ہر حصہ میں پھیل گئی۔ یہ چیخ ارل آف لیسلی کی تھی جو بے خبری میں اپنے لگائے ہوئے پھندے میں آپ ہی گرفتار ہو گئے تھے!

اس کے بعد بدنصیب عمر رسیدہ امیر کے منہ سے جو ہولناک اور پر درد آوازیں نکلیں

انہیں سن کر لارڈ آسمنڈ اور کئی نوکر روشنی لئے باغ کی طرف دوڑے۔ تھوڑی تلاش سے وہ اس مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں سرکار دولت مدار چوروں کی طرح پھندے میں پھنسے ہوئے درد سے کراہتے تھے۔ ایڈولفس کو باپ کی یہ افسوسناک حالت دیکھ کر جس کا اصل سرپرست اس کے لئے ایک معما تھا۔ بہت تکلیف ہوئی۔ مگر کئی نوکر جن میں میک پیس بھی شامل تھا دوسری طرف منہ کرکے بہت دیر اس مضحکہ خیز حالت پر ہنستے رہے۔ آخر سب نے مل کر انہیں پھندے کی گرفت سے نکالا۔ اور مکان پر لائے۔ مگر جب مرہم پٹی کا سوال پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ کام صرف میک پیس کے ذمہ رہنے دیا جائے۔ اور کسی کی خدمات درکار نہیں۔ کونٹس اور اسابیلا تبدیل لباس کے لئے اپنے کمروں میں چلی گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے چیخوں کی آواز نہیں سنی۔ مگر اطلاع پاتے ہی وہ بھی ارل کے کمرہ کی طرف گئیں۔ کہ اگر کوئی خدمت ممکن ہو تو بجا لائیں لیکن میک پیس نے ذرا سا دروازہ کھول کر انہیں یہ کہہ کر باہر سے ہی ٹال دیا کہ سرکار کو زیادہ چوٹ نہیں آئی۔ اور جو آئی بھی ہے وہ اپنی بدنی توانائی کی وجہ سے چنداں محسوس نہیں کرتے سروست انہیں سب سے زیادہ خلوت درکار ہے۔ اس لئے کسی ڈاکٹر کو بلانے کی بھی حاجت نہیں

بڈھے امیر کو حقیقتاً زیادہ چوٹ نہ آئی تھی۔ کیونکہ ٹانگوں کی لاغری چھپانے کو پتلون میں بہت سی بھرتی داخل کی ہوئی تھی۔ اور محض اس راز کے اخفا کے لئے ہی انہوں نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ میک پیس کے سوا جو ان کے بدنی اسرار سے واقف تھا۔ کوئی ان کے کمرہ میں نہ آنے پائے۔

باب ۔ ۱۵

ہوشربا انکشاف

شاگرد پیشے میں پھندے کے پُراسرار واقعہ کا صحیح حال کسی کو معلوم نہ ہوا۔ ارل نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ معلوم ہوتا ہے مالی نے چوروں کے دفعیہ کے لئے اسے گھاس میں چھپا رکھا تھا۔ اور چونکہ مزید انکشاف سے ان لوگوں کو خبر ہو جائے گی۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو اس معاملہ کو چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قدرتی طور پر میک پیس اس بارہ میں بالکل خاموش رہا کہ میری ہی حماقت سے ارل کو ایسی مصیبت کا سامنا ہوا۔ اور اس نے اس واقعہ کو لارڈ آسمنڈ سے

بھی چھپائے رکھا۔ ارل کی ہدایات کے مطابق مالی بھی چپ رہا۔ گو وہ بڑی فکر و کاوش کے باوجود معلوم نہ کرسکا۔ کہ پھندے کو جو دروازے سے ہٹا کر دوسری جگہ کس نے رکھدیا۔

ایک دو دن کے عرصہ میں جب ارل چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اس نے مالی کو بُلا کر اس بارہ میں کئی ایک سوالات پوچھے۔ اور گو اس غریب نے بیسیوں قسمیں کھا کر بیان کیا کہ پھندا بند دروازہ کے پاس ہی رکھا گیا تھا۔ تاہم ارل کے دل سے یہ شک رفع نہ ہوا کہ اس کم بخت نے شراب پی کر غلطی سے اس کو گھاس پر چھپا دیا۔ بہرحال زیادہ سرزنش کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ کیونکہ ایک ایسے واقعہ کی تشہیر جو ارل کی اپنی تذلیل کا موجب تھا بہر طور ناپسند تھی۔ البتہ یہ کسک اب بھی ارل کے دل میں رہ گئی کہ نابکار کرسچن اپنشن صاف بچ کر نکلگیا۔ وہ اگر پکڑا جاتا تو سرکار کا ارادہ سب آدمیوں کو یہ نظارہ دکھا کر سے شرمندہ کرنے کا تھا۔ بدقسمتی سے چاہ کن را چاہ درپیش کا معاملہ ظہور میں آیا۔ اور جو ذلت کرسچن اپنشن کے لئے مقصود تھی وہ خود ارل کے حصہ میں آئی۔ دو چار شخصوں کے سوا گھر کے ہر فرد نے انہیں چوہوں کی طرح پھندے میں پھنسا ہوا دیکھ لیا۔

مگر نوکروں کا خیال کچھ بھی ہو۔ کونٹس۔ ایڈولفس اور اسابیلا کو اس واقعہ کا بہت رنج ہوا۔ حقیقت حال سے بے خبر ہوتے ہوئے تینوں کو عمر رسیدہ امیر کی ذلت آمیز مصیبت پر دلی ہمدردی تھی۔ قاعدہ ہے جس شخص کے حق میں کسی نے برائی کی ہو۔ اسے مصیبت میں مبتلا دیکھ کر ضرور اس کو رحم آ جاتا ہے۔ بیگم ایتھل لاکھ گنہگار ہو۔ اسکی صفات حسنہ اب تک زائل نہ ہوئی تھیں۔ شوہر کی ذلت سے اپنے چلن کی سیاہی اسے پوری طرح پر نظر آنے لگی۔ اور لارڈ آسمنڈ بھی جو اپنی جوان سوتیلی ماں کے ناجائز عشق میں ہر قسم کے اخلاق و آداب کو بالائے طاق رکھ چکا تھا۔ اب باپ سے آنکھیں ملاتا ہوا عرق ندامت میں ڈوبا جاتا تھا۔ رہ گئی اسابیلا وہ چونکہ طبعاً ذکی الحس تھی اس لئے سوچنے لگی کہ ماموں کے سایہ عاطفت میں رہ کر گھر کی طرح آرام پاتے ہوئے ان کے خلاف حکم میرا کرسچن سے ملنا سخت معیوب تھا۔ واقعی میں نے ان کی نافرمانی کرکے اپنی اور خدا کی نظروں میں مساوی گناہ کیا ہے۔

اس عام احساس تاسف کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیگم ایتھل نے ایڈولفس کے نام خط لکھا۔ کہ تم کسی بہانہ یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔ تو فریقین کے لئے اچھا ہے۔ عرصہ دراز کی علیحدگی ہمارے جذبات کی حدت کو فرو کردے گی۔ اور اس طرح ہمارے گناہ آلود دورِ زندگی کا خاتمہ

ہو جائے گا۔ معلوم ہوتا تھا اس کا وہ شاندار استقلال جس کا ایک موقعہ پر اس نے قابل قدر ثبوت دیا تھا اس واقعہ سے پھر عود کر آیا۔ اور اس کی بدولت وہ دوبارہ نفس کی تحریص کا مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو گئی۔ دوسری طرف ایڈولفس نے بھی اپنے محبوب و معبود کے فراق کو موت سے زیادہ تکلیف دہ سمجھتے ہوئے سابقہ گناہوں کی تلافی کے لئے اس کارروائی کو جو اب بے سود۔ بے اثر اور بعد از وقت تھی۔ ضروری سمجھا۔ اور کونٹس کے خط کا جواب لکھتے ہوئے اسے یقین دلایا کہ میں عنقریب والدہ سے براعظم یورپ کی سیر کے لئے اجازت طلب کرونگا

ادھر اسابیلا نے بھی کرسچن کے نام ایک چٹھی لکھی جس میں حیلۂ دوشیزگی قائم رکھتے ہوئے محبت آمیز پیرایہ میں سب حال تحریر کیا۔ اور التجا کی کہ آئندہ ہماری ملاقات ہو تو باوا ماموں کی اجازت کے بغیر نہ ہو۔ اس خط میں اس نے یہ بھی لکھا کہ جب تک تمہاری اسابیلا کے تن میں جان ہے وہ تمہاری اور فقط تمہاری ہے۔ اور کبھی کسی حال میں تم سے بے وفا نہ ہو گی۔ اور اگر حالات سے ثابت ہوا کہ تقدیر نے ہمیں ایک دوسرے کے لئے پیدا نہیں کیا تھا۔ تب میں کسی اور سے شادی کر کے اس کا ثبوت کبھی نہ دونگی کہ ایک کو دل اور دوسرے کو اپنا ہاتھ دیا۔ مختصر یہ کہ اس خط میں بار بار اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ ہمیں ایک دوسرے سے الگ رہنا چاہیئے۔ اس بیگانگی انداز کو جو یگانگت کا جوہر ہے۔ قائم رکھا گیا۔ اور اسے پڑھ کر کرسچن ایشٹن جیسے راسخ الایمان نوجوان کی نظروں میں اس نازنین کا رتبہ اور اونچا ہو گیا۔

کونٹس کو خط لکھنے کے دوسرے دن لارڈ آسمنڈ ارل سے کتب خانہ میں ملا اور مزاج پرسی کے بعد کہنے لگا۔

"قبلہ آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرصہ کے لئے یہاں سے رخصت ہونا چاہتا ہوں"۔

"میں خوش ہوں کہ تم نے میری اجازت کو ضروری سمجھا" ارل نے جواب دیا "فرمانبرداری وہ قابل قدر وصف ہے جو ہر نوجوان میں ہونا چاہئے۔ غالباً میں نے تم سے ذکر کیا تھا کہ میں ہمیشہ فرمانبردار رہا۔ فی الحقیقت یہ میرا وصف خاص تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب سے ایک بار والد مرحوم نے مجھے یخ پر کھیلنے سے منع کیا۔۔ کیونکہ میں ایک یخ بستہ تالاب پر کھیلتا ہوا سطح ٹوٹنے سے قریباً غرقاب ہو گیا تھا۔ اور ۲ گھنٹے تو مجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی۔ اس دن کے بعد والد کا حکم مان کر میں پھر کبھی یخ پر نہیں کھیلا۔۔۔ ہاں مگر تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"میرا ارادہ ایک دو سال براعظم یورپ کی سیاحت کرنے کا ہے۔"

"مجھ سے پوچھو تو دنیا میں سیاحت کے برابر ترقی معلومات کا کوئی ذریعہ نہیں۔" ارل نے کہا۔" اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو میرے سفر نامہ کی اشاعت پر خود بخود واضح ہو جائے گی۔ مگر سیاحت کرنی ہو تو پھر یورپ کی کیوں کی جائے؟ آخر وہاں کیا رکھا ہے جسے تم دیکھنے جا رہے ہو؟ یورپ کے حالات سے تو وہ بڑی جلدیں پڑ کر ابھی غیر ممکن ہوگا۔ کیونکہ شیروں۔ ریچھوں۔ گھڑیالوں اور سانپوں کا ذکر آئے بغیر حالات سیاحت بے نمک کھانے کی طرح پھیکے اور سیٹھے رہ جاتے ہیں۔ جن دنوں مسٹر بنٹلے پبلشر نے میرے سفر نامہ کا اشتہار شائع کیا۔ اور لکھا کہ وہ زیر تیاری ہے۔ حالانکہ اس وقت تک اس کی ایک سطر بھی نہ لکھی گئی تھی۔ تو ایک عمر رسیدہ آدمی اس غرض سے میرے پاس آیا۔ کہ سفر نامہ کی ترتیب میں اس سے امداد لی جائے۔ میں نے اس کے حالات زندگی دریافت کئے تو کہنے لگا میں نے تین سفر نامے قطب شمالی کی سیاحت پر لکھے ہیں۔ ۱۱ سیاحت عالم پر تین وسط افریقہ کے متعلق۔ چار کوہستان رالی کے بارہ میں اور ۵۰ متفرق جن میں سے ۶ یا ۷ مونٹ بلانک پر چڑھنے اور ۱۷ کے قریب جہازوں کی غرقابی کے متعلق تھے۔"

"مگر قبلہ یہ شخص یقیناً سخت ہی کاذب ہوگا۔" ایڈولفس نے کہا۔ "ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اتنی بحری اور بری سیاحت ایک جنم میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے تو کم از کم بارہ زندگیاں درکار ہیں۔"

"تم نے ٹھیک کہا۔" ارل آف لیسانز نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے یہ آدمی کبھی انگلستان کے باہر نکلا ہی نہ تھا۔ ورنہ اتنی کتابیں لکھنے کی فرصت کیسے ملتی؟ اس نے سارے حالات عجائب گھر کی لائبریری میں متفرق کتابیں دیکھ دیکھ کر جمع کر لئے تھے۔ جنہیں اس نے مختلف ناموں سے شائع کیا۔ چنانچہ یہ ایک ہی شخص مختلف اوقات میں اپنے آپ کو لاٹ پادری کپتان بہادر کا افسر۔ فوجی سپاہی۔ پرانا بحری افسر۔ جزائر بحر الجنوب کا مشنری خلیج ہڈسن کا تاجر اور جانے کیا کیا ظاہر کر چکا تھا۔ مگر جانتے ہو۔ میں نے اسے کیا جواب دیا؟ میں نے اس سے کہا۔ یہ سفر نامہ ارل آف لیسانز کا ہے۔ جو فرضیات شائع کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ان عجیب و غریب واقعات۔ ان ہوشربا حالات اور متفرق اثرات کو دنیا کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو حقیقتاً ظہور میں آئے۔ یہ سب میں اس لئے کہتا ہوں کہ اگر سیاحت سے تمہارا مقصد اپنے حالات سفر کی اشاعت ہے۔ تو یہ کام سفر کئے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔"

"مگر قبلہ میں ایسی کوئی کتاب شائع کرنا نہیں چاہتا۔" لارڈ آسمنڈ نے کہا "فرضیات کا تو کیا ذکر مجھے اصلی حالات کی اشاعت کا بھی شوق نہیں۔"

"خیر یہ اپنا اپنا مذاق ہے۔" ارل نے اندازِ اطمینان سے ٹھوڑی کھجلاتے ہوئے کہا۔ اور اسکی صورت سے پایا جاتا تھا کہ اسے اپنے ادبی مذاق پر بہت فخر ہے۔ "بہرحال اگر تمہیں یورپ ہی کا سفر کرنا ہے۔ تو وہ تم ماہِ عسل کے دنوں میں بھی کر سکتے ہو۔"

"ماہِ عسل کے دنوں میں؟" ایڈونعش نے اندازِ حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ ہاں" ارل نے اس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھتے ہوئے جواب دیا "حسنِ اتفاق سے تم عین اس وقت میرے پاس آئے ہو۔ جب میں تمہیں بلوانے کی فکر میں تھا۔ مگر ایسے اتفاقات عموماً پیش آیا کرتے ہیں۔ شائد ایٹن میں میرے زمانہ تعلیم کا ذکر ہے کہ میں ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر ایک لڑکے پر پھینکنے کو تیار تھا۔ کہ اس نے مجھ سے پہلے وار کیا۔ اور میری آنکھ بال بال بچی۔ مگر جیسا میں کہہ رہا تھا۔ میں تمہیں اس لئے بلانا چاہتا تھا کہ تم سے ایک ضروری معاملہ پر گفتگو کرنی تھی مختصر لفظوں میں میں چاہتا ہوں کہ تم جلد سے جلد اسابیلا سے شادی کر لو۔ اور اگر کچھ اعتراض نہ ہو تو اگلے ہفتہ آج کا دن اس رسم کے لئے مقرر کر دیا جائے۔"

"مگر سنئے تو ..." لارڈ آسمنڈ نے گھبرا کر کہا "یہ صریحاً ناممکن ہے ..."

"کیا؟ ایک حسین عورت سے شادی کرنا؟ بس رہنے دو۔ اس میں ناممکن کیا ہے؟"

"جب دو شخصوں کو ایک دوسرے سے محبت نہ ہو ..." لارڈ آسمنڈ نے کہنا شروع کیا

"لیکن محبت ہمیشہ شادی کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے۔ سچ جانو یہ خود روئیدہ نہیں ہے۔"

"مگر میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اسابیلا سے مجھے ویسی ہی محبت ہے جیسی ایک بھائی کو بہن سے ہونی چاہیئے۔ علاوہ بریں" ایڈونعش نے رکتے ہوئے کہا "اسے ایک اور آدمی سے عشق ہے ..."

"کس سے؟ کیا اس بدتمیز چھوکرے سے جس نے انگلستان کے ایک خاندانی امیر کی ناک زخمی کر دی تھی؟" ارل نے اس طرح ناک سہلاتے ہوئے کہا۔ گویا اس ذکر سے سابقہ درد پھر عود کر آیا "اس گستاخ لڑکے سے جس کی بدولت میری ٹانگ ..." وہ اس کے آگے کہنا چاہتا تھا "پھندے میں پھنس گئی" مگر فوراً سنبھل کر کچھ اور بات کہہ دی۔

اپنی پریشانی میں ایڈونعش نے ارل کے اضطراب کو نہیں دیکھا۔ اور کہنے لگا "یقین فرمائیے

اسابیلا کو کرسچن ہیتھن سے عشق ہے اور صاف گوئی کی اجازت ہو تو میں یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ ہی نے کرسچن کو بے تکلف بنا کر دونوں کا ربط بڑھایا۔ چونکہ وہ ایک شکیل۔ ذہین اور ہمہ اوصاف نوجوان ہے اس لئے یہ امر باعث تعجب نہیں . . .

"کچھ بھی ہو۔" ارل نے اکتا کر کہا۔ کیونکہ اپنی کمزوری کا ذکر اسے ہر حال میں ناپسند تھا "میرا فیصلہ یہ ہے کہ تمہاری شادی اسابیلا سے ہو اور تم جانتے ہو میرا فیصلہ کبھی نہیں ٹل سکتا۔"

"پھر بھی انصاف کیجئے۔ میں ایسی عورت سے کیونکر شادی کر سکتا ہوں جسے دوسرے آدمی سے محبت ہے۔ ایسا کرنے سے تا مناسب۔ وہ فعل جبر ہو گا۔"

"سب فضول باتیں ہیں۔" ارل نے زوردار لہجہ میں کہا۔ "میں کہہ چکا ہوں تمہیں اس سے شادی کرنی ہوگی اور ضرور کرنی ہوگی۔"

"مگر تو یہ کام صرف آپ کے کہنے سے طے نہیں پا سکتا۔" ایڈولفس نے مساوی استقلال سے جواب دیا۔ "اس کے لئے فریقین کی منظوری لازم ہے۔"

"اسابیلا کبھی انکار نہ کرے گی۔" ارل نے کہا۔ "کیونکہ وہ ہر بات میں میری دست نگر ہے . . . کم از کم وہ ایسا سمجھتی ہے . . . ۔"

"تو کیا حقیقت میں ایسا نہیں؟"

"اس ذکر سے کچھ حاصل نہیں۔" ارل نے گھبرا کر کہا۔ "امر بحث طلب یہ ہے کہ وہ میرے حکم سے انکار نہ کرے گی۔ اور تمہاری طرف سے بھی مجھے کسی مزاحمت کا اندیشہ نہیں۔"

"اطمینان فرمائیے۔ میرا انکار اس آسانی سے رفع نہ ہو گا۔ جتنا آپ سمجھتے ہیں۔"

"مجھے پورا اطمینان ہے کہ یہ انکار بہت دیر تک نہ رہے گا۔ اور تم خوشی خوشی اسابیلا سے شادی کرنے کو آمادہ ہو جاؤ گے۔" ارل نے اس طرح کے فیصلہ کن لہجہ میں کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ محض ایک عارضی خیال نہیں۔

معاملات کو ناگوار صورت اختیار کرتے دیکھ کر ایڈولفس اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ "میری رائے میں اب اس سنجیدہ ملاقات کا خاتمہ ہونا چاہیے۔"

مگر ارل نے اس جوش سے اس کو ٹھیرنے کا اشارہ کیا کہ وہ مرعوب ہو گیا۔

"سنو ایڈولفس" عمر رسیدہ امیر نے کہنا شروع کیا۔ "میرا فیصلہ اہم وجوہ پر مبنی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ تمہیں ضرور اسابیلا سے شادی کرنی ہوگی۔ خواہ رضامندی سے کرو یا مجبوری سے

بہرحال پہلی صورت فائدہ مند ہوگی۔ کیونکہ دوسری میں مجھے بعض ایسے انکشافات پر مجبور ہونا پڑے گا کہ تم چونک جاؤ گے۔"

ارل آف لیسلڈ کے مبہم الفاظ اور اس جملہ ناکمل نے جو اس نے ذرا دیر پہلے اسابیلا کی نسبت کہا تھا۔ نیز اس خیال نے کہ اسابیلا کی ماں کے انتقال پر ارل نے اس کے وجود کو سالہا سال مجھ سے اور کوشش سے چھپائے رکھا۔ لارڈ آسمنڈ کے دل میں ارل کی نیت کے خلاف کئی طرح کے شکوک پیدا کر دیے۔

بس وہ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا "کہیں آپ نے اپنی بہن کی یتیم بیٹی کے حق میں کچھ برائی تو نہیں کی؟"

"کیسی برائی؟" ارل نے انداز حقارت سے کہا۔ "کیا میں نے اسکی جائداد پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ جس کے پاس پھوٹی کوڑی کا بھی اثاثہ نہ تھا؟ نہیں۔ نہیں۔ اس کا تو کیا ذکر۔ میں نے اپنی عمر میں دوست دشمن کسی کے مال پر بے جا تصرف نہیں کیا۔ لوگ کسی کی چھتری لیکر قصداً بھول جایا کرتے ہیں۔ مگر میں نے یہ بھی نہیں کیا۔"

"تو پھر وہ کونسے انکشافات ہیں جن کا آپ اس مبہم پیرایہ میں ذکر کرتے ہیں؟" ایڈولفس نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"اس راز کو سویا ہی رہنے دو تو اچھا ہے۔" ارل نے کہا "جیسا میں کہتا ہوں۔ شریف اولاد کی طرح چپ چاپ اسابیلا سے شادی کر لو۔ میں اس موقعہ پر بہت شاندار دعوت کا انتظام کروں گا۔ اور جانتے ہو۔ یہ دعوت کہاں ہوگی؟ ... بلوم فیلڈ والی جائداد میں۔ سب مزارعہ شریک کئے جائیں گے۔ اور کئی طرح کے کھیل تماشے ہوں گے۔ یا اگر تم اس پر رضامند نہ ہو۔ تو یہاں بھی اس کا انتظام ہو سکتا ہے ..."

"مگر قبلہ میری شادی یہاں ہو یا جہنم میں۔ آپ از راہ کرم ان وجوہ کو تو ظاہر کریں جن کی اہمیت آپ کی رائے میں مجھے مجبور کر سکتی ہے۔" ایڈولفس نے قطع کلام کر کے کہا۔

"خیر اگر تم ضد کرتے ہو۔ تو میں سب حال کہہ دیتا ہوں" ارل نے اس طرح کا منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے مریض کسی تلخ مرکب کی شیشی ہاتھ میں لیکر کیا کرتا ہے۔

"آخر وہ ایسا کیا معاملہ ہوگا جس کے لئے میری خوشیوں کو اس بے دردی سے قربان کیا جانا ہے" ایڈولفس نے اپنے آپ سے کہا۔ گو اب بھی وہ باپ کے لفظوں کو کسی عارضی دورہ

خبط پر محمول کرتا تھا۔

"سنو ایڈولفس" ارل نے کہنا شروع کیا "اگر کسی اتفاق سے میرے انتقال پر ساری جائداد اسابیلا کے قبضہ میں چلی جائے . . ."

"مگر قبلہ یہ اتفاق سراسر ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ تبھی پیش آسکتا ہے کہ میرا وجود دنیا سے نابود ہو جائے۔ ورنہ جدی املاک پر حق اول میرا ہے۔"

"ناممکن!" عمر رسیدہ ارل نے انداز حیرت سے کہا "میں سمجھتا ہوں ناممکن کا لفظ ہی بے کار اور زائد ہے۔ ایام سیاحت میں میں نے افریقہ کے جنگلی ہاتھی پر چڑھ کر ثابت کر دیا تھا کہ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں۔"

ایڈولفس کے منہ سے بے صبری کا کلمہ نکلا۔

"ضدی لڑکے" ارل نے غرا کر کہا "کیا تو اس بات پر تلا ہوا ہے کہ میں سب حال ظاہر کر دوں؟ خیر اگر ایسا ہے تو فرض کرو۔ کسی اتفاقی واقعہ سے ثابت ہو جائے کہ تم . . . کہ تم . . . مگر دیکھو اب بھی میرا کہا مانو اسابیلا سے شادی کرنے میں ہی تمہاری بہتری ہے۔"

"آپ ناحق سرِبار رکھتے ہیں۔ جو کچھ آپ کو کہنا ہو کہہ دیجئے۔ یہ ٹال میرے لئے اذیت سے کم نہیں" لارڈ اسمنڈ نے حقیقی پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

اب ارل کی صورت سے بھی جوش و اضطراب ظاہر ہونے لگا تھا۔ بولا "اچھا سنو۔ اس میں شک نہیں تم اپنے ماں باپ کی اولاد ہو۔ مگر حقیقت میں نہ تمہارا باپ باپ تھا۔ نہ تمہاری ماں ماں۔"

ایڈولفس اس طرح ارل کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا۔ گویا اسے پاگل سمجھتا ہے۔ اس کے باوجود اسے ارل کے متضاد۔ متخالف اور متناقض لفظوں میں ایک عجیب و حیرت خیز شبہ کی جھلک نظر آنے لگی۔ وہ اس شبہ کو سوچ کر کانپ گیا۔ اور اس کی پیشانی عرق سرد سے تر ہو گئی۔ اس نے بولنے کی کوشش کی مگر نہ بول سکا۔

"میں کہتا ہوں آخر تمہیں اس لڑکی سے شادی کرنے میں اعتراض کیوں ہے؟" ارل نے سوال کیا "اگر تم اس سے شادی کر لو۔ تو دنیا حقیقت حال سے ویسی ہی بے خبر رہے گی۔ جیسی اب تک ہے۔ اور اگر کبھی صحیح حالات ظاہر بھی ہوئے تو تمہاری نوابی میں فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ تم اسابیلا کی وساطت سے پھر بھی جائداد کے مالک بنے رہو گے۔"

ایڈولفس کی حالت اس شخص کی طرح تھی جو خواب دیکھ رہا ہو۔ ارل کے لفظوں سے ان ناممکن اور بعید از قیاس شبہ کی تائید ہو رہی تھی۔ جو پیشتر اس کے دل میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غش آجائے گا۔ اتفاق سے میز پر رکھی ہوئی شیشہ کی صراحی میں سرد پانی موجود تھا۔ وہ ایک گلاس بھر کر اُسے لاجرعہ پی گیا۔

پھر اپنے شکوک کو دبانے کی ایک آخری کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے آپ یہ سب باتیں محض اس لئے کہہ رہے ہیں کہ میں کسی طرح اپنی خالہ زاد سے شادی کرنے پر رضامند ہو جاؤں۔"

"ایڈولفس اگر تم مجھے سچ کہنے پر مجبور کرتے ہو تو جان لو کہ نہ اسابیلا تمہاری خالہ زاد بہن ہے۔ نہیں ۔۔۔ نہ میں تمہارا باپ!" ارل نے آخری جملہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

ایڈولفس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دھڑکتی ہوئی کنپٹیوں کو دبایا۔ اس کا دماغ چکر میں تھا اور آنکھوں کے سامنے تاریکی چھانے لگی تھی۔ کیا جو کچھ وہ سن رہا تھا صحیح ہو سکتا ہے؟ کیا وہ حقیقت میں ناجائز اولاد تھا۔ اور اب تک اس سے بے خبر رہا؟ کیا اسکی زندگی کے ۲۴ سال کامل ریا میں بسر ہوئے۔ حالانکہ اس میں بذات خود اس کا کوئی قصور نہ تھا؟ اس نے سوچا اگر واقعہ میں ایسا ہے۔ تو میں اس صدمہ عظیم سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ ضرور جان دے دوں گا۔

مگر ارل کا دل اس قسم کے احساسات سے عاری تھا۔ اور گو کسی حد تک جوش اور پریشانی اس کو بھی تھی۔ تاہم اس کی حالت بدنصیب۔ راندہ تقدیر ایڈولفس سے مختلف تھی۔ مگر جس طرح ہر سیاہ چیز کا کوئی نہ کوئی روشن پہلو ضرور ہوتا ہے اور جس طرح شب یلدا کے بعد نور صباح کا ظہور لازم ہے۔ اسی طرح اس پریشانی اور مصیبت میں بھی ایک بات سے اس کو بہت اطمینان ہوا۔ اس نے سوچا۔ اگر میں فی الحقیقت ارل کی اولاد نہیں تو ازبیل سے میرا عشق اتنا گناہ آلود نہیں رہتا۔ جتنا بصورت اول تھا۔

تھوڑی دیر اپنے خیالات کی الجھن میں چپ رہ کر آخر اس نے تیز۔ کثیف لہجہ میں کہا "یہ تو کہئے یہ واقعہ کس طرح پیش آیا؟ خدا کے لئے اب مجھے بہت عرصہ تک حالت انتظار میں نہ رکھئے۔"

"اچھا سنو" ارل نے جیسا اس کا معمول تھا۔ تفصیل سے کہنا شروع کیا "میں اپنی پہلی بیگم کے ساتھ بلوم فیلڈ میں ٹھیرا ہوا تھا۔ کہ پورے ساڑھے چوبیس سال گذرے۔ میرے گھر بیٹا

اور میری ریاست کا وارث پیدا ہوا۔ اس کے چند دن بعد مجھے ایک ضروری کام پر یورپ جانا پڑا اور چونکہ انہی دنوں ایک قریبی رشتہ دار شہر وانیا میں کسی طرح کی مالی مشکلات میں الجھ کر انتقال کر چکا تھا۔ اس لیئے قریباً ۴ ماہ وہاں ٹھیرا۔ واپس آیا تو بیگم شمالی اضلاع میں اپنے رشتہ داروں کے پاس گئی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے اسکی طرف سے جو خط آیا کرتے تھے ان میں لکھا ہوا ہوتا تھا کہ وہ اصلاح صحت کے لیئے وہاں گئی ہے۔ جب میں اس سے ملا تو بچہ تندرست اور اچھی حالت میں تھا۔ اس کے بعد سالہا سال گذر گئے اور تمہیں اچھی طرح یاد ہوگا کہ اس نے جو اپنے آپ کو تمہاری ماں کہا کرتی تھی۔ کس محبت سے تمہاری پرورش کی۔ اور کس پیار سے تمہیں اپنے دودھ سے پالا مگر وہ رومن کیتھولک مذہب کی عورت تھی۔ اور جب اس کا آخری وقت آیا۔ تو اس نے اپنے گناہوں کا اقبال کرنے کو ایک پادری طلب کیا۔ اس سے اس نے سب حال مبہم طور پر کہا۔ مگر پادری نے اصرار کیا کہ جب تک تفصیل معلوم نہ ہو آپ کے گناہوں کا کفارہ غیر ممکن ہے"

"کہتے جائیے۔ میں سن رہا ہوں" ایڈونس نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

"اس پر بیگم نے سب حال کہہ دیا۔ مگر میں نے وقت آخر میں اس سے وعدہ کیا۔ کہ میں اس لڑکے کو اپنے بیٹے کی طرح ہی رکھونگا۔ اور کبھی حقیقت حال ظاہر نہ ہونے دونگا۔ اس سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اور وہ مجھے دعائیں دیتی ہوئی مری" یہ الفاظ کہتے ہوئے ارل نے اس قسم کے جوش کا اظہار کیا۔ جناب اب تک ایڈونس کی طرف سے کبھی ظاہر نہ ہوا تھا۔

"ہاں مگر یہ تو کہیئے وہ تفصیل کیا تھی" نوجوان نے حالت اضطراب میں پوچھا۔

ارل نے کہا "میں ابھی تم سے بیان کر چکا ہوں کہ مجھے تین دن کا بچہ چھوڑ کر ایک ضروری کام کے لیئے انگلستان سے باہر جانا پڑا تھا۔ اس کے ایک مہینہ بعد وہ بچہ مر گیا۔ وضع حمل کے موقعہ پر اسکی ماں کو اتنی تکلیف ہوئی تھی۔ کہ پھر قیام حمل کا امکان نہ تھا۔ پس وہ ڈری کہ ایسا نہ ہو۔ بچہ کی موت سے مرد عورت کی باہمی محبت میں فرق آجائے۔ اور میں اس لیئے ان کی نظروں سے گر جاؤں۔ کہ اب میرے بطن سے خاندان لیسٹر کا نام لیوا پیدا ہونے کی امید نہیں۔ وہ جانتی تھی کہ اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں شوہر کے انتقال پر ہماری نوابی اور متعلقہ جائداد اسا بیٹا کی ماں کے نام منتقل ہو جائے گی۔ اور خود اس کو زمانہ بیوگی میں قلیل گذارہ پر اکتفا کرنا ہوگا۔ گویا عملی طور پر اسے اس خاندان سے جس کی جائداد کی وہ نصف مالک تھی علیحدہ کر دیا جائے گا۔ ان سب باتوں کو سوچکر اس نے مجبوراً فریب کیا۔ میرے چند ماہ تک واپس آنے کی امید نہ تھی

اس لیے اس نے ایک ڈاکٹر اور نرس کو معقول رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ پس آگے کا حال تم آپ سمجھ سکتے ہو۔ میرے کہنے کی حاجت نہیں۔"

"مگر ایک بات اب بھی دریافت طلب باقی ہے۔" ایڈولفس نے گلوگیر لہجہ میں کہا۔ "یہ تو کہیے میں کس کا بیٹا ہوں؟"

"ایک نہایت غریب خاندان کا۔" ارل نے جواب دیا۔ "جس وقت بیگم اپنے رشتہ داروں کے پاس شمالی اضلاع کو جا رہی تھی۔ تو رستہ میں ایک رات اس گھر میں قیام ہوا۔ جہاں تم انہی دنوں پیدا ہوئے تھے۔ ضرورت کے وقت بیگم نے تمہیں مول لے لیا۔ اور اس کنبے کو بہت سا روپیہ دے کر اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ لوگ امریکہ چلے جائیں۔ اس کے بعد ان کا حال معلوم نہ ہوا۔ پھر بھی جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ کیا عجب ان میں سے کوئی اس ملک میں واپس آجائے۔ اور اس کے ذریعہ سے حقیقت حال ظاہر ہو۔"

"آپ کو اس کنبے کا نام معلوم ہے؟" ایڈولفس نے جلدی سے پوچھا۔

"نہیں۔" ارل نے جواب دیا۔ "مجھے قصداً اس سے لاعلم رکھا گیا تھا۔ ممکن ہے۔ بیگم کا ارادہ زمانہ آئندہ میں کبھی یہ راز ظاہر کرنے کا ہو۔ بہرحال اس کا موقع نہیں آیا۔"

عمر رسیدہ امیر نے تھوڑی دیر سنجیدہ لہجہ میں گفتگو کرنے کے بعد اب پھر وہی طفلانہ انداز جو اس سے مخصوص تھا۔ اختیار کر لیا۔ جس سے ایڈولفس کی پریشانی اور بڑھی۔ حالت اضطراب میں کمرہ کے اندر ٹہلنے لگا۔ مگر باوجود بڑی کوشش کے اپنے خیالات پر اتنا حاوی نہ ہو سکا۔ کہ واقعہ پیش آمدہ پر اطمینان سے غور کرتا۔ صدمہ عظیم تھا۔ اور گو ارل نے حقیقت حال کو جیسا اس کا معمول تھا۔ رکتے رکتے بڑے تامل کے ساتھ بیان کیا۔ مگر اس سے صدمہ کی شدت میں کمی نہ ہو سکتی تھی۔ ایڈولفس کی نظروں میں دنیا اندھیر ہو رہی تھی۔ خانہ دماغ کی تاریکی میں روشنی کی صرف ایک جھلک باقی تھی۔ اور وہ یہ کہ بیگم ایتھل سے اس کا عشق اب اتنا مکروہ اور خوفناک نہ تھا جیسا اس انکشاف سے پہلے۔ مگر دوسری جانب اس کی دنیاوی حیثیت خاک میں مل چکی تھی۔ اب اس کا مستقبل نفی کے برابر تھا۔ اور ظاہر ہے کہ عشق کی لذتیں شکم سیر ہونے کے بعد ہی سوجھا کرتی ہیں۔ خوف تھا۔ نامعلوم کب اصل حقیقت ظاہر ہو جائے۔ اور وہ ریاست لیسلز کے جائز وارث کی حیثیت سے گر کر قابل تعزیر غاصب قرار پائے۔

ارل تھوڑی دیر چپ بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر ایڈولفس کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ "میری رائے

میں اب تم ضرور اسابیلا سے شادی کرنے پر آمادہ ہوگے - ایسا ہو تو میں گھنٹی بجا کر اسے اطلاع کر دوں - کہ وہ شادی کا لباس تیار کرانے کی فکر کرے -"

"خدا کے لئے ایسی عجلت نہ کیجیے" ایڈولفس نے پریشان ہو کر کہا "مجھے آخری فیصلہ کرنے کے لئے کم از کم ۲۴ گھنٹہ کی مہلت تو ملنی چاہیئے -"

"چوبیس گھنٹے" بڈھے نواب نے انداز حیرت سے کہا "میں نے اپنی عمر میں بڑے بڑے کام کئے - مگر اتنی دیر کبھی کسی سوال پر غور نہیں کیا -"

"مگر میرے لئے یہ معاملہ ناقابل بیان اہمیت رکھتا ہے -" ایڈولفس نے بےصبری سے کہا - "اس وقت میرے خیالات پریشان ہیں - دماغ صحیح حالت پر نہیں - اس لئے بے جا زور نہ دیجئے کل اسی وقت میں آپ کو اپنے آخری جواب سے مطلع کروں گا -"

"چلو منظور ہے -" بڈھے امیر نے کہا - "قدرتی طور پر تم کو یہ جان کر بہت رنج ہوگا - کہ تم اپنے باپ کے بیٹے نہیں ہو - مگر دیکھو - معاملہ کسی حال میں گھر سے آگے نہ جانے پائے -"

ایڈولفس نے کچھ جواب نہ دیا - اور تیز چلتا کمرہ سے رخصت ہو گیا - اپنے کمرہ میں جا کر وہ بہت دیر خیالات میں غرق رہا - اور آخر قریباً ایک گھنٹے کے بعد سر اٹھایا - تو اس کی صورت سے عزم مستقل ظاہر ہوتا تھا - کمرہ نشست میں گیا - تو ایتھل اور اسابیلا دونوں بیٹھی تھیں - مگر اول الذکر نے اس کی صورت دیکھتے ہی جان لیا کہ ضرور کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے - ارل کی نسبت دریافت کیا تو معلوم ہوا گاڑی میں بیٹھ کر کہیں گئے ہیں - اس پر ایڈولفس نے بیگم کو دوسرے کمرہ میں چلنے کا اشارہ کیا - اس سے ایتھل کو اور بھی یقین ہو گیا - کہ واقعی کوئی اہم معاملہ درپیش ہے - اسابیلا سے بہانہ کر کے رخصت ہونا اس کے لئے بہت مشکل نہ تھا - اس کے جانے پر ایڈولفس بھی پیچھے چلا گیا -

دوسرے کمرہ میں جاتے ہی ایتھل نے کہا "خدا کے لئے ایڈولفس میرا اضطراب رفع کرو - آخر کونسا نیا واقعہ ظہور میں آیا ہے؟ کیا ان کو سب حال معلوم ہو گیا؟ کیا وہ میرے گناہ عظیم سے خبردار ہو چکے؟"

"نہیں ایتھل" نوجوان نے آہستہ سے جواب دیا "ایسا نہیں ہوا - اور اطمینان رکھو کہ جس گناہ سے تم اتنا ڈرتی ہو - وہ کچھ ایسا شدید بھی نہیں ہے - کیونکہ ابھی ابھی ایک حیرت خیز انکشاف سے ظاہر ہوا ہے کہ میں . . . کہ میں ارل آف لیسلمز کی اولاد نہیں ہوں!"

اس بیان سے ایتھل کو جتنی حیرت ہوئی اس کا صحیح اندازہ کرنا دشوار ہے۔ مگر اس حیرت کی جگہ بہت جلد اس خیال نے لے لی کہ شاید ایڈ ولفس کا دماغ چل گیا ہے۔ لیکن اس کے بعد جب اس نے سب واقعات مفصل بیان کئے۔ تو معلوم ہوا کہ فرق اسکی صحت دماغ میں نہیں۔ بلکہ حقیقتاً اسکی نجابت میں ہے۔ اور اب اسے یہ بھی یاد آیا کہ مختلف اوقات میں ارل نے نشہ شراب یا خلوت میں ایتھل کے حسن کا اپنی پہلی بی بی سے مقابلہ کرتے ہوئے سوفیہ کے کسی فریب عظیم کا سرسری ذکر کیا تھا۔ گو ایسے موقعوں پر نہ کبھی ایتھل نے تفصیل جاننے کی کوشش کی۔ نہ ارل نے ابہام کو توضیح میں بدلا۔ مگر اب ایڈ ولفس کے بیان سے سب راز حل ہو گئے۔ اور جن اشاروں کو اس نے پیشتر نظر انداز کیا تھا۔ وہی اس حیرت خیز بیان کی تصدیق کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ بہت دیر تک وہ چپ چاپ بیٹھی اپنے دلدار کی طرف عشق و ترحم کی نظروں سے دیکھتی رہی۔ وہ بہتر جذبات جو تازہ خط کی تحریک کے محرک ہوئے تھے۔ احساس رحم میں دب گئے۔ رحم نے ہمدردی اور ہمدردی نے پھر ایک بار عشق کی صورت اختیار کی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس انکشاف کے بعد جوش عشق کو اس خیال نے اور ترقی دی ہو کہ ہمارا تعلق اس گناہ کبیرہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ جس سے متاسف ہو کر اس نے ایڈ ولفس کو جدائی کا خط لکھا تھا۔ کچھ بھی ہو۔ اس وقت وہ چپ چاپ بیٹھی اس کی طرف نظر شوق و ہمدردی سے دیکھ رہی تھی۔ گو نہیں جانتی تھی۔ کہ اس کا اظہار کن لفظوں میں کرے۔

"ایتھل" آخرکار ایڈ ولفس نے ہی اس طویل سکوت کو رفع کرتے ہوئے کہا۔ "اب یہاں آنے سے میرا مقصد یہ جاننا تھا۔ کہ تمہاری رائے میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

"میں اس کا جواب کیا دوں؟" بیگم نے انداز پریشانی سے کہا۔ "میں خود حیران ہوں کہ کیا کیا جائے۔"

"ارل نے بڑی مشکل سے کل دوپہر تک کی مہلت دی ہے۔" نوجوان نے کہا "کل اسی وقت مجھے ہاں یا نہ کی صورت میں انہیں کوئی فیصلہ کن جواب دینا پڑے گا۔"

"پھر اب تمہاری رائے میں وہ فیصلہ کیا ہونا چاہیئے؟" ایتھل نے دبی ہوئی آواز سے پوچھا اس وقت اس کی نگاہ سے فکر و اضطراب ظاہر ہوتا تھا۔

"تم آپ سمجھ سکتی ہو کہ حالات پیش آمدہ میں میرے لئے ان کا حکم ماننے کے سوا چارہ نہیں ہے۔"

ان الفاظ کو سن کر جو بظاہر خلاف توقع تھے - ایتھل کے منہ سے ہلکی چیخ نکلی - ایڈولفس چونک گیا - اور اس کی طرف فکر و پریشانی سے دیکھنے لگا -

" نہیں ایڈولفس یہ نہ ہوگا " بیگم نے گھبرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا - اور اب ان کے رخسار سرخ اور آنکھیں شعلہ بار تھیں " تم میرے سامنے اسابیلا سے شادی کرو! . . . میں اپنی آنکھوں سے تم دونو کو محبت کرتے دیکھوں! یہ میری زندگی میں غیر ممکن ہے . . . ہاں مگر کیا عجب " اس نے ایک اور خوفناک خیال کے زیر اثر کہا " کیا عجب تمہیں کبھی مجھ سے محبت ہی نہ ہو " اور یہ کہکر وہ کرسی پر گرکر زار زار رونے لگی -

" ایتھل - پیاری ایتھل " - نوجوان نے اس کے قدموں پر گر کر دونو ہاتھ فرط شوق سے منہ کو لگاتے ہوئے کہا " تم خوب جانتی ہو - تمہارا اپنا دل اس کا شاہد ہے کہ مجھے تم سے وہ بے پایاں محبت ہے جو کبھی مرد کو عورت سے نہیں ہوئی - میں تمہارا زر خرید غلام - تمہارا پرستار دل و جان سے تمہارا بندہ ہوں - پھر یہ بے رحمانہ شبہات کس لئے؟ انصاف کرو اگر مجھے تم سے اندھی محبت نہ ہوتی - تو کیا اس وقت جب میں تمہیں اپنی . . . اپنی سوتیلی ماں سمجھتا تھا - ضمیر کے سارے نیک احساسات کو اس آسانی سے دبا سکتا؟ . . . "

" خدا کے لئے اس ذکر کو جانے دو " ایتھل نے دونو ہاتھوں سے منہ چھپاتے ہوئے کہا - " شکر ہے کہ ہم اس گناہ عظیم کے مرتکب نہیں ہوئے - جس کا خیال ہی روح میں لرزہ پیدا کرتا ہے "

" خیر تو اب تمہاری رائے میں میرا فیصلہ کیا ہونا چاہیئے؟ " ایڈولفس نے پوچھا " تم جانتی ہو تمہارے منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ میرے لئے درجہ قانون رکھتا ہے - اس لئے جو تم کہوگی - مجھے منظور ہوگا - اتنا سوچ لو کہ میری حالت کتنی زار . . . کتنی خوفناک ہے! "

" میں جانتی ہوں - اچھی طرح جانتی ہوں - " کونٹس نے حالت اضطراب میں کہا - " اور اسی لئے کوئی مشورہ نہیں دے سکتی - جس طرح تمہارا جی چاہے کرو - مگر اتنا تم بھی سوچ لو - کہ تمہاری حالت خوفناک اور میری اس سے بھی شدید ہے - اور اگر بالآخر تم کسی اور سے شادی کرنے پر مجبور ہوئے تو میں اس سے پہلے . . . "

وہ رک گئی مگر ایڈولفس نے دیکھا کہ اس گل اندام حسینہ کے چہرہ پر اس وقت وحشیانہ جوش اور سختی کا اثر ظاہر تھا -

" الہٰی - میں کیا کروں! " اس نے گھبرا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا - اور اس کے بعد کمرہ میں

ناہموار قدموں سے چل کر کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے عقل و خرد جواب دے رہے ہیں۔ اور میں ضرور پاگل ہو جاؤں گا۔"

"لیکن میں ابھی سے محسوس کرتی ہوں کہ میرا دماغ چل گیا ہے"۔ ایتھل نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "افسوس! میں نے کیوں تم سے اتنی محبت کی؟ میں کیوں تمہاری محبت میں اندھی ہو گئی؟"

"ایتھل تسالی کرو۔" ایڈولفس نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اور اس کے چہرہ کو انداز محبت سے دیکھتے ہوئے کہا "میں تم سے بار بار کہتا ہوں کہ کوئی کام تمہاری منشا کے خلاف نہ ہوگا۔ میں وہی کروں گا جو تم کہو گی۔ بہرحال اس جوش و خروش سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں چاہیئے کہ واقعات پر حالت سکون میں غور کریں۔"

"اچھا کہو میں سنتی ہوں۔ میں اطمینان سے سنتی ہوں۔" ایتھل نے کہا۔ مگر اس کا بدن اب بھی شدت جوش سے کانپ رہا تھا۔

"کیا تمہاری رائے میں بہتر ہوگا کہ ہم دونو کسی طرف کو بھاگ چلیں؟" ایڈولفس نے پوچھا "مگر نہیں۔ اس سے فائدہ کچھ نہیں اور نقصان بہت ہے۔ فی الحقیقت یہ فرار ہم دونو کی بربادی کا موجب ہوگا۔ ارل غصہ کی حالت میں سب حال ظاہر کر دیں گے۔ اور میں دنیا میں بیکس و محتاج ذلیل و بدنام۔ رسوا اور برباد ہو جاؤں گا۔ اپنے لئے مجھے یہ سب کچھ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ منظور ہے۔ مگر تمہیں میرے دل و جان کی مالک ایتھل۔ تمہیں افلاس و احتیاج کی زندگی بسر کرتے دیکھنا یہ مجھے کبھی گوارا نہ ہوگا۔"

"میرا ذکر جانے دو۔" کونٹس نے کہا "دنیا کا کونسا کام ہے جو عورت نہیں کر سکتی؟ مگر اس کے ساتھ میں یہ بھی پسند نہیں کرتی۔ کہ تمہارا راز فاش ہو۔ اور دولت و ثروت سے محروم ہو کر تمہیں ان لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہونا پڑے جو اب تمہاری صحبت کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ نہیں اس کو میں کبھی منظور نہیں کر سکتی۔ تمہیں خوار و زبوں دیکھ کر میں پل بھر زندہ نہ رہوں گی۔"

"ان حالات میں پیاری ایتھل تم خود دیکھ سکتی ہو کہ میرا خیال غلط نہیں۔" ایڈولفس نے کہا "ہمارے فرار کی کوئی صورت نہیں۔ اور میرے اس جگہ سابقہ حیثیت میں رہنے کی صورت بھی یہی ہے کہ میں اسابیلا سے شادی کر لوں۔ التوا کی حالت ممکن ہوتی تو بلا سے میں سفر کے بہانہ بلاد یورپ کو ہی چلا جاتا۔ مگر اس کی بھی اجازت نہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں اب اسابیلا سے شادی کر کے ہی سفر کرنا۔ تمہیں بتاؤ کیا کروں اور کیا نہ کروں؟"

"گویا تمہارے نزدیک دو نو ہی صورتیں ممکن ہیں۔" ایتھل نے غیر معمولی سکون و سرد مہری سے کہا۔ "یا یہ کہ تم مجھے ساتھ لے کر بھاگ جاؤ۔ یا اس جگہ رہ کر اسابیلا سے شادی کرو۔ پہلی صورت ناقابل عمل ثابت ہو چکی ہے۔ تو کیا اب دوسری کے لئے تیار ہو؟"

"ایتھل۔ ایتھل۔ تمہیں بتاؤ میں اس کے سوا کیا کر سکتا ہوں؟" ایڈولفس نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"مگر اس میں ایک دقت یہ بھی تو ہے کہ اسابیلا کرسچن ایسٹن کو چاہتی ہے۔" کونٹس نے اسی لہجہ میں کہا۔

"اوہ! یہ کچھ ایسی بڑی دقت نہیں۔" ایڈولفس نے جواب دیا۔ "ایسی طفلانہ محبت عموماً بے نتیجہ ہوا کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تم نے چند لمحوں کی خلوت کے لئے میں قصداً انہیں اختلاط کے موقعے دیتا رہا۔ مگر اس کا تو یقیناً تمہیں کبھی خیال نہ آیا ہوگا۔ کہ ایک ارل کی نواسی کسی بے زر یتیم سے شادی کر سکتی ہے؟"

بہرحال تم اس لڑکی سے شادی کرنے کو تیار ہو جس کے دل میں ایک اور کی آتش عشق موجود تھی۔ جو تمہاری اپنی کوششوں سے شعلہ کی صورت میں نمودار ہوئی ہے؟"

"ایتھل اتنی بے رحم نہ بنو۔ تمہارے طعنے تیر و نشتر کی طرح میرے سینہ کو چھلنی کر رہے ہیں" اور اتنا کہہ کر ایڈولفس پھر اپنی جگہ سے گھبرا کر اٹھا۔ اس کے بعد دو تین منٹ بے چینی سے ٹہل کر اس نے کہا۔ "آخر میں تمہیں سے پوچھتا ہوں۔ اس موقعہ پہ کیا کرنا چاہیئے۔ خدا جانتا ہے کہ مجھے حالات کی تاریکی میں صرف ایک رستہ نظر آتا ہے۔"

"بس تو وہی تم کو مبارک ہو۔" کونٹس نے کہا۔ "رہ گئی میں سو میرے لئے . . ."

"اُف! تمہارا یہ حزن و ملال ہی مجھے ہلکان کر رہا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے نوجوان نے پریشانی میں دونو ہاتھ ملنے شروع کئے۔

"ایڈولفس میرے لئے ہلکان نہ ہو۔" کونٹس نے بدستور انداز سکون سے کہا۔ "اپنا رہمیشہ عورت کی قسمت میں لکھا ہے۔ اس لئے میں . . ."

"آہ! اگر ایسا ہے تو بلا سے کچھ ہو میں اسابیلا سے شادی نہ کروں گا۔ نہیں میں کوئی اور صورت تجویز کروں گا۔ اور چونکہ تمہارا رنج میرے لئے موت سے بدتر ہے۔ اس لئے اگر مجھے کوئی انتہائی تدبیر بھی اختیار کرنی پڑی تو کروں گا . . ."

"میں بھی ایڈولفس۔ جو ہو سکتا ہے کروں گی۔ بہرحال تمہیں کسی اور سے شادی کرنے نہ دیکھوں گی۔"

اتنا کہہ کر ایتھل تیز چلتی رخصت ہوئی۔ مگر ایڈولفس بہت دیر اسی کمرہ میں ٹہلتا رہا لیکن اب اس کی چال میں وہ سابقہ اضطراب نہ تھا۔ نظر جھکائے۔ سنجیدہ صورت سے آہستہ آہستہ ادھر ادھر چل رہا تھا۔

باب - ۵۲

ایک رات کے واقعات

اس روز ایڈولفس اور ایتھل کا رات تک ملنا نہیں ہوا۔ اور آخر جب وہ رات کے کھانے پر ملے تو ارل اور اسابیلا بھی موجود تھے۔ لیکن معلوم ہوتا تھا دونوں نے کسی خموش معاہدہ سے آپس میں یہ امر طے کر لیا ہے کہ کسی کی نگاہ یا حرکت سے کوئی بات ایسی ظاہر نہ ہو جو ان کے رنجدہ واقعات کی یاد تازہ کر سکے۔ قدرتی طور پر ارل کو اس کا گمان تک نہ تھا کہ ایڈولفس نے اپنے راز ولادت کا سب حال ایتھل سے کہہ دیا ہے۔ اور ایتھل بھی اپنی کسی حرکت یا اشارہ سے شوہر کے دل میں اس کا شبہ پیدا کرنا نہ چاہتی تھی۔ ہرچند اس کے دل میں صدہا روح فرسا خیالات جوش زن تھے۔ پھر بھی وہ حالات کی مجبوری سے اس طرح ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا۔ دوسری طرف ایڈولفس نے اس خیال سے کسی طرح کی پریشانی ظاہر نہ ہونے دی کہ ارل کو معلوم ہو وہ اپنی تشویش کو قصداً اوروں سے چھپانا چاہتا ہے۔ ارل کی اپنی فطرت ہمیشہ سے طفلانہ تھی۔ اس لئے حاضرین میں فقط اسابیلا کا چہرہ اداس تھا۔ اور یہ محض اس لئے کہ اس نے کرسچن الیسٹن کو خط لکھ کر آئندہ خفیہ ملاقاتوں سے باز رہنے کی تاکید کر دی تھی۔ ممکن ہوتا تو شائد وہ بھی اوروں کی طرح اپنی ذہنی حالت کو ظاہرداری کے پردہ میں چھپاتی۔ مگر یہ فن اُسے یاد نہ تھا۔ اس لئے اس کی افسردگی بدستور نمایاں تھی۔

کھانا ختم ہوا اور عورتیں دوسرے کمرہ میں جانے لگیں تو ارل بھی ان کے ساتھ ہی چل دیا نہ اس لئے کہ کوئی مدعائے خاص پیش نظر تھا۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ اس روز اسے شراب کی بہت رغبت نہ تھی جس کے بہانہ بیٹھے رہنا منظور ہوتا۔ ایڈولفس اس خیال سے باغ کی

سیر کرنے نکلا کہ شاید سرد ہوا کے فرحت بخش اثر سے اس اہم فیصلہ میں کچھ مدد مل جائے جو درپیش تھا اس طرح سونے کے وقت تک ایتھل اور ایڈونس دوبارہ ایک دوسرے سے نہ مل سکے۔

اس جگہ واقعات مابعد کی توضیح وتفہیم کے خیال سے ہم یہ بھی لکھ دینا چاہتے ہیں کہ بیگم ایتھل اب تک بدستور شوہر سے الگ کمرہ میں سویا کرتی تھی۔ اور گو ارل نے کئی دفعہ اس علیحدگی کے دفعیہ کی کوشش کا ارادہ کیا مگر ہر بار بیگم کی ناراضی کے خیال سے چپ رہا۔

آدھی رات ہوگئی اور اب ارل آف لیسلز کے عالی شان محل میں ہر طرف خموشی چھائی ہوئی تھی۔ مگر کیا اس وقت سارے مکین محو خواب تھے؟ اس کا جواب کون دے سکتا ہے؟ جب خلق خدا دنیا کے دھندوں سے تھک کر بستر خواب پر دراز ہوتی ہے۔ تو کوئی نہیں جانتا کہ نور صباح سے پہلے شب دیجور کی سیاہی میں کیا کیا واقعات پیش آئیں گے۔ کیونکہ دنیا کے سارے اسرار و جرائم عموماً تاریکی کے پردہ میں ہی عمل میں آیا کرتے ہیں۔ کم حوصلہ لوگ ان حالتوں میں بھی کہ ان کے ضمیر پاک ہوں اکثر رات کی سیاہی سے ڈرتے ہیں۔ کیوں؟ محض اسلئے کہ وہ جانتے ہیں دنیا کے سیاہ ترین جرائم کا ارتکاب رات ہی کو ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ گناہ اور مجرمانہ افعال نقاب سیاہ میں روپوش ہو کر ہی عالم ظہور میں نکلتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ رات کے وہمی خطرات کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ تو اس میں بہر حال کلام نہیں کہ ہر قسم کے خوفناک وجود اور ہر قسم کی خطرناک ہستیاں یعنی وہ مخلوق جو شیطان کی پرستار کہلاتی ہے رات کے سایہ میں ہی ظاہر ہونے کی جرأت کرتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ قتل۔ غارت اور تشدد کی وارداتیں اسی وقت ہوا کرتی ہیں جب خدا پرست۔ ایماندار لوگ محو خواب راحت ہوں۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ باد نسیم کی سرسراہٹ یا تیز ہوا کی چیخوں میں بسا اوقات کسی بدنصیب مقتول کی جانکنی کی آوازیں مخفی ہوا کرتی ہیں۔ ان سب حالات کو جانتے ہوئے قدرتی طور پر راست شعار آدمی کے دل میں رات کی تاریکی ایک مبہم خوف پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور اسے ہر در و دیوار کے سایہ میں خوفناک پر اسرار شکلیں جو حقیقت میں انسان کے اپنے جذبات فاسد نے پیدا کی ہیں۔ چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔

رات گذر گئی اور صبح کی روشنی قصر لیسلز کے بام و در پر ہر طرف نمودار ہوئی۔ شب سیاہ کے بعد نور صباح کی آمد کتنی دلفریب اور دیدہ زیب ہوتی ہے۔ جب خورشید عالمتاب افق مشرق سے طلوع ہو کر باغ کی ہریالی میں نئی جان ڈالتا اور نودمیدہ پھولوں کا منہ شبنم کے

پانی سے دھوتا ہے۔ جب ننھی ننھی چڑیاں درختوں کی ٹہنیوں پر پھدکتی ہوئی میٹھے راگ گاتی ہیں۔ جب سورج کی روشنی امرا کے زرنگار محلوں کو نئی جلا و تابش دیتی ہے۔ جب عطر میں بسی ہوئی باد سحری حسینان جہاں کو خواب راحت سے جگاتی اور ان کی مسہری کے پردوں کو گستاخانہ انداز سے ہلاتی ہے۔ اور کام کے بندے دریدہ لباس پہن کر روز نو کی جدوجہد کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ تو اس وقت کا نظارہ کتنا راحت بخش اور سکون آمیز ہوتا ہے۔

آٹھ بج گئے اور قصر لیسلز کی کھڑکیاں یکے بعد دیگرے کھلنے لگیں۔ یہاں اسابیلا وہاں ایڈولفس اور فرشی منزل پر ایتھل کے کمرہ خواب کے دروازے ہوئے شبنم کی بھیگی ہوئی سرد ہوا کے جھونکے اور پرندوں کے دلکش ترانے اندر جاکر ہر ایک دل میں خوشی کی لہر پیدا کرنے لگے۔

مگر آہ! یہ کیا خبر ہے۔ جو راگ کی دلآویز صدا کی طرح بڑی آہستگی سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ جنگلی آگ کی مانند سرعت رفتار حاصل کر رہی ہے؟ یہ کیا افواہ ہے جو قصر لیسلز کی خیال انگیز محویت میں خلل انداز ہو کر ہر مکین کے چہرہ پر اثر اضطراب نمودار کرتی ہے؟ کہیں رات کی سیاہی میں یہاں بھی کسی خوفناک جرم کا ارتکاب تو نہیں ہوا؟ یا کیا یہ سرگوشیاں کسی غلط فہمی پر مبنی ہیں؟ مگر نہیں افواہ صحیح ہے۔ خبر درست ثابت ہوتی ہے۔ واقعہ میں شب گذشتہ کو کسی بے رحم نے بدنصیب ارل آف لیسلز کو قتل کر دیا ہے!

تھوڑی دیر بعد ہیک پیس کی زبانی معلوم ہوا کہ واردات کا علم سب سے پہلے اس کو ہوا تھا صبح نو بجے کے قریب وہ حسب معمول آقا کے کمرہ میں گیا۔ تو یہ دیکھ کر مارے خوف کے دروازہ پر ہی رک گیا کہ ارل کا بستر خون سے تر ہے۔ پاس جاکر دیکھا تو معلوم ہوا۔ ان کا گلا ایک کان سے دوسرے تک کٹا ہوا ہے۔ وہ بدحواس ہو کر دوڑتا ہوا باہر آیا۔ اور خون کا شور مچانے لگا۔ یہ آواز بہت جلد محل کے ہر حصہ میں پھیل گئی۔ اور مختلف حصوں سے نوکر لوگ جمع ہونے لگے۔ ہر شخص کا رنگ فق تھا۔ اور منہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ ایڈولفس اور کونٹس اور اسابیلا بھی گھبرا کر اپنے اپنے کمروں سے نکلیں۔ اور تھوڑی دیر میں وہی صبح جو صحن باغ میں ایسی فرحت خیز اور راحت بخش تھی۔ محل کی چار دیواری میں سراسیمگی اور اضطراب گھبراہٹ اور پریشانی پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔

ہر شخص پوچھتا تھا۔ آخر یہ جرم کس نے کیا ہوگا؟ تھوڑا عرصہ بعد اس بات کی تلاش شروع ہوئی۔ کہ واردات کس ہتھیار سے کی گئی ہے۔ مگر ہر قسم کی جدوجہد کے باوجود کوئی ایسی چیز

دستیاب نہ ہوئی۔ پاس کے گاؤں سے ایک ڈاکٹر طلب کیا گیا۔ مگر اس نے آتے ہی کہہ دیا۔ کہ ارل کو مرے کئی گھنٹے گذر چکے ہیں جس کے معنی صریح لفظوں ہیں یہ تھے۔ کہ عفریت قتل نے اپنا سرخ بازو آدھی رات کے سناٹے میں برہنہ کیا ہوگا۔ ڈاکٹر نے یہ بھی رائے دی۔ کہ ہلاکت کسی تیز آلہ سے ہوئی ہے۔ مگر بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ استرا نہیں بلکہ کوئی بڑا چاقو استعمال کیا گیا ہے لیکن آلہ قتل کچھ بھی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ارل کی موت دفعتاً واقع ہوئی تھی۔ اور غالباً اس نے کوئی آواز نکالے بغیر جان دی۔ جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ آلہ قتل بہت تلاش کیا گیا۔ مگر نہ ملنا تھا نہ ملا۔ اس لئے جب پولیس آئی۔ تو اس طرح کا کوئی سراغ موجود نہ تھا جس کی بنا پر کسی کے خلاف شک کیا جا سکتا۔ محل کے ہر کمرہ کی اچھی طرح تلاشی لی گئی۔ اور رایڈولفس کونٹس اور اسا بیلا نے خواہش کی کہ اس بارہ میں ہم سے بھی رعائت نہ کی جائے۔ لیکن گو پولیس نے مکان کا کونہ کونہ تلاش کیا۔ اور باغ کا پتہ پتہ چھان مارا۔ تاہم قاتل کا سراغ نہ ملا۔ اس کے باوجود یہ خیال ہر شخص کے دل میں جاگزین تھا۔ کہ مجرم ضرور اسی گھر سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ مجرمانہ داخلہ یا نقب زنی کے آثار موجود نہ تھے۔ چنانچہ جس وقت نوکر اپنے اپنے کمروں سے نکلے۔ اس وقت تک سب دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں۔ ان حالات میں اگر قاتل اس گھر کے رہنے والوں میں سے کوئی نہ تھا۔ تو کیا وہ کئی گھنٹے پیشتر واردات کی نیت سے ارل کے پلنگ کے نیچے چھپا رہا؟ بحث کی خاطر اسے بھی ممکن سمجھ لیا جائے تو دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ واردات کے بعد اس کے فرار کی صورت کیا ہوئی؟ یقیناً وہ رات کو باہر نہ نکلا ہوگا۔ کیونکہ صبح تک کھڑکیاں اور دروازے سب بند تھے۔ اور اس کے بعد جب نوکر بیدار ہوئے اور واردات کی خبر نے سارے گھر میں کھلبلی پیدا کر دی۔ تو اس وقت اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرتا تو ضرور پہچان لیا جاتا۔ پس ظاہر تھا۔ کہ قاتل اسی گھر کے رہنے والوں میں سے کوئی ہے۔ مگر سردست کسی پر شک کرنا دشوار تھا۔ کسی کو ارل سے خصومت نہ تھی۔ یا کم از کم یہ رائے تھی جو پولیس نے تجسس و تحقیق کے بعد قائم کی۔

مگر قاتل کی شخصیت سے زیادہ پُراسرار مدعائے قتل تھا۔ خوابگاہ کی ساری قیمتی چیزیں بدستور پائی گئیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ واردات حصول زر کی خاطر نہیں کی گئی۔ ارل کا بٹوہ جس میں تیس چالیس پونڈ کی نقدی اور نوٹ رکھے ہوئے تھے۔ نیز اس کی قیمتی گھڑی۔ سنہری زنجیر الماس کی انگوٹھیاں اور بعض اور قیمتی چیزیں پلنگ کے پاس ہی میز پر رکھی ہوئی ملیں۔ ایک

الماری میں کچھ اور جواہرات ایک کھلے صندوق میں رکھے ہوئے تھے۔ جو بدستور محفوظ پائے گئے۔ ان حالات سے صاف ظاہر تھا۔ کہ قاتل کا مقصد خواہ کچھ ہو۔ بہرحال وہ چوری کرنے نہیں آیا تھا اس سے دوسرے درجہ پر کینۂ انتقام کا سوال پیدا ہوا۔ مگر اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ مقتول بہر ایک سب بے ضرر مرنجاں مرنج آدمی تھا۔ اس گمان کو بھی بہت جلد دل سے نکال دینا پڑا۔ مختصر یہ کہ قتل کا راز حل ہونے کی بجائے دمبدم بڑھتا ہی گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کی حقیقت کبھی کسی کو معلوم نہ ہوگی۔ ۹۹ فیصدی حالتوں میں ایسی واردات کے بعد ضرور کسی پر شک کیا جاتا ہے۔ یا کوئی واقعہ۔ کوئی مقصد۔ کوئی سراغ اس قسم کا ظاہر ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث ایسے جرم کا ارتکاب ہوا۔ لیکن موجودہ حالت میں ان میں سے کوئی بات موجود نہ تھی۔ نہ کسی پر شک کیا جا سکتا تھا۔ نہ قاتل کی احتیاطی تدابیر کی بدولت کوئی سراغ ہی مل سکتا تھا۔ بہت غور و خوض کرنے پر بھی یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ جرم کی تحریک و ترغیب کا صحیح باعث کیا تھا۔

واردات کی خبر سنتے ہی بیگم لیسلز کو غش پر غش آنے لگے۔ اور اس بیہوشی کی حالت میں ہی اُسے اپنے کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ اسابیلا بھی اس سانحہ کی خبر سن کر بے ہوش ہو گئی اور اپنے کمرہ میں پہنچا دی گئی جہاں ایک خوفناک علالت کے آثار پیدا ہو گئے۔ ایڈولفس گو مرد تھا۔ مگر اس واقعہ جانکاہ سے اس کو بھی بہت صدمہ ہوا۔ اور گھنٹوں اس پر سکتہ کی حالت طاری رہی جس کی وجہ سے وہ کسی طرح کی ہدایات جاری کرنے سے قاصر تھا۔ میک پیس اگاٹ آقائے مرحوم کی عنایتوں کو یاد کر کر کے بین کر رہا تھا۔ اور باقی نوکر بھی کچھ کم غم زدہ اور بدحواس نہ تھے فی الحقیقت اس وسیع گھر میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا جسے اس سانحہ روح فرسا سے صدمہ نہ ہوا ہو۔ مگر اس کے باوجود ہر شخص محسوس کرتا تھا۔ کہ ہمارے درمیان کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو واردات کر کے ریائے کامل سے کام لے کر اپنے اضطراب کو پردہ سکون میں چھپا رہا ہے۔

جو لوگ حقیقتاً بے قصور تھے ان کے دلوں میں بھی رہ رہ کر خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ عجب نہیں وہی شخص جو اس وقت ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ قاتل ہو۔ گویا ہر شخص ہر دوسرے کو شک کی نظروں سے دیکھتا تھا۔ جس سے گھر کے ہر حصہ میں خوف اضطراب دہشت اور پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔ سب لوگ سہمے ہوئے اور بدحواس تھے۔ اور کوئی اس خیال سے کہیں جانے کی بھی جرأت نہ کرتا تھا۔ کہ اس حالت میں مجھی پر سب سے زیادہ شک کیا جائے گا۔

افسر مرگ نے حسب ضابطہ تحقیقات کی۔ مگر قتل کا راز حل نہ ہو سکا۔ اراکین جیوری کی

پریشان نہ کر سکے۔ اور کرتے بھی کیسے۔ اس کمرہ کے سوا جہاں واردات ہوئی۔ گھر کے کسی حصہ میں کوئی کپڑا خون آلود نہیں پایا گیا۔ نہ کوئی چاقو یا اور ہتھیار جس سے ایسے موقعوں پر کام لیا جا سکتا تھا۔ دستیاب ہوا۔ عام لوگوں میں بھی اس واقعہ سے بہت سنسنی پیدا ہوئی۔ اور جب اخباروں میں اس کا حال چھپا۔ تو ہر شخص اس کی پُراسرار کیفیت پڑھ کر دنگ رہ گیا۔ واردات کی ہر بات اتنی خلاف معمول تھی۔ کہ عام حالات میں یار لوگ دشمنی سے ہی کسی کا نام لینے لگتے ہیں۔ مگر اس موقعہ پر یہ بھی نہ ہوا۔ غرض اس موقعہ پر عقل دنگ اور قیاس عاجز تھا۔ معلوم ہوتا ہے یہ ان پُراسرار اور ناقابل تحقیق وارداتوں میں سے ایک تھی۔ جو تماشہ گاہ عالم میں شاذونادر یہ ثابت کرنے کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ کہ انسان کی فراست و دوربینی کتنی ہی ترقی کر لے۔ ایسے واقعات پھر بھی ظہور میں آسکتے ہیں۔ جن کا راز اس وقت تک پوشیدہ رہتا ہے جتنے کہ قادر مطلق کا اپنا ہاتھ ان کی نقاب کشائی کرکے صحیح حالات کو روشنی میں لائے۔

یوم واردات کو اور اس کے بعد دو دن تک کونٹس آف لیسلز اپنے کمرہ سے باہر نہ نکلی۔ اسے شدت کا بخار ہو گیا۔ جس میں وہ بار ہا چیخیں مارنے لگتی تھی۔ اور اس عرصہ میں ایک ڈاکٹر ہر وقت اس کے پاس رہتا تھا۔ ایڈولفس نے بھی جسے ہم آئندہ ارل آف لیسلز کے نام سے یاد کریں گے۔ کیونکہ اس نے بے تامل وہ رتبہ قبول کر لیا تھا جس کا دینا اُسے حقدار سمجھتی اور کوئی اس پر معترض نہ تھا۔ پہلے دن کا بڑا حصہ اپنے کمرہ کی تنہائی میں بسر کیا۔ دوسرے دن مجبوراً اسے افسر مرگ کی تحقیقات میں شریک ہونا پڑا جس کے بعد اس نے کنبہ کے سربراہ کی حیثیت اختیار کرکے سب کام ارل آف لیسلز کی شان سے کرنے شروع کئے۔ اس کے باوجود معلوم ہوتا تھا۔ اس کا دل تازہ واردات کے صدمہ کی شدت کو بے حد محسوس کرتا ہے چہرہ غمگین۔ چال آہستہ اور آواز دبی ہوئی اور افسردہ تھی۔ اس میں شک نہیں وہ ادائے فرض کی خاطر سب کچھ کر رہا تھا۔ مگر اس کی تمام حرکات سے مجبوری ظاہر ہوتی تھی۔ غریب اسابیلا ان دنوں اتنی بیمار رہی کہ مقتول ارل کی تکفین سے پہلے اپنے کمرہ سے باہر ہی نہیں نکلی۔

سابق ارل آف لیسلز کا جنازہ اٹھنے سے ایک دن پہلے[۱] یعنی پُراسرار قتل کے چوتھے روز۔ ایتھل اور ایڈولفس اس دفن کے بعد جب واردات کی خبر سن کر ہر شخص ارل کی خوابگاہ

---

[۱] غلط فہمی کے لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ولایت میں لاش کو اسی روز دفن نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہ رسم کئی کئی دن بعد ادا کی جاتی ہے۔ یہ اس ملک کا عام دستور ہے اور یہیں ہاں کی سرد آب و ہوا سے بہت مدد ملتی ہے۔ (مترجم)

کی طرف دوڑ اٹھا۔ اول مرتبہ ایک دوسرے سے ملے۔ ملاقات دوسری منزل پرکمرہ نشست میں ہوئی جہاں اس وقت کوئی اور موجود نہ تھا۔ ایتھل اب بلا امداد زینہ پر چڑھ سکتی تھی۔ مگر اسکی حالت ایسی بدلی ہوئی تھی جیسے مہینوں کے بیمار کی ہوتی ہے۔ چہرہ زرد رخسار اندر کو پچکے ہوئے اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے۔ فی الحقیقت اپنے سیاہ ماتمی لباس میں بیواؤں کی سپید ٹوپی اوڑھے ہوئے وہ اپنی سابقہ ہستی کی فقط روح نظر آتی تھی۔ ایڈولفس کی حالت بھی غیر تھی۔ اور صبح کے لباس میں اسکے چہرہ کی زردی صاف نظر آتی تھی۔

ایتھل ایک صوفے پر دراز تھی کہ ایڈولفس موجودہ ارل آف لیسلز آہستہ سے دروازہ کھول کر داخل ہوا۔ مگر جس وقت دونو کی آنکھیں چار ہوئیں۔ تو ایک نے دوسرے کی طرف ایک عجیب انداز سے دیکھا جس میں نفرت۔ خوف اور ملامت کا اشتراک ظاہر تھا۔ مگر یہ حالت فوراً بدل گئی اور اب ایتھل نے ایڈولفس اور ایڈولفس نے ایتھل کو نظر حیرت سے دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک کو دوسرے سے مختلف حالت کی امید تھی۔

ایڈولفس آہستہ چلتا ہوا ایتھل کے پاس گیا۔ اور اس کی طرف نظر جما کر دبی ہوئی بھاری آواز سے کہنے لگا۔ "ایتھل۔ کیا میری خاطر تم نے اپنی روح کو شیطان کے حوالہ کر دیا؟"

"ایڈولفس کیا کہتے ہو؟" نازنین نے گھبرا کر کہا۔ "کیا ان الفاظ سے تمہیں اپنے جرم کا خوفناک بوجھ میری گردن پر ڈالنا مطلوب ہے؟"

"آہ! یہ بے باکی۔ یہ دیدہ دلیری۔ ایتھل مجھے تم سے اسکی امید نہ تھی۔"

"ایڈولفس۔ ایڈولفس۔ تمہارا جرم پہلے ہی کچھ کم سنگین نہیں۔ خدا کے لئے اسے اوروں کی ذات سے منسوب کر کے اپنی سیاہ کاری کو دوبالا نہ کرو۔"

"الہی۔ میں کیا سنتا ہوں؟" نئے ارل آف لیسلز نے پیشانی دبا کر پیچھے کو لڑکھڑاتے ہوئے کہا۔ "کہیں یہ حالت خواب تو نہیں ہے؟ کہیں میرے حواس میں تو خلل نہیں آ گیا؟"

"ایڈولفس یہ ملمع کاری بے سود ہے۔" ایتھل نے جلدی سے کہا۔ "میرا خیال تھا تم میرے سامنے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکو گے۔ مگر اس کے خلاف . . ."

"اے عورت تو کیا کہتی ہے!" ایڈولفس نے اس کا بازو تشنجی انداز سے پکڑ کر کہا۔ "یہ خیال تو میرا اپنا تھا اور مجھے حیرت ہے . . ."

"قاتل۔ میرا ہاتھ چھوڑ دے!" کونٹس نے چیخ کر کہا۔ اور وہ کانپتی ہوئی ایک طرف

ہٹ گئی۔

"سفاک عورت" ایڈولفس نے وحشیانہ جوش سے غراتے ہوئے کہا۔ "تو پہلے جتنی حسین تھی اب اپنے شوہر کو قتل کر کے اتنی ہی روسیاہ ہو چکی ہے"

"شیطان!" ایتھل نے تلخ لہجہ میں جواب دیا۔ "ہٹ میری نظروں سے دور ہو جا۔ تیری صورت دیکھ کر میرا بدن کانپتا ہے۔"

قریباً ایک منٹ خاموشی رہی۔ اور اس عرصہ میں ایک دوسرے کو نفرت حقارت اور خوف کی نظروں سے دیکھتا رہا۔ دونوں کی آنکھیں شعلہ بار تھیں۔ دونوں کی نگاہ سے اس نفرت عظیم کا اظہار ہوتا تھا۔ جو کسی حق پرست آدمی کو خوفناک مجرم کے خلاف ہو سکتی ہے۔ دونوں کی نظریں پورے استقلال کے ساتھ جمی ہوئی تھیں اور کسی کو اس خیال سے دوسری طرف منہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس صورت میں اسی کو مجرم اور خطاوار سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اصل حقیقت کچھ بھی ہو۔ اس وقت ایڈولفس ایتھل کو اور ایتھل ایڈولفس کو ارل کا قاتل سمجھنے پر تلی ہوئی تھی۔

"کیا تمہیں اس طرح میرے سامنے کھڑے ہوئے شرم نہیں آتی؟" آخر کونٹس نے مہر خموشی توڑتے ہوئے کہا۔ "جس آدمی کا ضمیر گنہگار ہو وہ کسی سے آنکھ ملانے کی کیونکر جرأت کر سکتا ہے؟"

"ایتھل تمہاری ڈھٹائی اور بے باکی ارتکاب جرم سے زیادہ حیرت خیز ہے۔" نوجوان ارل آف لیسامز نے جواب دیا۔ "حیران ہوں تمہیں ان باتوں کی جرأت کیونکر ہوتی ہے جب تمہارا ضمیر صاف کہہ رہا ہے کہ تمہیں قاتل ہو۔"

"اوہ! مجھے معلوم تھا کہ سنگدل ہونے کے ساتھ تم فریب دہی میں بھی اتنا کمال رکھتے ہو۔" ایتھل نے نمایاں طور پر کانپتے ہوئے کہا۔ "مگر اس چال کی میرے سامنے کیا حاجت تھی؟ کیونکہ تم اچھی طرح جانتے ہو میں تمہارا جرم کسی پر ظاہر نہ کروں گی۔"

"ایتھل۔ ایتھل۔ خدا کیلئے یہ ناٹک کا سین ختم کرو۔" ایڈولفس نے کہا۔ "مان لو کہ تم نے میری خاطر جرم کیا۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا راز کبھی میرے دل سے زبان پر نہ آئے گا۔"

"بزدل۔ بدبخت۔ کیا تجھے ایک عورت سے ایسا سلوک کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی؟"

"مگر وہی عورت قاتل ہو کر اپنے بے جا انکار سے معاملہ کی الجھن بڑھا رہی ہو۔ تو بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"ایڈولفس تمہاری حیلہ سازیاں میرے غصہ کو اور بھڑکاتی ہیں۔" کونٹس نے فرش

زمین پر پاؤں مار کر کہا "کیا واقعات تمہیں مجرم ثابت نہیں کرتے؟ کیا واردات کی رات کو تم نے نہیں کہا تھا کہ مجھے کوئی انتہائی تدبیر بھی اختیار کرنی پڑے۔ تو کروں گا؟"

"آہ۔ مگر ایتھل تمہارے اپنے الفاظ بھی تو اس سے مختلف نہ تھے۔" ایڈولفس نے برابر کے جوش سے جواب دیا "تم نے بھی تو کہا تھا کہ مجھ سے جو ہو سکتا ہے کرونگی۔ بہرحال تمہیں کسی اور سے شادی کرتے نہ دیکھوں گی... میرا خیال تھا تم ان لفظوں سے خودکشی کا اشارہ کر رہی ہو۔"

"اور بے شک میرا یہی ارادہ تھا۔" ایتھل نے تسلیم کیا۔ "مگر اس کا مجھے خیال تک نہ تھا کہ تم کچھ اور ارادہ رکھتے ہو۔ میں سمجھتی تھی انتہائی تدبیر سے تمہاری مراد یہ ہے کہ تم ارل کے غصہ اور جوش کا مقابلہ کروگے..."

"خدا جانتا ہے کہ میری نیت یہی تھی۔" ایڈولفس نے کہا۔ "میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ انتہائی حالت میں میں تمہیں ساتھ لیکر یورپ چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد ارل مجھے عاق کردیں۔ یا جو کچھ ان کے جی میں آئے کریں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے تمہارا مطلب کچھ اور تھا۔"

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا مطلب اور کچھ نہ تھا..." کونٹس نے حالت جوش میں کہنا شروع کیا۔

"کیوں جھوٹی قسمیں کھا کر خدا کے رحم سے منحرف ہوتی ہو؟" ایڈولفس نے انداز حقارت سے کہا "حقیقت میں مجھ کو خدا کی قسم کھا کر کہنا چاہیئے کہ..."

"تم قاتل ہو۔ او قاتل اپنے سنگین جرم میں دروغ حلفی کا اضافہ نہ کر..." ایتھل نے چیخ کر کہا۔

ارل آف لیسلڈ نے بے صبری سے فرش زمین کو ٹھوکر ماری۔ اور اس طرح کمرہ میں ٹہلنے لگا۔ جیسے بپھرا ہوا شیر پنجرہ میں گھومتا ہے۔ ایتھل بھی آتشدان کے پاس لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چلنے لگی۔

"ایڈولفس" آخر اس نے یکایک رک کر اپنے سابق آشنا کے چہرہ کو مستقل نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "شاید تم بھول گئے کہ مجھے ارل سے تمہاری اس ملاقات کا سب حال معلوم ہے جس میں انہوں نے تم کو غیر کی اولاد ظاہر کیا تھا۔ تمہاری حالت میں وجہ تحریک ثابت ہے۔ اس لئے ضد نہ ہو۔ تم چاہتے ہو تو میں تمہاری خاطر چپ رہنے کا اقرار کر سکتی ہوں۔ مگر مجھ سے بیٹ چھپانے کی کوشش کر کے مجھ کو بدظن نہ کرو۔ یاد رکھو اپنا جرم مجھ سے منسوب کر کے تم کبھی اپنی صفائی نہ کر سکو گے۔ جیسا میں

نے بیان کیا ہے تمہاری حالت میں وجہ تحریک موجود تھی۔ تمہیں ڈر تھا کہ اگر انہوں نے تمہارا راز فاش کر دیا تو رتبہ اور ریاست دونوں چیزیں ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔ ایسے حالات میں تمہارے لئے ان لبوں کو جو اظہار حقیقت کر سکتے تھے۔ ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینا قدرتی سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ میری نسبت تم پہلے ہی جانتے تھے۔ کہ ناجائز عشق کی وجہ سے میں کبھی اس راز کو ظاہر نہ کروں گی۔"

"ایتھل اگر میں نے تمہاری لمبی تقریر کو چپ چاپ سننا منظور کیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب میرے خون کا جوش سرد ہو گیا ہے۔" ایڈولفس نے کہا "میں صرف اس لئے اب تک خاموش تھا کہ دیکھوں تم کونسے نئے عذرات پیش کرنا چاہتی ہو۔ مگر بات پھر پھرا کر وہیں آتی ہے میں کہتا ہوں کیوں چھینٹے دے کر کہلواتی ہو کہ تمہاری اپنی حالت مجھ سے مختلف نہ تھی۔ کیا تم نہیں کہتی تھیں کہ اپنی زندگی میں میں کبھی تم کو اسابیلا سے شادی نہ کرنے دوں گی؟ بیگم اڈومٹ۔ نہ مجھ سے حقیقت چھپانے کی کوشش کرو۔ مان لو کہ تم نے میری محبت میں اندھی ہو کر یہ جرم کیا۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں تم کو معاف کر دوں گا۔ مگر یاد رکھو اپنا جرم مجھ سے منسوب کر کے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

"ایڈولفس میں نے بھی اپنے جوش کو ضبط کر کے تمہارا بیان سن لیا۔" کونٹس نے کہا "میں نے بہت کوشش کی کہ تم اپنا جرم مان کر خدا سے مغفرت چاہو۔ مگر تم برابر ضد کئے جا رہے ہو۔ اس صورت میں جو کچھ میں کہتی ہوں اُسے بغور سنو۔ یہ جرم ضرور ہم دونوں میں سے ایک کا ہے۔ کیونکہ ہمارے سوا کسی کے لئے وجہ تحریک موجود نہ تھی۔ اور چونکہ میں بے قصور ہوں۔ اس لئے تمہارے سوا کوئی اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔"

"آہ! ایتھل اب تمہاری زبان پر بے اختیار حق جاری ہے۔" ایڈولفس نے کہا "بے شک یہ جرم ہم دونوں میں سے کسی ایک کا ہے۔ مگر وہ ایک تم ہو۔ اس لئے فریب چھوڑو اور مان لو کہ جو کچھ ہوا تمہارے ہاتھوں سے ہوا ہے۔"

کونٹس غضبناک ہو کر دانت چبانے لگی۔ پھر گلوگیر لہجہ میں بولی "شیطان بس تو ہی قاتل ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں۔"

"چڑیل۔ بس تو نے ہی اپنے شوہر کو قتل کیا ہے۔" ارل آف لیبلز نے جواب دیا۔ "تیرے سوا کوئی اس جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔"

اتنا کہہ کر وہ تیز چلتا کمرے سے رخصت ہو گیا اور کونٹس اوندھے منہ صوفے پر گر کر سسکیاں لیتی ہوئی رونے لگی۔

نویں جلد ختم ہوئی

نئی نوطبع اور نایاب کتابیں

عجیب انقلاب - ایک دلکش انگریزی ناول کا ترجمہ حقیقی بھائی کا تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے اپنے بھائی کو قتل کرنا - نمک خواروں اور جاں نثاروں کی قربانیاں - خفیہ خزانہ کا راز ۱۲۳ صفحہ - تصویردار سرورق قیمت عہ ر

حسن کی ملکہ - ایک دلکش جاسوسی ناول - عیاروں کی عیاریاں - دشمنوں کی ریشہ دوانیاں - اور الفت کی رازداریاں - قابل تعریف پیرایہ میں دکھائی ہیں - تصویردار سرورق ۲۰۴ صفحے قیمت عہ

کرشمہ تقدیر - ایک دلکش انگریزی ناول کا ترجمہ منشی دوارکا پرشاد صاحب افق لکھنوی - شہزادی کا بوجہ خلل دماغ اپنے شوہر شہزادہ نوذوڈیبا کو بھول جانا - ایک اور شخص کا اپنے آپ کو شہزادہ ظاہر کرنا - شہزادہ کا بلوائیوں کے ہاتھوں ہلاک ہونا - اس کے بعد ڈینس میلوری اور شہزادی کے عشق کا جو انجام ہوا وہ ناول دیکھنے سے معلوم ہوگا - ۱۵۲ صفحے - قیمت عہ

خار حسرت - نئی اور نرالی طرز کا ناول ہے جس میں حسن و عشق کی تصویریں عجیب دلچسپ پیرایہ میں کھینچی گئی ہیں - اور عشق صادق کے انجام اور وفادار دوستوں کی جاں نثاری پر پورے طور سے روشنی ڈالی گئی ہے - ۱۴۶ صفحے تصویردار سرورق - قیمت ۱۴ر

نیا شگوفہ - ایک دلچسپ تاریخی ناول جس میں جنگ عظیم کے خون ریز معارکے - سراغرسانی کے حیرت انگیز کارنامے طبیعت کو حیرت و استعجاب میں ڈالنے والے خوفناک مناظر دکھائے ہیں - ۱۰۳ صفحے - قیمت ۱۴ر

سونے کا جزیرہ - چارلس گاروس ولائت کے جدید مصنفوں میں سب سے مشہور اور مقبول مصنف ہے - اس کے نہائت زبردست ناول دی ہریٹیج آف ہیٹ کا ترجمہ جی - پی - بھٹناگر بی - اے کے قلم سے - ایک نوعمر لڑکے کی زندگی کے نشیب و فراز کی داستان - اس کا ایک غیر آباد جزیرہ میں تنہا رہنا اور سونا دریافت کرکے انگلستان جانا - وہاں قتل کے جرم میں گرفتاری - لیکن آخر رہائی اور گم گشتہ معشوق سے وصال - غرض بڑا ہی دلاویز ناول ہے جو حال ہی میں شائع ہوا ہے - ۲۵۱ صفحے قیمت رعائتی عہ

لندن کا جاسوس - ایک نہائت پراسرار انگریزی ناول کا ترجمہ مسٹر محمد حمید الحق صاحب وکیل کے قلم سے نامی سراغرساں بلیک کے حیرت خیز کارنامے - قابل دید ہیں - ۹۶ صفحے قیمت رعائتی ۸ر

لال برادرس ۷ - پارسنز روڈ نولکھا لاہور

خونی تلوار

رینالڈس کے بینظیر تاریخی ناول میسیکر آف گلنکو کا اردو ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے
اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر حاوی ہے۔ جیسا ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔

گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں۔ رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہیئے۔

حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی نہ بھولنے والی داستان مکمل ۵۰۸ صفحہ قیمت لعہ روپیہ

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول ہیری سانڈ کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب تلہری کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟

باپ اپنے چہیتے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیلے اور گھونگھر والے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے۔ ادھر یہ امید اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ الٰہی یہ بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!۔ یہی ننھے ننھے ہاتھ قوی ہو جائیں کہ اس محبت والے دل میں خنجر بھونک دیں۔ جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ ہائے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے!

نہایت زوردار۔ بڑا پُر درد۔ غایت درجہ سبق آموز مکمل ۶ جلدیں ۸۲۵ صفحے قیمت لعہ

لال برادرس ۷ سپارسنز روڈ نولکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کئے ہیں

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
" (۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۹۹۴	
باپ کا قاتل (۶ حصے)	پیری سانڈرز	منشی شمیم الدین صاحب بلہوری	۵۳۵	[illegible]
خونی تلوار	میسیکر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸	[illegible]
مارس لیبلانک				
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	[illegible]
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفیشنز آف آرسین لوپن	"	۱۷۰	[illegible]
جیتا پرندہ	آخری حصہ	"	۵۶	[illegible]
خونی ہیرا (۲ حصے)	اریسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۶۱	[illegible]
ایڈگر جیپن اور مارس لیبلانک				
نقلی نواب	آرسین لوپن	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴	[illegible]
ولیم لیکیو				
منزل مقصود	ہشڈاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	[illegible]
الگزینڈر ڈوماس				
وطن پرست	ریجینٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۱۰	[illegible]
رابرٹ ہیچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن				
روحوں کا خراج	ٹریبیوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۶۴	
شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ				
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۵	
کانٹوں کا تاج	مکٹ	...	۳۵	[illegible]

لال برادرس، سپلائرز روڈ نولکھا لاہور